

عمران سیریز

# ملٹی مشن

حصہ اول

منظہ ہریم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

## چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ”ملٹی مشن“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں ایکریمین اور اسرائیلی ایجنسیوں نے پاکیشیا میں مشنر پر کام کیا ہے۔ اس طرح ایک مشن کے اندر کئی مشن جمع ہو گئے اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بیک وقت دونوں ملکوں کے ایجنسیوں سے نہمنا پڑا ہے۔ عام طور پر قارئین کو یہ شکایت رہتی ہے کہ ناول میں جسمانی فائٹس اور مقابلے پیش نہیں کئے جاتے لیکن ایسے مقابلے دراصل پھوٹوٹشنر کی بناء پر ہی سامنے آتے ہیں اور اس ناول میں ایسی پھوٹوٹشنر سامنے آہی گئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صند، نائیگر اور بلیک زیر و تینوں کو علیحدہ علیحدہ اور ایکیے انتہائی خوفناک جسمانی فائٹس کرنا پڑیں۔ ایسی فائٹس جن کا نتیجہ زندگی یا موت میں سے کسی ایک صورت میں ہی برآمد ہو سکتا تھا اور پھر اس ناول میں مسلسل بدلتے ہوئے واقعات نے بھی اپنا بھرپور حصہ ڈالا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا لیکن ناول کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط، ای میلز اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ وچھپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔ حضرو ضلع ائمک سے معاف خان لکھتے ہیں۔ ”آپ کے ناول

”بیلو برو گروپ“ اور ”گروپ فائمنگ“ بے حد پسند آئے ہیں۔ آپ اپنے ناولوں میں جدید ترین سائنسی ایجادات کا ذکر مختصر طور پر کرتے ہیں۔ مثلاً گروپ فائمنگ میں ”شارہیم“، جیسی جدید ترین ایجاد کا ذکر آپ نے بے حد مختصر انداز میں کیا ہے۔ برائے کرم ایسی جدید ترین ایجادات کا اپنے ناولوں میں پوری تفصیل سے ذکر کیا کریں تاکہ ہمیں جدید ترین ایجادات سے کسی حد تک تو واقفیت ہو سکے۔

محترم معاذ خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جدید ترین سائنسی ایجادات کے بارے میں جس حد تک ناول میں گنجائش ہو سکتی ہے لکھا جاتا ہے۔ مزید تفصیلات اس لئے نہیں لکھی جاسکتیں کہ اس طرح ناول کے ٹیپو میں رکاوٹ اور جھوول پیدا ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں اگر آپ مزید تفصیلات پڑھنا چاہیں تو جدید ایجادات کے سلسلے میں اخبارات میں مضامین اور سائنسی رسائل شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ ان کی مدد سے مزید تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

محترمہ عائشہ خواجہ نے بذریعہ ای میل رابطہ کیا ہے۔ ”لکھتی ہیں کہ میں بچپن سے آپ کی کتابیں پڑھتی چلی آ رہی ہوں اور اب میں خود مختار پروفیشنل ہوں لیکن اب بھی آپ کے ناولوں کی باقاعدہ قاری ہوں۔ اکثر میں عمرہ کرنے جاتی رہتی ہوں اور میں وہاں آپ

کے لئے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے دعا میں مانگتی ہوں۔ میری دوست اس پر میرا مذاق اڑاتی ہیں کہ میں مصنوعی کرداروں کے بارے میں دعا مانگتی ہوں لیکن مجھے اپنی دوستوں سے اس بارے میں اختلاف ہے کیونکہ میں سچائی کے ساتھ یہ سمجھتی ہوں کہ اگر میں ان کرداروں کے لئے دعا مانگوں گی تو آپ ان کو بہتر انداز میں لکھ سکیں گے اور آپ کی کتابیں پڑھ کر مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ میری دعا میں رائیگاں نہیں گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میرا یہ اعتقاد کی حد تک خیال ہے کہ موجودہ دور میں آپ جیسے مصنفوں کی زیادہ ضرورت ہے جو برائی کو نہ صرف کھل کر برائی کے طور پر بیان کرتے ہیں بلکہ ان سے مقابلہ کرنے اور ہر قسم کے حالات میں سچائی اختیار کرنے اور اس کی مدد سے اپنے کردار کو سچا اور کھرا بنانے میں مددیتے ہیں۔ آپ کے ناولوں میں عمران اور جولیا کے درمیان ہونے والی کشمکش ہم قارئین پر بے حد اثر ڈالتی ہے جس طرح عمران کا کردار لڑکوں کے لئے ماذل کی حیثیت رکھتا ہے اسی طرح جولیا کا کردار ہم لڑکیوں کے لئے ماذل ہے۔ میں نے بچپن سے جولیا کو پڑھنا شروع کیا ہے اور اب تک میں جولیا کو پڑھ رہی ہوں۔ اس دوران جو کچھ جولیا نے سیکھا ہے وہ میں نے بھی سیکھ لیا ہے لیکن جب جولیا کے ساتھ عمران ایسا سلوک کرتا ہے جس سے جولیا کا ذہن اور دل پر اگنده ہوتا ہے تو اس کے اثرات ہم لڑکیوں پر بھی یقیناً پڑتے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ عمران کا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

طور پر مضبوط بنانے کے لئے اس کی ملاقات سید چراغ شاہ صاحب سے کرادی جائے تو ”جیوش پاور“ نامی ناول میں ایسا ہو چکا ہے اور واقعی سید چراغ شاہ صاحب نے بھی جولیا کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھنے میں دیر نہیں کی اور واقعی جولیا ان کی سرپرستی کی وجہ سے اپنے آپ کو زیادہ محفوظ اور مضبوط سمجھنے لگ گئی ہے۔ جہاں تک جولیا پر خاص نمبر لکھنے کی آپ کی فرماش کا تعلق ہے تو پھول بھی مارے تو بے حد تکلیف ہوتی ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ جولیا کو سید چراغ شاہ صاحب سے ملوادیں اور انہیں درخواست کریں کہ وہ جولیا کو اپنی بیٹی بنالیں۔ مجھے یقین ہے کہ سید چراغ شاہ صاحب جیسے روحانی بزرگ کی بیٹی بن کر جولیا اپنے آپ کو بے حد مضبوط محسوس کرے گی اور یقیناً سید چراغ شاہ صاحب اسے جب عمران کے بارے میں بتائیں گے تو جولیا بھی عمران کے مذاق پر جذباتی طور پر درہم برہم نہیں ہوا کرے گی۔ میری ایک درخواست ہے کہ آپ جولیا پر ایک خاص نمبر لکھیں جس میں جولیا کی صلاحیتوں کو قارئین کے سامنے لاکیں اور جولیا کو عمران کے مقابلے پر جذباتی طور پر مضبوط دکھائیں۔ امید ہے آپ ضرور میری درخواست قبول کریں گے۔

محترم حافظ خرم شہزاد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک عبرینہ کا جھک کر اپنے والد کے پیروں کو شکریہ۔ میں نے آپ کی ای میل کو تفصیل سے اس لئے لکھ دیا ہے کہ آپ نے بڑے خوبصورت انداز میں عمران اور جولیا کی جذباتی کشمکش کے بارے میں لکھا ہے۔ آپ کی یہ تجویز کہ جولیا کو جذباتی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کردار بے حد عظیم ہے اور وہ کردار کے لحاظ سے مثال ہے لیکن بعض اوقات عمران کا رویہ ایسا ہوتا ہے جو جولیا کے جذبات کو بے دردی سے کچل دیتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ جولیا بھی بھجتی ہے کہ عمران ایسا مذاق میں کر رہا ہے لیکن دل تو پھر دل ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دشمن بم بھی مارے تو تکلیف نہیں ہوتی لیکن دوست پھول بھی مارے تو بے حد تکلیف ہوتی ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ جولیا کو سید چراغ شاہ صاحب سے ملوادیں اور انہیں درخواست کریں کہ وہ جولیا کو اپنی بیٹی بنالیں۔ مجھے یقین ہے کہ سید چراغ شاہ صاحب جیسے روحانی بزرگ کی بیٹی بن کر جولیا اپنے آپ کو بے حد مضبوط محسوس کرے گی اور یقیناً سید چراغ شاہ صاحب اسے جب عمران کے بارے میں بتائیں گے تو جولیا بھی عمران کے مذاق پر جذباتی طور پر درہم برہم نہیں ہوا کرے گی۔ میری ایک درخواست ہے کہ آپ جولیا پر ایک خاص نمبر لکھیں جس میں جولیا کی صلاحیتوں کو قارئین کے سامنے لاکیں اور جولیا کو عمران کے مقابلے پر جذباتی طور پر مضبوط دکھائیں۔ امید ہے آپ ضرور میری درخواست قبول کریں گے۔

محترمہ عائشہ خواجہ صاحبہ۔ ای میل سے رابطہ کرنے کا بے حد شکریہ۔ میں نے آپ کی ای میل کو تفصیل سے اس لئے لکھ دیا ہے کہ آپ نے بڑے خوبصورت انداز میں عمران اور جولیا کی جذباتی کشمکش کے بارے میں لکھا ہے۔ آپ کی یہ تجویز کہ جولیا کو جذباتی

تاکہ والد بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعائیں دے سکے۔  
بہرحال آپ کا شکریہ کہ آپ نے اس بارے میں لکھا۔ آئندہ مزید  
وضاحت سے لکھا جائے گا۔ جہاں تک ٹائیگر کے عمران سے آگے  
بڑھنے کا تعلق ہے تو ٹائیگر بہرحال عمران کا شاگرد ہے اور عمران  
جس کا استاد ہو وہ پچھے کیسے رہ سکتا ہے۔ البتہ عمران سے آگے  
بڑھنے کے لئے تو ابھی ٹائیگر کو نجانے کتنے ہفت خواں عبور کرنے  
پڑیں گے لیکن کہا یہی جاتا ہے کہ ہونہار شاگرد اپنے استاد سے  
آگے بڑھ جاتا ہے اور استاد کو اس پر فخر ہوتا ہے۔ امید ہے آپ  
آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

منظہر کلیم ایم اے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

عمران نے کار اپنے فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج میں بند  
کی اور پھر سڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا تو فلیٹ کے بند دروازے  
پرتالا دیکھ کر اس کا خوشگوار موڈ چوپٹ ہو گیا۔

”اس وقت رات گئے یہ سلیمان کہاں جا سکتا ہے۔ اسے اب  
کوئی سبق دینا ہی پڑے گا“..... عمران نے منہ بنا کر بڑھاتے  
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مخصوص جگہ پر رکھی ہوئی  
چابی نکال کر تالا کھولا اور فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔  
ستنگ روم میں ہلکی پاور کی لائٹ جل رہی تھی۔ اس نے بڑی پاور کا  
بلب جلایا تو میز پر پیپر ویٹ کے نیچے موجود کاغذ دیکھ کر وہ چونک  
پڑا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے پیپر ویٹ ہٹا کر کاغذ اٹھا  
لیا۔ اس کی نظریں تیزی سے کاغذ پر درج عبارت پر دوڑ رہی  
تھیں۔ کاغذ پر سلیمان کی طرف سے تحریر تھا کہ گاؤں میں اس کی

بڑی بھاونج بیمار ہے اور گاؤں سے ایک آدمی خصوصی طور پر اسے بلا نے آیا ہے اس لئے وہ گاؤں جا رہا ہے۔ جب بھاونج کی طبیعت ٹھیک ہو گی تو وہ واپس آ جائے گا۔

”بھاونج بیمار ہے اور بلا یا سلیمان کو جا رہا ہے۔ کیا سلیمان کوئی ڈاکٹر یا حکیم ہے؟“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے یہ تو معلوم تھا کہ سلیمان کا بڑا بھائی طویل عرصہ پہلے وفات پا چکا ہے اور سلیمان کی بھاونج بیوہ ہے لیکن بہر حال خاندان میں اور لوگ بھی تھے پھر اس طرح سلیمان کو گاؤں سے خصوصی طور پر آدمی بھیج کر بلا نے جانے کی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ سلیمان نے کاغذ کے آخر میں جانے کا وقت بھی لکھ دیا تھا اور اس وقت کے مطابق تو سلیمان کو اس وقت تک گاؤں پہنچ جانا چاہئے تھا۔ گاؤں میں چونکہ فون کا سلسلہ نہ تھا اور اس وقت رات گئے عمران کسی اور کو فون بھی نہ کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے ڈرینگ روم کا رخ کیا تاکہ لباس تبدیل کر کے سو سکے۔ ابھی وہ لباس تبدیل کر ہی رہا تھا کہ اس کے کانوں میں فون کی گھنٹی کی آواز پڑی تو وہ تیزی سے چلتا ہوا ڈرینگ روم سے نکل کر سٹنگ روم میں آ گیا۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران کرسی پر بیٹھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”علی عمران ایم ایسی۔ ڈی ایسی (آکسن) بول رہا ہوں،“  
عمران نے اپنی عادت کے مطابق باقاعدہ تعارف کرتے ہوئے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں صاحب۔ تفصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سے۔“  
دوسرا طرف سے سلیمان کی پریشان سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا ہوا ہے سلیمان تمہاری بھاونج کو؟“..... عمران نے پوچھا۔  
”ان کی حالت بے حد خراب ہے۔ بڑی مشکل سے تفصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال لے آئے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب چھٹی پر شہر گئے ہوئے ہیں۔ ایک ڈپنسر اور ایک دائی عورت موجود ہے۔ یہاں ایسی سواری بھی نہیں ہے کہ جس پر بیمار کو شہر کے کسی بڑے ہسپتال لے جایا جائے۔ البتہ یہاں فون موجود ہے۔ میں کافی دیر سے وقفے سے آپ کو فون کر رہا ہوں۔ اب آپ سے رابطہ ہوا ہے۔“  
سلیمان نے بڑے پریشان سے لبھے میں کہا۔

”کہاں ہے یہ تفصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال۔ تفصیل سے بتاؤ۔“  
عمران نے کہا تو سلیمان نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔  
”تم کوئی فون کر دیتے۔ ڈیڈی کوئی بندوبست کر دیتے۔“  
عمران نے کہا۔

”میں نے خود وہاں فون نہیں کیا ورنہ بڑی بیگم صاحبہ بے حد پریشان ہو جاتیں،“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو بلیک زیرو کو فون کر دیتے۔ وہ کوئی بندوبست کر دیتا۔“  
عمران نے کہا۔

”وہ ظاہر ہے سرسلطان کو کہتے اور مسئلہ طویل ہو جاتا۔ آپ بتائیں۔ آپ کیا کر سکتے ہیں فوری،“..... سلیمان نے کہا۔

”میں ڈاکٹر صدیقی کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔ وہ لیڈی ڈاکٹر، ڈاکٹر اور پیشل ایمبولینس بھجوادیں گے۔ تم بے فکر رہو۔ ویسے اس تخلیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا فون نمبر بھی بتا دو تاکہ میں دوبارہ یہاں فون کرنا چاہوں تو کرسکوں،“..... عمران نے کہا تو سلیمان نے نمبر بتا دیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ڈاکٹر صدیقی کا نمبر پر لیں کرنا شروع کر دیا۔ گورات کافی گزر گئی تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر صدیقی ابھی سوئے نہیں ہوں گے۔ اس نے ڈاکٹر صدیقی کی رہائش گاہ کا نمبر پر لیں کیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کا رابطہ ڈاکٹر صدیقی سے ہو گیا۔ عمران نے انہیں ساری صورت حال بتائی تو انہوں نے فوری طور پر ہسپتال سے ایمبولینس روانہ کرنے کا وعدہ کر لیا تو عمران نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے سلیمان کا بتایا ہوا نمبر پر لیں کر کے اسے بھی تسلی دے دی کہ ڈاکٹر صدیقی سے بات ہو گئی ہے اور وہ ایمبولینس بھیج رہے ہیں اور عمران نے اسے تاکید کی کہ جب ایمبولینس واپس پیشل ہسپتال پہنچ تو وہ وہاں سلیمان نے اسے بتایا کہ وہ ایمبولینس میں یہاں پہنچ گئے تھے اور اس کی بھاؤج کا فوری طور پر آپریشن کیا گیا جو کامیاب رہا اس لئے سلیمان نے خود ہی اسے فون نہ کیا تھا تاکہ عمران ڈشرب نہ ایک طویل سانس لیا اور فون کا مخصوص بٹن پر لیں کر کے وہ اٹھا اور

بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس خصوصی بٹن کے پر لیں ہونے کے بعد اب فون کی گھنٹی صرف بیڈ روم میں موجود فون کی ہی بج سکتی تھی۔ اس نے بیڈ روم کا دروازہ بند کیا اور پھر نائٹ بلب جلا کر وہ بیڈ پر لیٹ گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا ارادہ سونے کا نہ تھا بلکہ وہ صرف تھوڑی دیر کے لئے ریست کرنا چاہتا تھا تاکہ جیسے ہی سلیمان پیشل ہسپتال پہنچنے کی اطلاع دے تو وہ لباس تبدیل کر کے ہسپتال پہنچ جائے لیکن پھر نجانے کس وقت اسے نیند آگئی اور پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو ایک لمحے کے لئے تو وہ یہی سمجھا کہ اسے نیند نہیں آئی لیکن جب سامنے دیوار پر موجود کلاک پر اس کی نظر پڑی تو وہ بے اختیار ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا کیونکہ یہ وہ وقت تھا جب وہ روزانہ اٹھتا تھا اور غسل وغیرہ کر کے نماز فجر پڑھنے مسجد میں جایا کرتا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ مجھے نیند آگئی لیکن فون کی گھنٹی بھی تو نہیں بھی۔ اس کا کیا مطلب ہوا،“..... عمران نے حیرت بھرے انداز میں بڑ بڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد اس کا رابطہ ڈاکٹر صدیقی کے آفس میں موجود سلیمان سے ہو گیا اور سلیمان نے اسے بتایا کہ وہ ایمبولینس میں یہاں پہنچ گئے تھے اور جب سلیمان نے وعدہ کر لیا تو عمران نے اطمینان بھرے انداز میں ایک طویل سانس لیا اور فون کا مخصوص بٹن پر لیں کر کے وہ اٹھا اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”آپ کچھ وقت کیوں لے رہے ہیں۔ بہت وقت لیں۔ میرے پاس وقت کی کوئی کمی نہیں ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں کچھ وقت خصوصی طور پر علیحدگی میں لینا چاہتا ہوں۔“  
ادھیز عمر آدمی نے اسی طرح منت بھرے لبجے میں کہا۔

”اگر کوئی ایم جنی نہ ہو تو میں ورزش کا سیشن پورا کر لوں اور اگر ایم جنی ہے تو ابھی سائیڈ نچ پر بیٹھ جاتے ہیں۔“..... عمران نے اسی لبجے میں کہا کیونکہ ادھیز عمر آدمی اپنے لباس اور انداز سے خاصاً تعلیم یافتہ اور شریف گھرانے کا فرد دکھائی دے رہا تھا۔

”آپ اپنی ورزش مکمل کر لیں۔ میں یہیں آپ کا انتظار کروں گا کیونکہ بات کچھ طویل بھی ہو سکتی ہے۔“..... ادھیز عمر آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کا نام کیا ہے اور اپنا وہ مسئلہ بتا دیں ورنہ میں یکسوئی سے ورزش نہیں کر سکوں گا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام فیروز الدین ہے اور صاحب میں ایک ہائی سکول سے ابھی حال ہی میں ریٹائر ہوا ہوں۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر میں رہتا ہوں۔ مجھے سلیمان صاحب نے آج یہاں آپ سے ملنے کا کہا تھا اور خود بھی آنے کا کہا تھا لیکن وہ تو نہیں آ سکے اس لئے میں نے سیکورٹی گارڈ سے آپ کے بارے میں کنفرم کیا پھر آپ سے بات کی ہے۔ میرا مسئلہ آپ کے ڈیڈی کے آفس سے متعلق

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہو۔ عمران نے ڈاکٹر صدیقی سے بھی بات کی اور جب اس کی تسلی ہو گئی تو اس نے رسیور رکھا اور واش روم میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد غسل کر کے لباس پہن کر وہ فلیٹ سے باہر آیا اور دروازے کو تالا لگا کر وہ سیڑھیاں اتر کر پیدل ہی مسجد کی طرف چل پڑا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد کچھ دیر تک لازماً قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا کیونکہ اس کی امام بی نے اسے ہمیشہ یہی نصیحت کی تھی کہ وہ ہر صورت میں روزانہ قرآن مجید کی جس قدر بھی ہو سکے تلاوت ضرور کیا کرے۔ ان کا پختہ یقین تھا کہ ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی ہر وقت اور ہر لمحہ مدد حاصل رہتی ہے اور عمران طویل عرصہ سے ایسا کرتا چلا آ رہا تھا اور اسے بھی یقین تھا کہ اسے جو عزت اور کامیابیاں ملتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد سے ہی ملتی ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کے بعد وہ مسجد سے نکلا اور نزدیکی پارک کی طرف بڑھ گیا تاکہ وہاں جا کر ورزش کر سکے لیکن جیسے ہی وہ پارک کے گیٹ میں داخل ہوا وہاں موجود ایک ادھیز عمر آدمی نے پارک کے گارڈ کی طرف دیکھا اور گارڈ کے سر ہلانے پر وہ آدمی تیزی سے عمران کی طرف بڑھ گیا۔

”السلام علیکم۔“..... اس ادھیز عمر آدمی نے قریب آ کر کہا تو عمران نے چونک کر اسے دیکھا اور سلام کا جواب دیا۔

”کیا آپ مجھے کچھ وقت عنایت کر سکتے ہیں۔“..... ادھیز عمر آدمی نے بڑے منت بھرے لبجے میں کہا۔

ہے۔۔۔ فیروز الدین نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔  
”ڈیڈی کے آفس سے متعلق۔ کیا مطلب۔ میں آپ کی بات  
سمجھنا نہیں۔۔۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

”آپ ورزش کر لیں پھر تفصیل سے بات ہو گی۔ آپ کی  
مہربانی کہ آپ میری بات اتنی توجہ سے سن رہے ہیں۔“ فیروز  
الدین نے کہا۔

”اوکے۔۔۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا کیونکہ  
اسے محسوس ہو گیا تھا کہ فیروز الدین صاحب کو جب تک کافی وقت  
نہ دیا جائے گا ان کی تسلی نہیں ہو گی اور وہ اس شریف آدمی کو مایوس  
نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی اپنی ورزش ترک کر سکتا تھا اس لئے وہ  
آگے بڑھ گیا اور پھر جب اس نے اپنی ورزش مکمل کر لی تو وہ  
واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے دور سے فیروز الدین گیٹ کے  
قریب کھڑے ہوئے نظر آئے۔

”آئیے فیروز الدین صاحب۔ اب آپ سے تفصیلی بات ہو  
جائے۔ میں معدرت خواہ ہوں کہ آپ کو میری وجہ سے اتنا انتظار  
کرنا پڑا ہے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کی مہربانی ہے جناب کہ آپ اتنی توجہ دے رہے ہیں  
ورنہ آج کل تو لوگ سلام کا جواب دینا بھی اپنی توہین سمجھتے  
ہیں۔۔۔ فیروز الدین نے جواب دیا تو عمران سمجھ گیا کہ فیروز  
الدین خاصا پریشان ہے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ہا۔۔۔ اب تفصیل سے بتائیے کہ آپ کا مسئلہ کیا ہے۔“ عمران  
نے ایک نیچ پر انہیں بٹھانے کے بعد خود بھی ان کے ساتھ بیٹھتے  
ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میرے دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹا تو ایک موثر  
ورکشاپ میں ملازم ہے جبکہ دوسرا بیٹا جس کا نام راشد فیروز ہے  
اس نے گرجویشن کرنے کے بعد سفرل اٹیلی جس بیورو میں بطور  
اسٹینٹ سب انپکٹر ملزمت کر لی۔ وہ بے حد محنتی اور شریف لڑکا  
ہے۔ میں نے بھی اسے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ وہ اپنے فرانپ منصبی  
ایمانداری اور فرض شناسی سے ادا کیا کرے۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کرتا  
رہا۔ آج سے ایک ہفتہ پہلے اس نے اسلو سمجھ کرنے والے ایک  
گروپ کا کھون لگایا اور اس کی رپورٹ اس نے اپنے انچارج  
انپکٹر جن کا نام عنایت اللہ ہے، کو دے دی لیکن اس رپورٹ کے  
دو دن بعد اسے یک بنی دو گوش نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔ اس  
پر ازالہ یہ لگایا گیا تھا کہ اس نے غلط رپورٹ کی ہے۔ اس نے  
سپرنٹنڈنٹ صاحب سے بات کی لیکن انہوں نے اسے جھڑک کر  
دفتر سے باہر نکال دیا۔ میں خود جا کر انپکٹر عنایت اللہ سے ملا تو  
اس نے یہ کہہ کر بات ختم کر دی کہ اس نے یہ رپورٹ سپرنٹنڈنٹ  
صاحب کو بھجوادی تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا اس کا اسے علم نہیں ہے  
اور نہ ہی وہ اس معاملے میں کوئی مداخلت کر سکتا ہے ورنہ ہو سکتا  
ہے کہ اسے بھی معطل کر دیا جائے۔ میں نے آپ کے ڈیڈی سے

”بہت بہت شکریہ عمران صاحب۔ آپ نے میرا حوصلہ بڑھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا۔ میں بیٹے کو لے کر حاضر ہو جاؤں گا۔“..... فیروز الدین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ عمران سے مصافحہ کر کے اور سلام کر کے اٹھا اور تیزی سے پارک کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ملاقات کی کوشش کی لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ پھر میں نے پرمندش صاحب سے ملاقات کی تو انہوں نے میری بات سنی اور پھر یہ کہہ کر مجھے واپس بھجوa دیا کہ چونکہ میرے بیٹے نے غلط رپورٹ کی ہے اس لئے وہ اس کے حق میں کچھ نہیں کر سکتے۔ اب مزید میں کیا کر سکتا تھا اس لئے خاموش ہو رہا۔ میرا بیٹا بھی بے حد پریشان ہے۔ پھر مجھے کسی نے سلیمان صاحب کے بارے میں بتایا۔ میں نے ان سے ملاقات کی تو انہوں نے ساری بات سن کر آپ کے بارے میں بتایا اور صحیح یہاں آنے کو کہا۔ چنانچہ میں آج صحیح یہاں آیا ہوں۔“..... فیروز الدین نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کا بیٹا اب کہاں ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ گھر پر ہے۔“..... فیروز الدین نے جواب دیا۔

”آپ نے میرا فلیٹ دیکھا ہوا ہے۔“..... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ سلیمان صاحب سے وہیں ملاقات ہوئی تھی۔“ - فیروز الدین نے جواب دیا۔

”تو آپ اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر وہیں آ جائیں۔ میں آپ کے بیٹے سے ضروری باتیں معلوم کر لوں گا اور اس کے بعد اگر واقعی آپ کے بیٹے کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو انشاء اللہ اس کا ازالہ ہو جائے گا۔“..... عمران نے کہا تو فیروز الدین کا چہرہ بے اختیار چمک اٹھا۔

تیز سرخ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے ایک ویران سی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ ایکریمیا کی ریاست المور کے ایک دور افتدادہ ٹاؤن ساجوری کی طرف جانے والی سڑک تھی۔ ساجوری ٹاؤن زیادہ بڑا اور وسیع نہ تھا لیکن اس ٹاؤن کی پوری دنیا میں وجہ شہرت وہاں موجود قدیم ترین دور کی ایسی غاریں تھیں جن میں قدیم ترین دور کی تحریریں دیواروں پر نقش کی گئی تھیں۔ یہ تصویری تحریریں تھیں۔ اس میں چھوٹی چھوٹی تصویریوں کی مدد سے لکھا گیا تھا اور ان تحریریوں کو موجودہ دور کے ماہرین نے پڑھ بھی لیا تھا۔ یہ اس دور کے کسی بادشاہ کی فتوحات کی رپورٹ تھی جو اس نے کسی ساتھ والے قبیلے کے خلاف حاصل کی تھیں۔ پوری دنیا سے سیاح اس قدیم ترین تصویری تحریر کو دیکھنے آتے تھے اس لئے اس ٹاؤن میں سیاحوں کی سہولت کے لئے ہر وہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

چیز موجود تھی جو ایکریمیا کے کسی بڑے شہر میں ہو سکتی تھی۔ البتہ سال میں دو ماہ یہاں اس قدر سردی پڑتی تھی کہ سیاح اس دوران ادھر کا رخ ہی نہ کرتے تھے کیونکہ اس قدر شدید سردی میں چاہے کتنا ہی گرم لباس کیوں نہ پہن لیا جائے پھر بھی یہاں کے ہوٹلوں سے باہر نکلنا مسئلہ بن جاتا تھا اس لئے سوائے دلیر اور صحت مند سیاحوں کے ان دو ماہ میں عام سیاح ادھر کا رخ نہ کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ٹاؤن کو جانے والی یہ سڑک جو اس وقت خالی اور ویران نظر آ رہی تھی باقی دنوں میں رنگ برلنگی کاروں سے ہر وقت بھری ہوئی نظر آتی تھی۔ کار میں ہیئت جل رہا تھا مگر اس کے باوجود کار میں موجود مرد اور عورت دنوں نے بھاری گرم کوٹ اور لباس پہنے ہوئے تھے۔ گلے میں مفلر اور سر پر اونی ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں۔ ڈرائیور نگ سیٹ پر لڑکی تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر مرد بیٹھا ہوا تھا۔ دنوں کے ہاتھوں میں گرم اونی دستانے تھے۔

”اس قدر سردی میں بس کو مینگ کے لئے ساجوری ٹاؤن ہی کیوں سو جھا ہے۔ کسی اور جگہ پر مینگ نہ ہو سکتی تھی“..... لڑکی نے جھلانے ہوئے لجھے میں کہا۔

”کم بولو جیکی۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے منہ کے اندر برف جم جائے اور پھر مجھے پھونکیں مار مار کر اسے پکھانا پڑے“..... ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان مرد نے کہا تو جیکی بے اختیار ہلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تمہاری یہی باتیں تو لطف دیتی ہیں برائذ۔ لیکن جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو۔"..... جیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔  
"کوئی اہم معاملہ ہی ہو گا اس لئے باس نے یہاں مینگ کال کی ہے۔ ہم تو صرف اندازہ ہی لگا سکتے ہیں،"..... برائذ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جیکی نے اس انداز میں سر ہلاایا جیسے وہ اس کی بات سے متفق ہو گئی ہو۔

"سردی اتنی ہے برائذ کہ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اگر میں کار کا انجن بند کر دوں تو ایک لمبے میں یہ برف کے تودے میں تبدیل ہو جائے گا۔"..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جیکی نے کہا تو برائذ بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم بس عام سی کار میں بیٹھ کر ساجوری جا رہے ہیں۔ یہ خصوصی کار ہے۔ اس کے انجن میں علیحدہ ہیٹر لگے ہوئے ہیں ورنہ یہ ویسے ہی بند ہو جاتا،"..... برائذ نے کہا تو جیکی نے اس طرح آنکھیں پھاڑیں جیسے اسے بے پناہ حیرت ہو رہی ہو۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو یا اپنی عادت کے مطابق گپ لگا رہے ہو؟"..... جیکی نے کہا۔

"یہ کار ہیڈ کوارٹر نے بھجوائی ہے۔ یہ میری نہیں ہے۔ واپسی پر یہ کار ہم سے لے لی جائے گی،"..... برائذ نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو کوئی اہم ترین معاملہ ہے جو ہیڈ کوارٹر نے اس قسم

کے خاص انتظامات کئے ہیں،"..... جیکی نے کہا تو برائذ نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے ساجوری ٹاؤن کی عمارتیں نظر آنا شروع ہو گئیں لیکن یہ منظر واضح نہ تھا۔ عجیب سی دھنڈ میں ڈوبا ہوا تھا۔ ایسی دھنڈ جو شفاف بھی نہیں تھی اور نہ ہی غیر واضح تھی بلکہ ان دونوں کیفیات کے بین میں نظر آتی تھی۔ "عجیب سردی ہے۔ نہ دھنڈ ہے نہ برفباری ہے۔ نہ تیز ہوا چل رہی ہے اور اس کے باوجود اتنی خوفناک سردی ہے،"..... جیکی نے بڑبراتے ہوئے کہا۔

"تم پہلی بار یہاں سردیوں میں آ رہی ہو۔ میں اس سے پہلے کئی بار یہاں آ چکا ہوں اس لئے تمہیں یہ سب کچھ انتہائی پراسرار اور عجیب نظر آ رہا ہے۔ البتہ جلد ہی تم اس کی عادی ہو جاؤ گی،"..... برائذ نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جیکی نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب کار ساجوری ٹاؤن میں داخل ہو گئی تھی لیکن وہاں اکا دکا کاریں نظر آ رہی تھیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہاں سب لوگ خاموشی کی چادر اوڑھے سورہے ہوں۔ ہر طرف خاموشی ہی خاموشی تھی۔

"سیونٹھ بلڈنگ میں جانا ہے نا،"..... جیکی نے پوچھا۔  
"ہاں،"..... برائذ نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں بعد جیکی نے ایک دو منزلہ بلڈنگ کے کھلے کمپاؤنڈ گیٹ میں کار موز دی۔ اس دو منزلہ بلڈنگ کے اوپر سیونٹھ بلڈنگ کا جہازی سائز کا بورڈ نصب

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

چلتے ہوئے ایک کمرے کے دروازے کے سامنے رک گئے۔ دروازے پر پیٹل کے موٹے موٹے حروف میں ایک سو بارہ لکھا ہوا تھا۔ سائیڈ دیوار پر پلیٹ تھی جس پر کرفل آئیٹھ کا نام درج تھا۔ برائڈ نے کال بیل کا بٹن پر لیس کر دیا۔

”کون ہے؟..... ایک بھاری اور رعب دار آواز سنائی دی۔

”ڈی الیون گروپ“..... برائڈ نے جواب دیا۔

”اوکے“..... اندر سے وہی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ برائڈ اور جیکی دونوں اندر داخل ہوئے اور پھر ایک چھوٹی سی راہداری میں گھوم کر وہ ایک اور کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئے تو وہاں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور دوہرے جسم کا باریک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سر سے گنجما تھا۔ البتہ سائیڈوں اور عقبی طرف بالوں کی جھالریں سی لٹک رہی تھیں۔ چہرہ بڑا اور سپاٹ تھا۔ آنکھوں میں سختی اور تندی کا غصہ نمایاں تھا۔ ایسے جیسے اس کے چہرے پر عقاب کی آنکھیں لگا دی گئی ہوں۔

”بیٹھو“..... اس آدمی نے کہا تو برائڈ اور جیکی دونوں مودباش انداز میں میز کی دوسری طرف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”کیا تم دونوں ایشیائی ممالک میں مشن مکمل کرنے کے لئے تیار ہو؟..... اس آدمی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“..... برائڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تھا۔ اس ٹاؤن میں نمبروں کے لحاظ سے بلڈنگز کے نام تھے۔ سامنے ایک برآمدہ تھا جو اندر دور تک چلا گیا تھا۔ جیکی کار اس برآمدے میں لے گئی۔ تھوڑا آگے جاتے ہی راستے میں موجود دھندے شیشے کا بند دروازہ خود بخود متحرک ہو کر سائیڈوں میں غائب ہو گیا اور کار تیزی سے اسے کراس کر کے اندر ایک وسیع و عریض پورچ میں پہنچ گئی۔ یہاں کافی تعداد میں کاریں پہلے سے ہی موجود تو جیکی نے کار ایک خالی جگہ پر پارک کر کے اس کا انجن بند کر دیا۔

”اب یہ گرم لباس اتنا کر کار میں رکھ دو“..... برائڈ نے اپنا گرم لباس اتنا تھا ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد جیکی اور برائڈ دونوں جیز کی پتلونیں اور لیدر جیکش میں ملبوس نظر آ رہے تھے۔ گرم لباس انہوں نے سیٹوں پر ہی چھوڑ دیئے تھے۔ وہ دونوں کار سے باہر آئے تو اس جگہ کا موسم نارمل تھا۔ جیکی نے کار لاک کی اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ایک سائیڈ پر موجود لفت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ لفت میں داخل ہو کر برائڈ نے دوسری منزل کا بٹن پر لیس کر دیا اور لفت تیزی سے اوپر چڑھتی چلی گئی۔ دوسری منزل پر پہنچ کر لفت رکی تو لفت کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور وہ دونوں باہر آ گئے۔ یہ ایک طویل راہداری تھی جو آخر میں ایک بند دروازے پر ختم ہو رہی تھی۔ برائڈ اور جیکی دونوں اس راہداری میں

”میں نے بہت سوچ سمجھ کر تمہارے گروپ کا انتخاب کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم ایکریمیا کے اس اہم ترین مشن میں کامیاب رہو گے۔..... باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر اس نے برائڈ کی طرف بڑھا دی۔

”اس فائل میں مشن کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں۔ انہیں اطمینان سے پڑھو۔ پھر آگے بات ہو گی۔..... باس نے کہا تو برائڈ نے اس کے ہاتھ سے فائل لے لی۔

”ساتھ والے کمرے میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ وہاں شراب بھی موجود ہے اور دوسرا سامان بھی۔..... باس نے کہا تو وہ دونوں اس طرح اٹھ کر کھڑے ہو گئے جیسے اسی حکم کے انتظار میں ہوں۔ فائل برائڈ کے ہاتھ میں تھی۔ پھر وہ دونوں سائیڈ دروازے کی طرف مڑ گئے۔ وہاں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز اور اس کے گرد چار کریساں موجود تھیں۔ سائیڈ میں ایک بڑا ساریک تھا جس میں شراب کی بوتلیں موجود تھیں۔ برائڈ ایک کری پر بیٹھ گیا اور اس نے فائل کھول لی جبکہ جیکی نے آگے بڑھ کر ریک کے سب سے نچلے خانے سے دو گلاس اٹھائے اور پھر انہیں میز پر رکھا اور شراب کی ایک بوتل اٹھا کر اس نے اسے کھولا اور دونوں گلاسوں میں شراب ڈال کر اس نے بوتل کا ڈھکن بند کر دیا۔

”یہ لو۔..... جیکی نے ایک گلاس اٹھا کر برائڈ کی طرف بڑھاتے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”راتستے میں جیکی نے تم سے پوچھا تھا کہ اس مینگ کے لئے یہ انتہائی سرد علاقہ کیوں منتخب کیا گیا ہے تو اب میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ مشن ایشیا کے ایک چھوٹے سے ملک پاکیشیا میں ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس قدر تیز، خطرناک اور فعال ہے کہ اس کے ایجنسٹ نہ صرف دنیا کے تقریباً ہر ملک میں موجود ہیں بلکہ ہر اہم ایجنٹی میں بھی ان ایجنٹوں نے اپنے سب ایجنسٹ رکھے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس سروس سے جو کچھ چھپایا جائے وہ انہیں آسانی سے معلوم ہو جاتا ہے۔ اگر ہماری یہ مینگ کسی عام علاقے میں ہوتی تو مجھے یقین ہے کہ تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے تمہارے اور مشن کے بارے میں معلومات وہاں پہنچ جاتیں اور پھر تم خود سوچ سکتے ہو کہ مشن کا کیا نتیجہ نکلتا اور یہ مشن اس قدر اہم ہے کہ اس میں ناکامی کا مطلب بہت بڑی ناکامی ہے اس لئے میں نے اس موسم میں ساجوری میں یہ مینگ کاں کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس موسم میں یہاں ان کا کوئی ایجنسٹ موجود نہیں ہو سکتا اس لئے یہ خصوصی مینگ یہاں کاں کی گئی ہے۔..... باس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ہم نے بھی بہت کچھ سن رکھا ہے۔ ہمیں بھی اس سے مکرانے کا بے حد اشتیاق ہے اس لئے ہمیں خوشی ہے کہ آپ نے اس اہم مشن کے لئے ہمارا انتخاب کیا ہے۔..... برائڈ نے کہا۔ جیکی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

تھے۔ برائڈ اور جیکی علیحدہ رہتے تھے۔ ڈی ایجنٹوں میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی ملازمت یا پیشے سے وابستہ کیا گیا تھا اور عام حالات میں وہ اس پیشے کے ہی کام کرتے تھے۔ اس طرح ان پر ایجنت ہونے کا شہر نہ ہوتا تھا۔ برائڈ گروپ کا تعلق صحافت سے تھا اور برائڈ خود، اس کی بیوی جیکی، کارٹلی اور اس کے گروپ کے تمام افراد مختلف اخبارات سے باقاعدہ وابستہ تھے۔ ان کے پاس صحافت کے اصل کارڈز تھے اور انہیں عام لوگ صحافی کے لحاظ سے ہی پہچانتے تھے۔ برائڈ اور جیکی جس اخبار کے رپورٹر تھے وہ ایکریمیا کا مشہور اخبار ڈیلی نیوز کراس تھا۔ یہ اخبار پورے ایکریمیا میں سب سے زیادہ پڑھے جانے والے طاقتوں اور بااثر اخبارات میں نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ برائڈ اور جیکی مشن کے علاوہ عام دنوں میں باقاعدہ اس اخبار کے آفس میں جا کر بیٹھتے تھے اور باقاعدہ کام کرتے تھے۔ ”کیا مشن ہے برائڈ؟“..... خاموش بیٹھی اور گھونٹ گھونٹ شراب پینی ہوئی جیکی آخر کار بول ہی پڑی۔

”انہائی اہم مشن ہے جیکی اور مجھے خوشی ہے کہ یہ مشن چیف نے ہمیں دیا ہے۔“..... برائڈ نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے دو فائل،“..... جیکی نے کہا تو برائڈ نے فائل اس کی طرف بڑھا دی اور خود اس نے شراب کا گلاس اٹھا لیا جس میں سے اس نے ابھی تک صرف ایک گھونٹ ہی لیا تھا کیونکہ وہ مشن کی تفصیلات میں اس طرح گم ہوا تھا کہ اسے شاید شراب پینی یاد ہی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہوئے کہا اور برائڈ نے بغیر کچھ کہے گلاس لے لیا۔ البتہ اس کی نظریں فائل پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ جیکی سامنے والی کرسی پر بیٹھ کر گھونٹ گھونٹ شراب پینے لگی۔ البتہ اس کی نظریں برائڈ پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ برائڈ کی بیوی بھی تھی اور اس کی اسٹنٹ بھی۔ دونوں انہائی تربیت یافتہ ایجنت تھے اور جس ایجنسی سے ان کا تعلق تھا اسے ایکریمیا کی سب سے خفیہ اور خطرناک ایجنسی سمجھا جاتا تھا۔ اس کا نام ڈنیپس ایجنسی یا ڈی ایجنسی تھا۔ اس ایجنسی کو قائم ہوئے ابھی چند سال ہی ہوئے تھے لیکن اس کا جال نہ صرف پورے ایکریمیا بلکہ پورے یورپ تک پھیلا ہوا تھا۔ البتہ ایکریمیا سے باہر یہ ایجنسی مقامی گروپوں کی مدد سے آپریشن کرتی تھی اور ان گروپوں کو مستقل طور پر اپنے ساتھ رکھتی تھی۔ ڈی ایجنسی کا چیف کرنل اسمتحن تھا۔ کرنل اسمتحن انہائی سخت گیر، انہائی اعلیٰ منظم تھا۔ اس کی کامیابی کا اصل راز اس کی یہی خاصیت تھی کہ وہ ہر مشن کے لئے خصوصی طور پر ایسے گروپ کو منتخب کرتا تھا جو اس کے نزدیک اس مشن کو ہر لحاظ سے کامیاب کر سکتا ہو اور اس کی یہ صلاحیت اسے ہر میدان میں کامیاب دلواتی تھی۔ ڈی ایجنسی میں برائڈ گروپ کا نمبر ایون تھا۔ برائڈ بارس تھا اور جیکی اس کی بیوی اور نمبر ٹو تھی جبکہ گروپ میں ان کے علاوہ دس ٹاپ تربیت یافتہ افراد تھے۔ ان کا گروپ میں اس کے علاوہ دس ٹاپ تربیت یافتہ افراد تھے۔ ان کا نمبر ایون تھا۔ اس گروپ کا باقاعدہ ہیڈ کوارٹر تھا جس کا انتظامی انصارج کارٹلی تھا۔ اس گروپ میں چار عورتیں اور چھ مرد

نہ رہی تھی۔ جیکی نے برائڈ سے کم وقت میں فائل پڑھ کر بند کر دی۔

”یہ تو عجیب سامش ہے“..... جیکی نے حیرت بھرے لمحے میں کیا بات عجیب ہے اس میں“..... برائڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہادرستان سے ماحقہ آزاد قبائلی علاقے میران میں ایک خفیہ زمینی لیبارٹری ہے جس میں پاکیشیا اور شوگران کے سامنس دان مل کر کام کر رہے ہیں۔ اس لیبارٹری میں کاسموس از جی پر انتہائی ایڈوانس ریسرچ کی جا رہی ہے۔ کاسموس از جی ایٹھی از جی سے بھی لاکھوں گنا زیادہ طاقتور ہے اور اس کاسموس تو انائی کو میزاںکلوں میں استعمال کرنے کے لئے ریسرچ کی جا رہی ہے۔ اگر یہ ریسرچ کامیاب ہو جاتی ہے تو پھر بین البراعظی میزاںکلوں کے بارے میں تمام معاملات یکسر بدل جائیں گے۔ کاسموس تو انائی کا حامل میزاںکو پوری دنیا کے ایک ہزار چکر بغیر رکے کاٹ سکتا ہے اور اس کی رفتار اس قدر تیز ہو گی کہ جدید سے جدید ترین ایٹھی میزاںکل سسٹم یا ایٹھی میزاںکل ڈیپنچر سسٹم اس کا پکھنہ بگاڑ سکے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ میزاںکل خلاء میں موجود دنیا بھر کے خلائی سیاروں کو بھی آسانی سے نشانہ بن سکے گا۔ کاسموس تو انائی پر ایکریمیا میں بھی کام ہو رہا ہے لیکن یہ کام ابھی ابتدائی شکل میں ہے جبکہ پاکیشیا کی اس لیبارٹری

میں یہ کام انتہائی اعلیٰ سطح پر پہنچ چکا ہے۔ اس پر کام کرنے والے ایک سامنس دان ڈاکٹر بشیر نے اسے اعلیٰ سطح پر پہنچایا ہے اور اس ریسرچ میں ڈاکٹر بشیر کے تحت شوگران کے بڑے سامنس دان کام کر رہے ہیں اور ڈی ایچسی کے ذمے یہ مشن لگایا گیا ہے کہ اس لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے اور اس میں موجود تمام سامنس دانوں کو ہلاک کر دیا جائے لیکن اس لیبارٹری میں ہونے والے کام کے فارمولے کو وہاں سے صحیح سلامت حاصل کر کے ایکریمیا پہنچایا جائے“..... جیکی نے فائل میں موجود تفصیلات کو چند فقرنوں میں سمجھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تو اس میں عجیب بات کیا ہے“..... برائڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عجیب بات آخری دو صفحوں میں ہے برائڈ۔ تم نے شاید انہیں غور سے نہیں پڑھا“..... جیکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چلو تم بتا دو۔ مجھے تو واقعی کوئی عجیب بات نظر نہیں آئی۔“ برائڈ نے اور زیادہ کھل کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات اس انداز میں کئے گئے ہیں کہ یہ ہر لحاظ سے ناقابل تنخیر اور ناقابل اپروچ ہے۔ اس میں ایسے آلات نصب ہیں جن کی وجہ سے اس لیبارٹری کو کسی بھی ہتھیار سے تباہ نہیں کیا جاسکے گا حتیٰ کہ یہاں تک درج ہے کہ اگر اس لیبارٹری کے اندر ایتم بم یا ہائیڈروجن بم بھی فائر کیا جائے تو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”تمہارا خیال ہے کہ وہی سیکرٹری سائنس مشن مکمل کر دیتا۔ ہمارے وہاں جانے کی ضرورت نہیں تھی“..... برائٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ نہیں تو ڈاکٹر سلامت ایسا آسانی سے کر سکتا تھا“..... جیکی نے کہا۔

”نہیں جیکی۔ یہ سیکرٹری سائنس بھی صرف بیرونی آفس تک محدود رہتا ہے اور ڈاکٹر سلامت کا تعلق بھی صرف بیرونی آفس تک ہے۔ اس کا کام سپلائی کے لئے رابطے کرنا اور سپلائی وصول کر کے اندر بھجوانا ہے۔ وہ خود لیبارٹری میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ لیبارٹری میں ایک ایسے گروپ سے رابطہ کیا گیا ہے وہ حیران کن ہے۔ پاکیشیا بہادرستان میں خفیہ طور پر اسلحہ سپلائی کرتا ہے اور پھر اسلحے کی کھیپ میں اس آئے کو جس کا کوڈ نام ڈبل ایس ہے، کے پارٹس رکھ کر بھجوائے گئے۔ اسلحے کا ایک پیکٹ جس میں ڈبل ایس کے پارٹس ہیں وزارت سائنس کے ایک سیکرٹری شہاب الدین کو پہنچایا گیا۔ اس نے وہ پیکٹ وصول کیا اور پھر اس میں سے ڈبل ایس کے پارٹس نکال کر باقی اسلحے اپنے مخصوص آدمیوں کو فروخت کر دیا اور خود وہ سرکاری دورے پر لیبارٹری میں گیا اور وہاں اپنے ایک آدمی ڈاکٹر سلامت کو یہ پارٹس پہنچا دیئے۔ اس طرح ڈبل ایس وہاں پہنچ چکا ہے اور اس وقت وہ ڈاکٹر سلامت کی تحویل میں ہے اور اب ہم نے وہاں جا کر مشن مکمل کرنا ہے۔ یہ سب عجیب باتیں نہیں ہیں“۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گئی ہوں“..... جیکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”آؤ پھر اس پر چیف سے بات کر لیں“..... برائٹ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں اس دروازے پر پہنچ گئے جہاں سے اس کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھل گیا۔

وہ فائز نہیں ہو سکتا۔ کسی قسم کی ریز، گیس یا بارودی ہتھیار سب ناکارہ ہو جاتے ہیں اس لئے اس مشن کو مکمل کرنے کی غرض سے حکومت ایکریمیا نے ایک انتہائی جدید ترین آلہ جسے اب تک پوری دنیا سے انتہائی سختی سے سیکڑ رکھا گیا ہے اس لیبارٹری میں پہنچانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ آلہ کسی صورت مکمل حالت میں لیبارٹری کے اندر داخل نہیں ہو سکتا اس لئے اسے پارٹس کی صورت میں اندر بھجوائے جانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ اس کے لئے جو طریقہ کار استعمال کیا گیا ہے وہ حیران کن ہے۔ پاکیشیا میں ایک ایسے گروپ سے رابطہ کیا گیا ہے جو ان علاقوں اور بہادرستان میں خفیہ طور پر اسلحہ سپلائی کرتا ہے اور پھر اسلحے کی کھیپ میں اس آئے کو جس کا کوڈ نام ڈبل ایس ہے، کے پارٹس رکھ کر بھجوائے گئے۔ اسلحے کا ایک پیکٹ جس میں ڈبل ایس کے پارٹس ہیں جیکی نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”آؤ بیٹھو۔ میں نے تم دونوں کی باتیں سن لی ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ تم نے مشن کو بخوبی سمجھ لیا ہے۔ البتہ میں تمہارے ساتھ اس سلسلے میں چند باتیں کرنا چاہتا ہوں،“..... چیف نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے برائڈ کے ہاتھ سے فائل لے کر واپس دراز میں رکھ دی۔ ”لیں چیف،“..... برائڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”جس علاقے میں یہ لیبارٹری ہے وہاں مخصوص قد و قامت اور رنگ و روپ کے لوگ رہتے ہیں۔ ان کا رہن سہن، لہجہ، گفتگو کا انداز اور زبان بھی یکسر علیحدہ ہے۔ وہاں عورتیں بھی بغیر بر قعہ کے باہر نہیں نکل سکتیں۔ البتہ وہاں اقوام متحده کا ایک بڑا آفس ہے۔ اس آفس میں جو لوگ کام کرتے ہیں وہ ان سے علیحدہ ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے سینے پر اقوام متحده کا مخصوص کارڈ ہر وقت لگائے رکھتے ہیں۔ اس کارڈ کی وجہ سے وہاں کے مقامی لوگ اور سردار انہیں کچھ نہیں کہتے بلکہ ان کی مدد کرتے ہیں کیونکہ اقوام متحده کی طرف سے اس علاقے میں سکول، ہسپتال وغیرہ چلائے جا رہے ہیں اور وہاں غریب لوگوں کی نقد مدد بھی کی جاتی ہے۔ اس کے جواب میں ان سے صرف یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ وہاں پوسٹ کاشت نہ کریں گے تاکہ اس سے نشیات نہ بنائی جا سکیں۔ اقوام متحده کی مخصوص ٹیکمیں اس پورے علاقے میں جیپوں میں گھومتی رہتی ہیں تاکہ پوسٹ کی کاشت کو چیک کر سکیں۔ ویسے بھی اقوام متحده کی طرف سے پوسٹ کی کاشت کرنے والے لوگوں اور سرداروں کو

بھاری زر تلافی دیا جاتا ہے اس لئے اب وہاں چوری چھپے پوسٹ کاشت ہو تو ہو ویسے نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود وہاں ٹیکمیں چیک کرتی رہتی ہیں۔ اقوام متحده کے تحت پوسٹ چیک کرنے والی ٹیکمیں کی تعداد چھ ہے۔ ہر ٹیکم کے پاس دو جیپیں ہیں اور ہر ٹیکم میں دس افراد ہوتے ہیں جن میں چار خواتین ہوتی ہیں۔ یہ خواتین ”لیں چیف“..... برائڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”جس علاقے میں یہ لیبارٹری ہے وہاں مخصوص قد و قامت اور رنگ و روپ کے لوگ رہتے ہیں۔ ان کا رہن سہن، لہجہ، گفتگو کا انداز اور زبان بھی یکسر علیحدہ ہے۔ وہاں عورتیں بھی بغیر بر قعہ کے باہر نہیں نکل سکتیں۔ البتہ وہاں اقوام متحده کا ایک بڑا آفس ہے۔ اس آفس میں جو لوگ کام کرتے ہیں وہ ان سے علیحدہ ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے سینے پر اقوام متحده کا مخصوص کارڈ ہر وقت لگائے رکھتے ہیں۔ اس کارڈ کی وجہ سے وہاں کے مقامی لوگ اور سردار انہیں کچھ نہیں کہتے بلکہ ان کی مدد کرتے ہیں کیونکہ اقوام متحده کی طرف سے اس علاقے میں سکول، ہسپتال وغیرہ چلائے جا رہے ہیں اور وہاں غریب لوگوں کی نقد مدد بھی کی جاتی ہے۔ اس کے جواب میں ان سے صرف یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ وہاں پوسٹ کاشت نہ کریں گے تاکہ اس سے نشیات نہ بنائی جا سکیں۔ اقوام متحده کی مخصوص ٹیکمیں اس پورے علاقے میں جیپوں میں گھومتی رہتی ہیں تاکہ پوسٹ کی کاشت کو چیک کر سکیں۔ ویسے بھی اقوام متحده کی طرف سے پوسٹ کی کاشت کرنے والے لوگوں اور سرداروں کو

فارمولے کے بارے میں کیسے بتائے گا،..... برائڈ نے کہا۔  
”اس کا کام صرف اتنا ہے کہ وہ اس فیلڈ کے سامنے دان  
ڈاکٹر رجمند سے تمہاری ملاقات کرائے گا۔ اصل بات ڈاکٹر رجمند  
کو معلوم ہے اور وہی تم سے اس معاملے میں بات کرے گا۔“  
چیف نے کہا۔

”لیں سر۔ ٹھیک ہے سر۔ اب ہمیں اجازت،..... برائڈ نے  
کہا۔

”وش یو گڈ لک۔ مجھے ساتھ ساتھ روپورٹ دیتے رہنا،“۔ چیف  
نے کہا۔

”لیں چیف،..... برائڈ نے کہا اور سلام کر کے بیرونی دروازے  
کی طرف بڑھ گیا۔ جیکی بھی چیف کو سلام کر کے اس کے پیچھے  
بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اور تمہاری مدد کریں گے،..... چیف نے کہا تو برائڈ کے چہرے پر  
اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔  
”آپ نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انتظامات کئے ہیں چیف۔  
اس طرح ہمیں مشن مکمل کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہو گی،“۔ برائڈ  
نے مسرت بھرے لمحے میں کہا۔

”یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا ہے کہ تم جس قدر جلد ممکن ہو  
سکے مشن مکمل کرو کیونکہ پاکیشیا میں سب سے بڑا خطرہ وہاں کی  
سیکرٹ سروس کا ہے اس لئے انہیں کسی وقت بھی اطلاع ہو سکتی ہے  
اور اگر انہیں اطلاع ہو گئی تو پھر معاملات بے حد خطرناک ہو سکتے  
ہیں،“..... چیف نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں چیف۔ ہم انتہائی تیز رفتاری سے کام  
کریں گے۔ البتہ لیبارٹری کے اندر سے ہم نے جو فارمولے لے آتا  
ہے اس سلسلے میں ہمیں سامنی ہدایات کون دے گا تاکہ ہم اس  
فارمولے کو شناخت کر سکیں،“..... برائڈ نے کہا۔

”یہ سب کچھ تمہیں روپورٹ بتائے گا۔ اس کے آفس میں چلے  
جاتا۔ باقی سارا پرائیس وہ خود کرے گا لیکن اسے اصل مشن کا علم  
نہیں ہے اور نہ ہی اس مجرر و جر اور اس کے ساتھیوں کو ہے اس  
لئے تم نے اصل مشن کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔“۔ چیف  
نے کہا۔

”اگر روپورٹ کو اصل مشن کے بارے میں علم نہیں ہے تو وہ اس

سکتا۔ پھر وہاں کے اخراجات بھی بے حد زیادہ ہوں گے۔ سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم بے فکر رہو۔ ڈاکٹر صدیقی نے اس سلسلے میں کافی عرصہ پہلے کام کر رکھا ہے۔ انہوں نے حکومت سے باقاعدہ اس کی اجازت لے رکھی ہے اور اس سلسلے میں فنڈ ہسپتال کے تمام ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل شاف اکٹھا کرتا ہے اور شہر کے دیگر لوگ بھی اس سلسلے میں ڈاکٹر صدیقی کی معاونت کرتے ہیں۔ جہاں تک تمہاری بھاؤج کا تعلق ہے تو میں نے ڈاکٹر صدیقی سے کہہ دیا ہے۔ اس کے تمام اخراجات تم خود ادا کرو گے۔“..... عمران نے کہا تو سلیمان بے اختیار چونک پڑا۔

”میں ادا کروں گا۔ کیا مطلب۔ میرے پاس اتنی رقم کہاں سے آئے گی؟“..... سلیمان نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”ارے۔ اپنی بڑی بھاؤج کے لئے تم اپنے خفیہ خزانے کا منہ نہیں کھول سکتے تو پھر کس کے کام آئے گا یہ خزانہ؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار سلیمان بے اختیار نہس پڑا۔

”اچھا۔ اچھا۔ اب میں سمجھ گیا کہ آپ کے خزانے کا منہ کھونا مسکراتے ہوئے کہا۔ آپ بے فکر رہیں۔ منہ کیا پورا خزانہ ہی کھول دوں گا۔“

سلیمان نے کہا اور کچن کی طرف بڑھ گیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلیمان کس رقم کی بات کر رہا ہے۔ عمران نے ڈرینگ روم میں جا کر کپڑے تبدیل کئے اور پھر واپس آ کر سننگ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران جب فجر کی نماز پڑھ کر اور پارک میں اپنی مخصوص ورزش کر کے واپس فلیٹ پر پہنچا تو سلیمان وہاں موجود تھا۔

”تم آ گئے۔ وہیں ہسپتال میں رہنا تھا۔ تمہاری وہاں ضرورت پڑ سکتی ہے۔“..... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا۔

”وہاں اب مستقل طور پر میری ضرورت نہیں ہے۔ آپریشن کامیاب رہا ہے اور بھاؤج کی طبیعت اب بہتر ہے۔ انہیں ابھی ایک ہفتہ وہاں رہنا ہے۔“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن صاحب۔“..... سلیمان نے قدرے چکچاتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو؟“..... عمران نے مرکر پوچھا۔

”صاحب۔ پیشہ ہسپتال میں عام مریض تو داخل ہی نہیں ہو

روم میں بیٹھا ہی تھا کہ کال نیل کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

”سلیمان۔ وہ فیروز الدین صاحب اپنے بیٹے کے ساتھ آئے ہوں گے۔ ان کے لئے بھی ناشتہ بنادینا۔“..... عمران نے سلیمان کے قدموں کی آوازن کر اوپنجی آواز میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے انہیں آپ سے ملنے کا کہا تھا۔ بے چارے بے حد پریشان تھے۔“..... سلیمان کی آواز سنائی دی اور پھر تھوڑی دیر بعد فیروز الدین اور ان کے ساتھ ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان کی فراخ پیشانی اور چمکتی ہوئی آنکھیں اس کی ذہانت کا پتہ دے رہی تھیں اور اس کی ٹھوڑی کی مخصوص بناوٹ بتا رہی تھی کہ یہ نوجوان مستقل مزاج آدمی ہے۔

”یہ میرا بیٹا ہے راشد فیروز اور راشد، یہ عمران صاحب ہیں۔“ فیروز الدین نے کہا۔

”میں جانتا ہوں عمران صاحب کو۔“..... راشد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بیٹھیں۔ پہلے ناشتہ کر لیں پھر اطمینان سے باقی ہوں گی۔“ عمران نے کہا۔

”ہم تو ناشتہ کر کے آئے ہیں عمران صاحب۔ آپ کر لیں۔“ فیروز الدین نے چونک کرایے لجھے میں کہا کہ عمران سمجھ گیا کہ وہ تکلف کر رہے ہیں۔

”آپ تکلف نہ کریں۔ میں نے پہلے ہی سلیمان کو کہہ دیا ہے۔“..... عمران نے کہا اور اس بار فیروز الدین نے کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان ٹرالی دھکیتا ہوا آیا اور اس نے درمیانی میز پر ناشتے کا سامان لگانا شروع کر دیا۔

”ہاں۔ اب بتائیں راشد صاحب۔ آپ نے کیا رپورٹ دی تھی۔“..... عمران نے ناشتے کے بعد ہاتھ دھو کر واپس آ کر کہا جبکہ فیروز الدین اور راشد پہلے ہی ہاتھ دھو آئے تھے جبکہ سلیمان برتن واپس لے گیا تھا۔

”عمران صاحب۔ میں نے ایک ایسے گروہ کا کھون لگایا تھا جو اسلحہ بہادرستان سمجھ کرتا تھا لیکن اس گروہ کا سراغنہ کوئی عام آدمی نہیں تھا بلکہ سیکرٹری سائنس شہاب الدین ہیں کیونکہ میں نے اس گروہ کی باتیں سنی تھیں۔ میں نے وہ باتیں ثیپ کر لیں اور اس گروہ نے اسلحہ کا ایک خصوصی بাস اس سیکرٹری سائنس کو پہنچایا اور اس بات چیت سے معلوم ہوا کہ وہ ہر ہفتے ایک بাস سیکرٹری سائنس کو پہنچاتے ہیں۔ سیکرٹری سائنس اس بآس کو بہادرستان میں اپنے خاص آدمیوں کو پہنچا دیتے ہیں۔ یہ ایسا اسلحہ ہوتا ہے جس کی بہت بڑی قیمت ملتی ہے جبکہ عام اسلحہ بھی ان کی سرپرستی میں وہاں پہنچایا جاتا ہے۔ اس میں سے بھی حصہ انہیں ملتا ہے لیکن صرف باتیں ثیپ کرنے سے اتنے بڑے عہدیدار پر اتنا بڑا الزام نہیں لگایا جا سکتا تھا اس لئے میں نے گروہ کی نگرانی کی اور پھر میں نے خود

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

واپس چلے گئے تو عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے لگا۔ راشد کی اس بات نے اسے چونکا دیا تھا کہ سیکرٹری سائنس شہاب الدین خود اسلحہ کی اسمگنگ کا بنس کر رہے تھے حالانکہ بظاہر یہ بات احتمانہ معلوم ہوتی تھی کہ اتنا بڑا آفیسر اس کام میں براہ راست ملوث ہو جائے لیکن راشد کا لہجہ بتارہا تھا کہ وہ چج بول رہا ہے اور اس نے خود ساری چینگ کی تھی اس لئے عمران اصل بات کا کھونج لگانا چاہتا تھا۔

”سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹلی جنس بیورو فیاض بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سورپ فیاض کی آواز سنائی دی۔

”ارے۔ میں نے تو جمدادروں کے سپرنٹنڈنٹ کو فون کیا تھا۔ تو کیا اب جمدادروں کا سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹلی جنس بیورو میں بیٹھنے لگ گیا ہے۔..... عمران نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔“ ”شٹ اپ۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ ناسن۔“..... دوسری طرف سے سورپ فیاض نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”حیرت ہے۔ جمدادروں کا سپرنٹنڈنٹ باقاعدہ انگریزی بولتا ہے۔ حیرت ہے۔..... عمران نے کہا۔“

”بکواس مت کرو۔ میں تمہاری طرح فارغ نہیں ہوں۔ بولو۔ کیوں فون کیا ہے۔..... سورپ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔“

”ارے۔ تم خالی فارغ کی بات کر رہے ہو۔ میں تو فارغ تخلیل

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

انہیں ایک باکس کار میں رکھ کر سیکرٹری سائنس کی رہائش گاہ پر جاتے دیکھا۔ یہ باکس انہوں نے سیکرٹری سائنس کے ذاتی ملازم غلام حسین کو دیا اور کہا کہ اسے سیکرٹری صاحب کو پہنچا دیا جائے اور پھر وہ واپس چلے گئے۔ اس کے بعد میں نے سیکرٹری صاحب کی نگرانی کی تو وہ سرکاری دورے پر بہادرستان سے ملحقہ علاقے کا کاش چلے گئے اور میں نے خود ان کی کار کے اندر ان کے ملازم غلام حسین کو اسلیخ کا باکس رکھتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں ایک درخت پر چڑھا دوربین سے سب جائزہ لے رہا تھا۔ اب چونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا اس لئے میں نے پوری رپورٹ بنا کر سپرنٹنڈنٹ صاحب کو دی۔ پھر سپرنٹنڈنٹ صاحب نے مجھے بلا کر جہاڑا کہ میں نے غلط رپورٹ کی ہے لیکن میں چونکہ کنفرم تھا اس لئے میں اپنی بات پڑھا رہا۔ اس کے دوسرے روز مجھے نوکری سے نکال دیا گیا۔“ راشد نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے اس سے مختلف سوالات کئے۔

”ٹھیک ہے فیروز الدین صاحب۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں جلد ہی آپ کو خوبخبری سناؤں گا۔ آپ اپنا فون نمبر سلیمان کو دے دیں۔“..... عمران نے فیروز الدین سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی بہت شکریہ۔“..... فیروز الدین نے مرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر عمران نے سلیمان کو بلایا اور فیروز الدین صاحب کا فون نمبر لکھنے کے لئے کہہ دیا۔ فیروز الدین اور راشد شکریہ ادا کر کے

بلکہ فارغ ضلع ہوں۔ جیب خالی، پس خالی، بینک اکاؤنٹ خالی۔ اب تم بتاؤ کہ کیا میں تمہاری طرح صرف ایک خالی ہوں یا مکمل خالی ہوں،”..... عمران نے کہا۔

”ایک خالی کا کیا مطلب ہوا،“..... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

”تمہاری جیب نوٹوں سے بھری ہوئی ہے۔ پس کرنی نوٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ بینک اکاؤنٹ نہیں بلکہ اکاؤنٹس بھاری رقموں سے بھرے ہوئے ہیں البتہ تمہارا سرخالی ہے۔ بغیر دماغ کے۔ بس ایک چیز خالی ہے باقی سب چیزیں بھری ہوئی ہیں،“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے یہی فضول باتیں کرنے کے لئے فون کیا ہے،“ سوپر فیاض نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”یہ بتاؤ کہ تم نے اپنے سب انپکٹر راشد فیروز کو کیوں نوکری سے نکال دیا ہے۔ کیا اس نے تمہیں حصہ دینے سے انکار کر دیا تھا،“..... عمران نے اصل بات پر آتے ہوئے کہا کیونکہ وہ سوپر فیاض کا مزاج شناس تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب اگر اس نے کوئی اور بات کی تو وہ رسیور رکھ دے گا۔

”ہونہے۔ تو وہ احمد تم سے جا مکرایا ہے،“..... سوپر فیاض نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

”احمق تو وہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ وہ تمہارا ماتحت

ہے،“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بکواس مت کرو۔ وہ واقعی احمق ہے۔ اس نے ایسی احمقانہ رپورٹ دی کہ تمہارے ڈیڈی نے اسے فوری طور پر نوکری سے نکالنے کا حکم دے دیا۔ تمہیں بتایا تو ہو گا اس نے اس رپورٹ کے بارے میں،“..... سوپر فیاض نے کہا۔

”ہا۔ بتایا تو ہے لیکن کیا تم نے اس رپورٹ کی چھان میں کی تھی،“..... عمران نے اس بار انہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”چھان میں کیا کرنی ہے۔ سیکرٹری سائنس شہاب الدین صاحب کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہ انہائی با اصول اور ایماندار آفیسر ہیں۔ پھر وہ اس طرح کی احمقانہ کارروائی میں کیسے حصہ لے سکتے ہیں۔ اس راشد کا دماغی توازن ہی خراب ہو گیا تھا جو اس نے اس قسم کی رپورٹ بنا کر داخل کر دی اس لئے تو بڑے صاحب نے اسے فوری طور پر نوکری سے نکالنے کا حکم جاری کر دیا،“..... سوپر فیاض نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیا سیکرٹری لیول کے تمام افران فرشتے ہوتے ہیں۔ کیا ان کے اندر لاچ، طمع نہیں ہو سکتی۔ تم نے چیکنگ تو کرنی تھی۔ ان کے بینک اکاؤنٹس چیک کرنے تھے۔ ان کے نوکروں سے پوچھ گچھ کرنی تھی۔ خاص طور پر ان کے ذاتی ملازم غلام حسین سے پوچھ گچھ کرنی چاہئے تھی تمہیں،“..... عمران نے کہا۔

”ہمارے پاس فضول کاموں کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ ہم

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کو سلام کیا جائے تو پورا دن بے حد خوشگوار گزرتا ہے۔..... عمران نے سلام کرنے کے بعد بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری مہربانی ہے کہ تم نے بزرگوں کو کسی ثبت کام میں شامل کیا ہے لیکن مجھ سے زیادہ سر عبد الرحمن اس کے حقدار تھے کہ تم صبح صح انجیں سلام کرتے“..... دوسری طرف سے سرسلطان نے مسکراتے ہوئے لبجے میں کہا۔

”ان کے لئے مجھے اماں بی کا سہارا ضروری ہے اور اماں بی کے وظائف تو دوپہر تک چلتے رہتے ہیں۔ انہیں اگر اس وقت فون کرو تو یکخت پریشان ہو جاتی ہیں کہ خیر ہو۔ اتنی صحیح کیوں فون کیا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ سر عبد الرحمن تم سے براہ راست بات نہیں کرتے جو تم اپنی اماں بی کا سہارا تلاش کرتے ہو۔..... سرسلطان نے کہا۔

”ڈیڈی کا بلڈ پریشر جلدی رائز کر جاتا ہے اس لئے اسے لیوں پر رکھنے کے لئے اماں بی کا سہارا ضروری ہے۔ بہر حال فرمائیے کہ سیکرٹری سائنس شہاب الدین صاحب کا ذاتی کردار کیسا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”شہاب الدین کا ذاتی کردار۔ کیا مطلب۔ تم کیوں پوچھ رہے سنائی دی۔..... سرسلطان نے چونک کر اور حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”آپ پہلے بتائیں۔ آپ کا تو ان سے قریبی واسطہ رہتا ہو گا۔ ذاتی طور پر وہ کس ناپ کے آدمی ہیں۔“..... عمران بھی یکخت بول رہا ہوں اور اس لئے بول رہا ہوں کہ کہتے ہیں صح صح بزرگوں

تمہاری طرح فارغ نہیں ہیں۔ سمجھئے۔ اور سنو۔ اپنے ڈیڈی سے اس حق اور پاگل راشد فیروز کی سفارش نہ کر دینا ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔..... سوپر فیاض نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران سمجھ گیا کہ اس روپورٹ پر سوپر فیاض نے نہ کوئی انکوارٹی کرائی ہے اور نہ ہی سر عبد الرحمن نے۔ صرف سیکرٹری سائنس کی سابقہ شہرت کو دیکھ کر انہوں نے راشد کو نوکری سے نکالنے کا فیصلہ کر لیا اور عمران سمجھتا تھا کہ ایسا کیوں ہوا ہے کیونکہ سر عبد الرحمن کو یہ یقین ہو گیا ہوگا کہ راشد فیروز کا ذہنی توازن درست نہیں رہا۔ رسیور رکھ کر عمران کچھ دیر تک بیٹھا سوچتا رہا اور پھر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان آگئے ہیں آفس یا نہیں۔“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لبجے میں پوچھا۔

”جی ہاں۔ ابھی پہنچے ہیں۔ میں بات کرتا ہوں۔“..... دوسری طرف سے مودبانہ لبجے میں کہا گیا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”صح بخیر۔ میں علی عمران ایم ایسی۔ ڈی ایسی (آکسن) بول رہا ہوں اور اس لئے بول رہا ہوں کہ کہتے ہیں صح صح بزرگوں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

انہائی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

”میرا سوائے میننگز کے ان سے کبھی کوئی قریبی رابطہ نہیں رہا۔ دیے بھی وہ ابھی حال ہی میں سیکرٹری پرموٹ ہوئے ہیں۔ ان سے پہلے جو سیکرٹری آصف خان تھے وہ میرے قریبی دوست تھے اور وہ بے حد شریف اور خاندانی آدمی تھے لیکن شہاب الدین صاحب کے بارے میں مجھے کچھ زیادہ معلوم نہیں،“..... سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ آپ ایک کام کریں۔ ڈیڈی سے کہہ کر ان کے اور ان کی فیملی کے بینک اکاؤنٹس چیک کرائیں۔ ڈیڈی اس کام کے ماہر ہیں اور چیک کریں کہ ان کے اکاؤنٹس میں اچانک بھاری رقمات کا اضافہ تو نہیں ہوا۔ اگر ہوا تو کب اور کس تاریخ کو،“..... عمران نے کہا۔

”تم پہلے مجھے سب کچھ بتاؤ۔ پھر ہی میں یہ کام کر سکتا ہوں،“۔ سرسلطان نے اس بار خاصے غصیلے لمحے میں کہا۔

”کیا آپ کو مجھ پر اعتماد نہیں ہے،“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اپنے سے زیادہ تم پر اعتماد ہے عمران بیٹی۔ لیکن جب تک مجھے اصل بات معلوم نہیں ہو گی میرا ذہن تجسس کی وجہ سے پریشان ہی رہے گا،“..... سرسلطان نے کہا۔

”ڈیڈی کے محلہ میں ایک سب اسپکٹر ہے راشد فیروز،“۔ عمران

نے کہنا شروع کیا اور پھر اس نے راشد فیروز سے ہونے والی ساری بات چیت دوہرا دی۔

”تمہارے ڈیڈی نے لازماً انکوارٹری کی ہو گی۔ وہ باصول آدمی ہیں،“..... سرسلطان نے کہا۔

”لیکن یہ انکوارٹری بھی کسی اسپکٹر سے کرائی گئی ہو گی۔ مجھے راشد فیروز سچا لگتا ہے اوز پھر اس نے خود ہر بات کی چیلنج کی ہے۔ وہ سنی سنائی بات نہیں کر رہا لیکن میں پھر بھی کوئی بات کرنے سے پہلے انکوارٹری کرانا چاہتا ہوں،“..... عمران نے کہا۔

”تمہارے ڈیڈی نے تفصیل پوچھنی ہے اور جب ان کے سامنے راشد فیروز کا نام آئے گا تو ظاہر ہے وہ بدک جائیں گے اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ تم اپنے طور پر کوشش کرو۔ دیے اگر سیکرٹری لیوں کا آفیسر اس طرح کے کاموں میں ملوث ہے تو پھر ہم سب کو ڈوب مرتا چاہئے،“..... سرسلطان نے کہا۔

”ہم سب میں سے مجھے نکال دیں کیونکہ مجھے پانی سے بہت ڈر لگتا ہے،“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ تم خود اس کی انکوارٹری کرو اور پھر مجھے بتاؤ۔ دیے میں اپنے طور پر شہاب الدین کو منولنے کی کوشش کرتا ہوں،“۔ سرسلطان نے کہا۔

”نہیں۔ آپ ان سے براہ راست کوئی بات نہیں کریں گے ورنہ وہ چونک پڑیں گے۔ آپ اگر ڈیڈی سے بات نہیں کرنا چاہتے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

حکومت تک اس بارے میں اطلاع نہ پہنچ جائے۔ بڑی رقومات کے لئے خفیہ اکاؤنٹس رکھے جاتے ہیں اور ایسے خفیہ اکاؤنٹس کا بندوبست سنترل بینک کا عملہ ہی کرتا ہے۔ سنترل بینک کا ڈپٹی منیجر میرا دوست ہے۔ اس کے ذمے لگاؤں گا تو وہ ایک دو روز میں شہاب الدین صاحب کے تمام خفیہ اکاؤنٹس کی رپورٹ مجھے دے دے گا۔..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جس قدر جلد ہو سکے رپورٹ ملنی چاہئے لیکن یہ خیال رہے کہ سیکرٹری شہاب الدین تک اس کی اطلاع نہ پہنچ جائے۔..... عمران نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا باس۔..... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا کیونکہ فوری طور پر اس سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تو ٹھیک ہے۔ میں ٹائیگر کے ذریعے انکوارری کرا لوں گا اور جو بھی رپورٹ ہوئی وہ میں آپ کو بتا دوں گا۔..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔..... سرسلطان نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ٹائیگر کے رہائشی کمرے کے نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ٹائیگر اس وقت اپنے کمرے میں ہی ہو گا۔ وہ کافی دن چڑھے ہی کمرے سے نکلتا تھا۔

”لیں۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔..... کچھ دیر بعد ٹائیگر کی نیند بھری آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔..... عمران نے کہا۔  
”اوہ۔ باس آپ۔ حکم فرمائیے۔..... ٹائیگر نے یکخت ہوشیار ہوتے ہوئے کہا۔

”ایک ضروری کام کرنا ہے تم نے۔ سیکرٹری سائنس شہاب الدین اور اس کی فیملی کے بینک اکاؤنٹس چیک کر کے معلوم کرنا ہے کہ گزشتہ ایک سال میں ان میں اچانک کسی بڑی رقم کا اضافہ تو نہیں ہوا۔ کیا یہ کام کر لو گے تم۔..... عمران نے پوچھا۔

”لیں باس۔ انتہائی آسانی سے۔..... ٹائیگر نے جواب دیا۔  
”کیسے۔ کیا لاچھے عمل اختیار کرو گے۔..... عمران نے پوچھا۔

”باس۔ اعلیٰ سرکاری آفیسرز کے تمام اکاؤنٹس سنترل بینک میں ہوتے ہیں لیکن یہ اکاؤنٹس بس معمولی ہی رکھے جاتے ہیں تاکہ

پاکیشیا آیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ زیادہ بھیڑ بھاڑ اس کے مشن میں رکاوٹ بھی ڈال سکتی ہے۔ اس کے کام کرنے کا اپنا طریقہ تھا۔ وہ پہلے تمام معاملات کو اچھی طرح چیک کرتا تھا۔ پھر ایسا ماحول بناتا تھا جس میں مشن کو مکمل کیا جاسکے اور آخری لمحے میں وہ بھلی کی سی تیزی سے کام کر کے مشن مکمل کر لیتا تھا۔ یہاں بھی وہ پہلے تمام حالات کا بغور جائزہ لینے کے بعد مشن کی طرف پیش رفت کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت وہ اپنے سامنے اس علاقے کا تفصیلی نقشہ رکھے بیٹھا ہوا تھا جہاں وہ لیبارٹری تھی جسے اس نے تباہ بھی کرنا تھا اور وہاں سے فارمولہ بھی حاصل کرنا تھا۔ فارمولے کے بارے میں روبرٹ کے ذریعے سائنس دان ڈاکٹر رجمند نے پوری تفصیل سے بتا دیا تھا اس لئے اب اسے اس بات کی فکر نہ رہی تھی کہ وہ فارمولے کو کیسے پہچانے گا۔ اب مسئلہ اس لیبارٹری میں داخل ہونے اور پھر اسے تباہ کر کے واپس صحیح سلامت دار اکومونٹ پہنچنے کا تھا اور یہی معاملہ سب سے اہم تھا۔

”تم کافی دیر سے اس نقشے پر دماغ سوزی کر رہے ہو۔ کیا معلوم کرنا چاہتے ہو تم اس نقشے سے؟..... ساتھ بیٹھی جیکی نے پوچھا۔

”میں یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ لیبارٹری اس علاقے میں کہاں ہو سکتی ہے؟..... برائڈ نے سراہٹا تھے ہوئے کہا۔ ”لیکن اس نقشے پر تو لیبارٹری کا نشان تک موجود نہ ہو گا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

برائڈ اور جیکی پاکیشیائی دار اکومونٹ کی ایک رہائش کالونی میں موجود تھے۔ وہ دونوں آج صبح کی فلاٹ سے یہاں پہنچے تھے اور چونکہ یہاں ڈی ایجنٹس کا ایک گروپ سے مستقل رابطہ تھا۔ اس گروپ کا چیف فرینیک تھا جو گولڈن کلب کا مالک اور جزل مینجر تھا۔ فرینیک بھی ایکریمین نژاد تھا لیکن طویل عرصے سے وہ یہاں سیٹ تھا۔ اس کا کام خصوصی اسلحہ کی اسمگنگ تھا اور اس کام کے لئے اس کے پاس بہت بڑا گروپ تھا اور شاید اسی اسلحہ کی اسمگنگ کی وجہ سے فرینیک نے پاکیشیا کے اعلیٰ سول اور فوجی احکام میں گہری دوستیاں پیدا کر رکھی تھیں۔ یہ کوئی بھی فرینیک کی ہی تھی۔ برائڈ نے ایکریمیا سے فون کر کے فرینیک کو اپنے اور جیکی کے بارے میں بتا دیا تھا۔ گو چیف نے اسے اپنے سیکشن کے دوسرے افراد بھی ساتھ لے جانے کا کہا تھا لیکن برائڈ صرف جیکی کے ساتھ

چھر۔۔۔ جیکی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو برائڈ بے اختیار ہنس پڑا۔  
”میں اپنے طور پر اندازہ لگا رہا ہوں کہ اگر مجھے کہا جائے کہ  
اس علاقے میں لیبارٹری بنانے کے لئے محفوظ جگہ تلاش کروں تو  
میں کون سی جگہ تلاش کرتا۔۔۔۔۔۔ برائڈ نے مسکراتے ہوئے جواب  
دیا۔

”تم شاید طویل فضائی سفر سے تھک گئے ہو اس لئے اس  
بہانے آرام کر رہے ہو۔ پوسٹ کی کاشت چیک کرنے والے میجر  
روجر سے بات کر لو۔ وہ تمہیں بتا دے گا۔ اس نے لازماً اس کو  
چیک کیا ہوا ہو گا۔۔۔۔۔۔ جیکی نے کہا۔

”ہاں۔۔۔ تمہاری بات درست ہے۔ تم واقعی مجھ سے زیادہ عقل  
مند ہو۔۔۔۔۔۔ برائڈ نے کہا تو جیکی بے اختیار ہنس پڑی۔

”بس۔۔۔۔۔۔ خوشامد کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ تم  
کتنے عقل مند ہو اور میں کتنی ہوں۔۔۔۔۔۔ جیکی نے ہستے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔۔۔۔۔۔ اب اتنی بات تو تم خود ہی سمجھ سکتی ہو کہ اگر میں  
عقل مند ہوتا تو کیا تم ہی میری بیوی ہوتی۔۔۔۔۔۔ برائڈ نے منہ  
بناتے ہوئے کہا تو جیکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”اور اگر میں عقل مند ہوتی تو کیا تم میرے شوہر ہوتے۔۔۔۔۔۔ جیکی  
نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار دونوں ہی  
بیک وقت کھلکھلا کر ہنس پڑے۔۔۔۔۔۔ برائڈ نے جیب سے ایک خصوصی  
ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر

اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔۔۔ ڈی برائڈ کالنگ۔۔۔ اوور۔۔۔۔۔۔ برائڈ نے بار بار  
کال دیتے ہوئے کہا۔

”لیں۔۔۔ ایم آر ائٹھنگ یو۔۔۔ اوور۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک  
مردانہ آواز سنائی دی اور برائڈ سمجھ گیا کہ بولنے والا میجر روجر  
ہے۔۔۔۔۔۔ شاید مخصوص علاقے کی وجہ سے وہ اپنے نام کی بجائے کوڈ  
میں بات کر رہا تھا۔

”کیا بالمشافہ بات ہو سکتی ہے۔۔۔ اوور۔۔۔۔۔۔ برائڈ نے کہا۔

”کب۔۔۔ اوور۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مختصرًا کہا گیا۔

”جتنی جلد تم یہاں پہنچ سکو۔۔۔ اوور۔۔۔۔۔۔ برائڈ نے کہا۔

”پیش ہیلی کا پھر پر دو گھنٹے لگ جائیں گے۔۔۔ اوور۔۔۔۔۔۔ دوسری  
طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔۔۔ فرینیک سے بات کر کے آ جاؤ۔۔۔ اوور اینڈ آل۔۔۔۔۔۔ برائڈ  
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔۔۔ اس  
نے دانستہ یہاں کا پتہ نہ بتایا تھا اور فرینیک کا ریفلس دے دیا تھا۔  
اسے معلوم تھا کہ یہاں جو کچھ بھی ہوتا رہا ہے اور آئندہ ہو گا اس  
کا چونکہ مرکزی کردار فرینیک ہے اس لئے میجر روجر کا رابطہ بھی لازماً  
فرینیک سے ہی ہو گا اور فرینیک کے ذریعے ہی اسے اس سارے  
معاملے پر آمادہ کیا گیا ہو گا اور پھر واقعی دو گھنٹے بعد کال نیل کی  
آواز سنائی دی اور تھوڑی دیر بعد ایک لمبے قد اور دوہرے جسم کا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس نقشے میں وہ علاقہ مارک کریں“..... برائڈ نے کہا تو میجر رو جر بوجر جھک کر میز پر موجود نقشے کو غور سے دیکھنے لگا۔

”یہ ہے وہ علاقہ کاشکا۔ یہم پہاڑی علاقہ ہے“..... میجر رو جر نے کہا۔

”خاصہ دار کہاں سے کہاں تک ہوتے ہیں“..... برائڈ نے پوچھا۔

”کاشکا کے شمال میں ایک چھوٹی پہاڑی ہے جسے کاشکا کہا جاتا ہے۔ اس پہاڑی کے گرد خاصہ دار ہوتے ہیں۔ ہم وہاں نہیں جاسکتے اور ہم ہی کیا کوئی بھی نہیں جا سکتا“..... میجر رو جر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ خاصہ دار کس سواری پر آتے جاتے ہیں“..... برائڈ نے پوچھا۔

”وہ خصوصی ہیلی کا پڑا استعمال کرتے ہیں۔ ایسے ہیلی کا پڑا جن کا کلفوجی ہوتا ہے۔ ان پر خاصہ داروں کا مخصوص نشان گپڑی بنا ہوتا ہے“..... میجر رو جر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیبارٹری کے بارے میں تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کس نے بتایا تھا“..... برائڈ نے پوچھا۔

”ایک خاصہ دار میری ایک عورت میں دلچسپی رکھتا تھا۔ یہ عورت ایکریمین تھی۔ میں نے انہیں ملنے کی اجازت دے دی تھی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے فریڈ تھا۔ اس کوٹھی کا ملازم۔ وہ فرنیک کا خاص آدمی تھا۔

”میجر رو جر“..... اندر آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا تو برائڈ اور جیکی دنوں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور میجر رو جر دنوں سے مصافحہ کر کے کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ فریڈ نے اس دوران ایک الماری سے شراب کی بوتل اور تین گلاس نکال کر درمیانی میز پر رکھے اور خاموشی سے باہر چلا گیا تو جیکی نے شراب کی بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور تینوں گلاسوں میں شراب ڈال کر اس نے ایک گلاس میجر رو جر کی طرف بڑھا دیا۔

”شکریہ“..... میجر رو جر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میجر رو جر۔ آپ نے وہ پورا علاقہ دیکھا ہوا ہے۔ کیا آپ کو اندازہ ہے کہ خفیہ لیبارٹری کس علاقے میں ہو گی“..... برائڈ نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ میرے ہی ایریئے میں ہے۔ اس علاقے کا نام کاشکا ہے“..... میجر رو جر نے بھی شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ کبھی اس کے اندر گئے ہیں“..... برائڈ نے پوچھا۔

”نہیں۔ کیونکہ وہ منوعہ علاقہ ہے اور وہاں قبائلیوں کی ایک خصوصی فوج ہر وقت موجود رہتی ہے۔ اسے خاصہ دار کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتے، انتہائی سفاک اور بے رحم واقع ہوئے ہیں۔ یہ کسی کا ذرہ برابر بھی لحاظ نہیں کرتے“..... میجر رو جر نے

خاصہ دار بھی چونک سکتے ہیں کیونکہ ہم ہر ہفتے ان کے گرد بھی راونڈ میرے پوچھنے پر کہ وہ لوگ وہاں کیوں حفاظت کر رہے ہیں تو اس نے بتایا کہ وہاں حکومت پاکیشیا کی انتہائی خفیہ لیبارٹری ہے اور وہ اس کی بیرونی حفاظت کرتے ہیں۔ بعد میں شاید اس خاصہ دار کو کسی شکایت کی بنا پر تبدیل کر دیا گیا کیونکہ پھر وہ کبھی نظر نہیں آیا تھا۔..... می مجرر وجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا یہ خاصہ دار آپ سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں“..... برائڈ نے چونک کر پوچھا۔

”میں صرف خاصہ داروں کی بات نہیں کر رہا جناہ۔ ہیڈ کوارٹر میں بھی لوگ ہیں جو اس معاملے پر مشکوک ہو سکتے ہیں اور پھر ان کے ذریعے بات بھی نکل سکتی ہے۔..... می مجرر وجر نے جواب دیا۔“  
”پھر آپ ہیڈ کوارٹر کو ہماری وہاں موجودگی سے کیسے مطمئن کریں گے کیونکہ ہماری تبدیلی تو باقاعدہ نہیں ہے۔..... برائڈ نے چونک کر کہا۔

”یہ کام فرنیک کرے گا۔ وہ ان معاملات میں ماہر ہے۔ ان دو افراد کو جنہیں میں فارغ کروں گا وہ یہاں دارالحکومت میں رکھ لے گا۔ ان کی جگہ آپ باقاعدہ ایکریمیا سے تبدیل ہو کر آئے ہوں گے اس لئے کسی کو معمولی ساشک بھی نہ پڑے گا۔..... می مجرر وجر نے کہا۔

”گذ می مجرر وجر۔ آپ واقعی بے حد عقل مند ہیں۔ میں آپ کے بارے میں اعلیٰ حکام کو تعریفی رپورٹ دوں گا۔..... برائڈ نے“ اوہ۔ یہ تو زیادہ بہتر رہے گا ورنہ اچانک بڑی تبدیلی سے یہ

اس طرح ایک خاصہ دار کا ہمارے کمپ میں آنا جانا ہو گا۔ ایک بار میرے پوچھنے پر کہ وہ لوگ وہاں کیوں حفاظت کر رہے ہیں تو اس نے بتایا کہ وہاں حکومت پاکیشیا کی انتہائی خفیہ لیبارٹری ہے اور وہ اس کی بیرونی حفاظت کرتے ہیں۔ بعد میں شاید اس خاصہ دار کو کسی شکایت کی بنا پر تبدیل کر دیا گیا کیونکہ پھر وہ کبھی نظر نہیں آیا تھا۔..... می مجرر وجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں فرنیک نے ہمارے بارے میں کیا بتایا ہے۔..... برائڈ نے پوچھا۔

”یہی کہ تمہارا تعقیق ایکریمیا کی خفیہ سرکاری ایجنسی سے ہے اور تم اس لیبارٹری سے کوئی فارمولہ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ چونکہ تم اس علاقے میں دیے نہیں جا سکتے ورنہ فوراً مارک ہو جاؤ گے اس لئے میری خدمات حاصل کی گئی ہیں۔..... می مجرر وجر نے دو ٹوک لبھ میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ ابھی ہم ابتدائی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ جب تیاریاں مکمل ہو جائیں گی تو میں تمہیں کال کروں گا۔“  
”کتنے آدمی جائیں گے اور ان میں کتنی عورتیں ہوں گی اور کتنے مرد“..... می مجرر وجر نے پوچھا۔

”صرف میں اور جیکی“..... برائڈ نے کہا۔  
”اوہ۔ یہ تو زیادہ بہتر رہے گا ورنہ اچانک بڑی تبدیلی سے یہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کہا تو میجر روجر کا چہرہ یکخت کھل اٹھا۔

”آپ کا شکریہ جناب۔ ہم آپ کے احکامات پر پوری طرح عمل کریں گے۔“..... میجر روجر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب آپ جاسکتے ہیں۔ اب فرنیک آپ سے خود ہی رابطہ کرے گا۔ ہم نے وہاں پہنچنے سے پہلے بہت سے اقدامات کرنے ہیں۔“..... برائڈ نے کہا۔

”لیں سر۔ او کے سر۔ گذ بائی۔“..... میجر روجر نے اٹھتے ہوئے کہا تو برائڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور میجر روجر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”میرا خیال ہے اس لیبارٹری کے بارے میں تمام معلومات اس سکرٹری سے مل سکتی ہیں جو آئے کے پر زے وہاں پہنچاتا رہتا ہے۔“..... میجر روجر کے جانے کے بعد برائڈ نے کہا۔

”لیکن چیف نے بتایا تھا کہ وہ پورشن اصل سے قطعاً علیحدہ ہے۔“..... جیکی نے کہا۔

”ہا۔ چیف نے تو یہی بتایا تھا۔ لیکن ہم بہر حال اندر تو داخل ہو جائیں گے۔ پھر آگے کی کارروائی آسانی سے کی جاسکتی ہے اور اس کارروائی کے لئے اس پورشن کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کی جانی ضروری ہیں۔“..... برائڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”گولڈن کلب۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”برائڈ بول رہا ہوں۔ فرنیک سے بات کراو۔“..... برائڈ نے کہا۔

”سوری۔ وہ مصروف ہیں۔“..... دوسری طرف سے انتہائی روکھے لمحے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو برائڈ اس طرح حرمت بھری نظروں سے رسیور کو دیکھنے لگا جیسے اس کا خیال ہو کہ یہ آواز جو رسیور سے نکلی ہے رسیور کی ہی ہے۔

”کیا ہوا ہے۔“..... جیکی نے اسے اس انداز میں رسیور کو گھورتے دیکھ کر چونک کر پوچھا تو برائڈ نے دوسری طرف سے کہی ہوئی بات دوہراؤ کی تو جیکی بے اختیار ہنس پڑی۔

”تم نے تو اس طرح بات کی ہے جیسے تم ایکریمیا کے صدر ہو اور پوری دنیا تمہیں جانتی بھی ہے۔“..... جیکی نے ہنستے ہوئے کہا تو برائڈ اس بار کھسیانے انداز میں ہنس پڑا۔

”واقعی غلطی ہو گئی تھی۔“..... برائڈ نے کہا اور ایک بار پھر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”آخر میں لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دینا۔“..... جیکی نے کہا تو برائڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آخر میں لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی۔

”گولڈن کلب۔“..... وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”ذیشان کالونی سے بول رہا ہوں۔ فرنیک سے بات کراؤ۔“  
اس بار برائڈ نے اپنا نام لینے کی بجائے کالونی کا نام بتاتے ہوئے  
کہا۔

”سوری۔ وہ مصروف ہیں۔“..... دوسری طرف سے انتہائی سرد  
لنجھے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو برائڈ نے  
بے اختیار منہ بنالیا اور جیکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”اتنی بڑی ایجنسی کے اتنے نامور ایجنس اور حالت یہ ہے کہ  
ایک عام سی لڑکی گھاس ہی نہیں ڈال رہی،“..... جیکی نے ہنستے  
کہا۔

”اب اسے کیا کہوں۔ میری تو سمجھ میں ہی نہیں آ رہا۔“ - برائڈ  
نے قدرے شرمندہ سے لنجھے میں کہا۔

”میں ابھی بندوبست کرتی ہوں،“..... جیکی نے کہا اور انھ کر  
تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”یہ کہاں چلی گئی ہے،“..... برائڈ نے بڑھاتے ہوئے کہا لیکن  
چند لمحوں بعد جب اس نے جیکی کو واپس آتے دیکھا اور اس کے  
پیچھے فریڈ تھا تو برائڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر جیکی  
لئے تحسین کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”صاحب۔ چیف کسی سے نہ ملتے ہیں اور نہ ہی کسی سے فون  
پر بات کرتے ہیں۔ ان کا نمبر علیحدہ ہے۔ آپ ان کے فون نمبر پر  
بات کریں تو آپ کی بات ان سے ہو جائے گی،“..... فریڈ نے

مودبانہ لنجھے میں کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا۔  
”شکریہ۔“..... برائڈ نے کہا تو فریڈ سر ہلاتا ہوا مڑا اور واپس چلا  
گیا۔

”تم واقعی عقل مند ہو اور عقل مند ہونا کسی عورت کے لئے  
مردوں کے نزدیک خوبی نہیں بلکہ خامی ہوتی ہے۔“..... برائڈ نے  
مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر پر لیں کرنے  
کے بعد آخر میں لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔

”اور لڑکیاں احمق مردوں کو بے حد پسند کرتی ہیں،“..... جیکی نے  
بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو برائڈ بے اختیار مسکرا  
دیا۔ دوسری طرف سے تھنٹی بخنے کی آواز سنائی دے رہی تھی اور پھر  
چند لمحوں بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

”لیں۔ چیف بول رہا ہوں،“..... دوسری طرف سے فرنیک کی  
آواز سنائی دی۔ چونکہ یہاں آنے سے پہلے وہ گولڈن کلب جا کر  
فرنیک سے مل چکے تھے اس لئے برائڈ اس کی آواز پہچانتا تھا۔

”برائڈ بول رہا ہوں،“..... برائڈ نے خشک لنجھے میں کہا۔

”اوہ آپ۔ فرنیک بول رہا ہوں۔ فرمائیئے،“..... دوسری طرف  
سے چونک کر اور قدرے مودبانہ لنجھے میں کہا گیا۔

”تم نے یہ نمبر نہیں دیا تھا اس لئے ہمیں تم سے رابطہ کرنے  
میں خاصی دشواری ہوئی۔ پھر تمہارے آدمی فریڈ سے یہ نمبر ملا  
ہے،“..... برائڈ نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”میں نے فریڈ کو کہہ دیا تھا۔ آپ کو براہ راست بتانا بھول گیا تھا۔ میجر روجر سے ملاقات ہو گئی ہے آپ کی“..... فرنیک نے کہا۔ اس نے فقرے کا آخری حصہ شاید بات تبدیل کرنے کے لئے کہا تھا۔

”ہا۔ لیکن اب ہمیں اس سیکرٹری سے ملاقات کرنی ہے جو لیبارٹری کے اندر جاتا رہتا ہے تاکہ منصوبہ بندی کو مکمل کیا جاسکے۔“..... برائڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ابھی بندوبست کر کے آپ کو فون کرتا ہوں۔“..... فرنیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو برائڈ نے رسیور رکھ دیا۔

”تم بڑی کھل کر ملاقاتیں کر رہے ہو برائڈ جبکہ چیف نے کہا ہے کہ یہاں کی سیکرٹ سروس بے حد تیز اور فعال ہے۔“..... جیکی نے کہا۔

”کیا مطلب۔ سیکرٹ سروس کس بات پر چونکے گی۔“..... برائڈ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”تم نے ایکریمین میجر روجر سے کھلے عام ملاقات کی ہے جو اس مخصوص علاقے میں اقوام متحده کے تحت کام کرتا ہے جہاں لیبارٹری ہے اور اب تم اس ملک کے ایک بہت بڑے آفیسر سے ملاقات کرنے والے ہو۔ کیا یہ دونوں ملاقاتیں انہیں مشکوک کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں۔“..... جیکی نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”تم خواہ مخواہ کے خدشات میں مبتلا ہو رہی ہو۔ ہمارے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ ہم نے ابھی تک کوئی ایسا اقدام ہی نہیں کیا کہ وہ لوگ ہماری طرف متوجہ ہو سکیں۔“..... برائڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”بہر حال ہمیں محتاط رہنا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم مشن کے مکمل ہونے سے پہلے کسی چکر میں الجھ جائیں۔“..... جیکی نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔“..... برائڈ نے کہا اور ایک بار پھر سامنے رکھے ہوئے نقشے پر جھک گیا۔ وہ اب اس چکر کو غور سے دیکھ رہا تھا جہاں میجر روجر نے لیبارٹری کی موجودگی کے بارے میں بتایا تھا۔

”ان خاصہ داروں سے کیسے بچ کر ہم لیبارٹری میں داخل ہوں گے۔“..... اچانک جیکی نے کہا تو برائڈ بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ تم نے بہت اہم بات کی ہے۔ اس طرف تو میرا خیال ہی نہ گیا تھا۔“..... برائڈ نے اس بار قدرے تشویش بھرے لمحے میں کہا۔

”ان خاصہ داروں کی تعداد بھی کافی ہو گی اور یہ لوگ ہر لحاظ سے مسلح اور تربیت یافتہ بھی ہیں۔“..... جیکی نے کہا۔

”ہا۔ اب مجھے اس میجر روجر سے دوبارہ ملاقات کرنا پڑے گی تاکہ اس بارے میں کوئی حصی لائجہ عمل سوچا جاسکے۔“..... برائڈ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی نج

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اٹھی تو برائذ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھا لیا۔

”لیں۔ برائذ بول رہا ہوں“..... برائذ نے کہا۔

”فرنیک بول رہا ہوں جناب۔ آپ تیار ہو جائیں۔ اب سے ایک گھنٹہ بعد آپ کو کوٹھی سے پک کر لیا جائے گا اور ایک خفیہ جگہ پر سیکرٹری سے آپ کی ملاقات ہو گی“..... فرنیک نے کہا۔

”خفیہ جگہ پر کیوں“..... برائذ نے چونک کر پوچھا۔

”سیکرٹری صاحب کسی غیر ملکی سے ملاقات کے سلسلے میں محتاط رہتا چاہتے ہیں“..... فرنیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن کیا ان سے کھل کر بات ہو سکتی ہے“..... برائذ نے پوچھا۔

”بھی ہاں۔ سیکرٹری ہونے کے باوجود وہ تکمیل طور پر میری مٹھی میں ہیں اس لئے وہ آپ سے کھل کر بات بھی کریں گے اور آپ سے پورا پورا تعاون بھی کریں گے لیکن آپ بس ایک بات کا خیال رکھیں گے کہ ان سے کوئی ایسی فرمائش نہ کر دیں جسے وہ اپنے عہدے کی وجہ سے پوری نہ کر سکیں“..... فرنیک نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیسی فرمائش۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات“..... برائذ نے چونک کر کہا۔

”میرا مطلب ہے کہ کوئی ایسی بات جسے وہ سیکرٹری ہونے کے باوجود پورا نہ کر سکتے ہوں۔ مثلاً آپ ان سے یہ نہیں کہیں گے کہ وہ آپ کو ساتھ لے کر لیبارٹری میں جائیں یا سرکاری طور پر آپ

کو لیبارٹری میں جانے کی اجازت دلوادیں“..... فرنیک نے باقاعدہ مثالیں دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ میں نے ان سے صرف تفصیلی معلومات حاصل کرنی ہیں اور بس“..... برائذ نے جواب دیا۔

”اوکے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اور ہاں۔ مجھے سیکرٹری صاحب سے ملاقات کے بعد ایک بار پھر میجر روجر سے ملنا ہوگا۔ کیا اس کا بندوبست ہو سکتا ہے“..... برائذ نے کہا۔

”ہاں۔ وہ اٹھی کلب میں ہی ہیں۔ وہ کل صحیح واپس جائیں گے اس لئے آپ جب بھی انہیں ملنا چاہیں فریڈ کو بھیج دیں۔ وہ آکر انہیں ساتھ لے جائے گا“..... فرنیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تھیں کب یو“..... برائذ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”میرے خیال میں تم ہس لیبارٹری کے چکر میں زیادہ الجھ گئے ہو حالانکہ اس سے پہلے ہم نے اس سے زیادہ ناقابل تحریر لیبارٹریاں تحریر کی ہیں“..... جیکی نے کہا۔

”نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ اصل پرائبم صرف یہ ہے کہ یہ لیبارٹری کسی عام علاقے میں نہیں ہے درنہ کوئی مسئلہ نہ تھا۔ یہ ایسا علاقہ ہے جہاں ہم خود فوری چیک ہو سکتے ہیں اس لئے یہ ساری الجھنیں پیش آ رہی ہیں“..... برائذ نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ہم میک اپ کر کے وہاں جاسکتے ہیں،“.....جیکی نے کہا۔  
 ”اب میرا خیال ہے کہ تم عقل مندی کے تخت سے نیچے اتر آئی ہو۔ صرف چہروں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ زبان اور مخصوص لہجہ یہ سب ہمارے لئے رکاوٹیں ہیں،“.....برائٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
J  
L  
•  
C  
O  
M

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجح اٹھی تو عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں،“  
 عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا لیکن اس کی نظریں مسلسل کتاب پر جمی ہوئی تھیں۔

”جو لیا بول رہی ہوں،“..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”فرمائیے،“..... عمران کا لہجہ یکخت خشک ہو گیا لیکن اس نے کتاب سے نظریں نہ ہٹائی تھیں۔

”یہ تم کس لہجے میں بات کر رہے ہو مجھ سے،“..... دوسری طرف سے جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے لفظ فرمائیے کہا ہے کوئی غلط بات تو نہیں کی۔ ویسے بھی خواتین سے جب لفظ فرمائیے کہا جاتا ہے تو دل فوراً وہڑکنا شروع ہو جاتا ہے کہ لازماً لمبی چوری فرماش کی سک سننا پڑے گی۔“..... عمران نے جواب دیا لیکن اس کا لمحہ ویسے ہی خلک تھا۔ اس کی نظریں اب بھی کتاب پر ہی بھی ہوئی تھیں۔

”تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تم سے بات کی جائے۔“..... دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لمحے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ آپ رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے پھرے کے تاثرات تبدیل نہ ہوئے تھے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال بیتل کی آواز سنائی دی تو عمران کو یاد آ گیا کہ سیمان تو ہسپتال گیا ہوا ہے۔ اس نے ایک طویل سانس لے کر کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور انٹھ کر ہیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے؟“..... عمران نے اوپری آداز میں پوچھا۔

”صفدر؟“..... پاہر سے صدر کی آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا۔

”پورا نام بتایا کرو تاکہ سنبھالے پر کچھ رعب تو پڑے۔ صدر یار جنگ بہادر؟“..... عمران نے ایک طرف بنتے ہوئے کہا۔

”موجودہ دور میں جنگ اور بہادر زدؤں الفاظ بے معنی ہو چکے ہیں۔ اب اس اور شرافت کا دور ہے؟“..... صدر نے اندر داخل

ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”آج کل شرافت کو بزدی کہا جاتا ہے تو پھر اس طرح تعارف کریا کرو کہ صدر یا من بزدی،“..... عمران نے کہا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ نے جولیا کے ساتھ جو رویہ رکھا ہے اس کی وجہ سے مجھے یہاں آتا پڑا ہے،“..... صدر نے شنگ روم میں پہنچ کر کری پر ہنس۔

”کیا مطلب۔ کیا تم جولیا کے قلیٹ پر موجود تھے؟“..... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

”میں ہی نہیں پوری سکرٹ سروک موجود ہے۔ البتہ انہوں نے نمائندہ مجھے بنا کر بھیجا ہے،“..... صدر نے کہا۔

”اچھا۔ پھر تو تم باعزم آدمی ہو۔ نمائندہ اصل سے زیادہ باعزم ہوتا ہے۔ جیسے میں تمہارے چیف کا نمائندہ ہوں،“..... عمران نے ریفریئریٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے دو ٹن جوں کے لکائے اور دوسرا اٹھا کر اس نے ریفریئریٹر بند کیا اور شکھوں کر اس نے ان میں سزا ڈالے اور ایک شکھ صدر کی طرف بڑھا دیا۔

”کیا سیمان شاپنگ کرنے گیا ہوا ہے؟“..... صدر نے پوچھا۔

”نہیں۔ ہسپتال گیا ہے،“..... عمران نے جواب دیا تو صدر بے اختیار چوک پڑا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ہسپتال۔ کیوں۔ خیریت تو ہے۔“..... صدر نے چونک کر پوچھا تو عمران نے مختصر طور پر اسے اس کی بڑی بھادج کی بیماری کے بارے میں بتا دیا۔

”اوہ۔ اب کیا حال ہے مریضہ کا۔“..... صدر نے ہمدردانہ لمحے میں پوچھا۔

”اب وہ ٹھیک ہو گئی ہے۔ آج انہیں ہسپتال سے چھٹی مل جائے گی اور سلیمان انہیں واپس گاؤں پہنچا کر کل آئے گا۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہم سب آج جولیا کے فلیٹ پر اس لئے اکٹھے ہوئے تھے کہ ہم فارغ رہ کر شدید بور ہو چکے ہیں اس لئے ہمارا خیال تھا کہ ہم شمالی علاقوں میں جا کر چند روز گزار آئیں۔ چیف سے جولیا نے بات کی اور چیف نے بھی اجازت دے دی ہے۔ اس پر جولیا نے آپ سے بات کی تو آپ نے ایسے ایسے لمحے میں جواب دیا کہ وہ غصہ کھا گئی اور اس نے پروگرام ٹینسل کر دیا جس پر سب ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس نمائندہ بننا کر بھیجا ہے کہ آپ پلیز جولیا کو منا لیں تاکہ ہم سب شمالی علاقوں میں جائیں۔“..... صدر نے اپنے آنے کے بارے میں تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

”جولیا کو میں منا لوں۔ کیا مطلب۔ جولیا کوئی چھٹی پچی تو نہیں ہے کہ میں اسے چاکلیٹ کا پیک اور کوئی کھلوٹا دے کر بہلا

لوں گا۔ پھر میں نے اس سے کوئی غلط بات نہیں کی۔ یہی کہا ہے نا کہ فرمائیئے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”مجھے معلوم ہے عمران صاحب کہ آپ اپنا لمحہ بدل کر بھی وہ کچھ کہہ سکتے ہیں جو دوسرے الفاظ بول کر بھی نہیں کہہ سکتے۔ چلیں میں آپ کے سامنے دو صورتیں رکھتا ہوں۔ ایک تو وہی کہ آپ جولیا کو منا لیں۔ دوسرا یہ کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم مس جولیا کو ساتھ نہیں لے جائیں گے۔“..... صدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیوں۔ جولیا کو ساتھ کیوں نہیں لے جاؤ گے۔“..... عمران نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اس لئے کہ آپ ایسا نہیں چاہتے اور ہم بہر حال آپ کے ساتھ چند روز شمالی علاقوں میں گزار کر اپنی بوریت دور کرنا چاہتے ہیں۔“..... صدر نے کہا تو عمران بے اختیار نہیں پڑا۔

”تم نے واقعی چھپی ہوئی لیکن کامیاب دھمکی دی ہے۔ ظاہر ہے تم سب کے جانے اور جولیا کو ساتھ نہ لے جانے کا جولیا پر جو اثر ہو گا اور اس کا جو رد عمل ہو گا وہ انتہائی دھماکہ خیز بھی ہو سکتا ہے اس لئے تم نے شترنج کی یہ کامیاب چال چلی ہے۔ اوکے۔ میں منا لیتا ہوں جولیا کو۔“..... عمران نے ایسے لمحے میں کہا جیسے مجبوراً

اسے اپنی شکست تسلیم کرنا پڑ رہی ہو اور صدر اس کے اس انداز پر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہنس پڑا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔ ”جو لیا بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”کیا شہد بھرا لجھے ہے۔ کتنی مشہاس ہے لجھے میں۔ میرے دل کے تار پورے سات سروں میں بجھنے لگے گئے ہیں۔ ایسی خوبصورت آواز، ایسا شہد بھرا لجھ۔ جی چاہتا ہے کہ اس پر پورے سات قصیدے لکھ کر تمہاری آواز اور لجھ کو خزانِ تحسین پیش کروں لیکن اب کیا کروں مجبور ہوں۔ میری قسمت ہی خراب ہے۔ جب بھی قصیدہ لکھنے کی کوشش کرتا ہوں قصیدے کی بجائے نوحہ لکھ بیٹھتا ہوں“..... عمران نے آخر میں رو دینے والے لجھے میں کہا۔

”بکواس مت کرو۔ فضول باتیں کرنا تو کوئی تم سے سیکھئے“۔ جولیا نے غصیلے لجھے میں کہا لیکن اس کا لجھہ بتا رہا تھا کہ عمران کی تعریف نے اس کے دل کے تاروں کو بھی چھیڑ دیا ہے۔

”صفدر میرے پاس بیٹھا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ تم مجھ سے ناراض ہو۔ میں نے اسے بھی سمجھ لیا گیا۔ چلیز۔ جب بھی تمہیں تھا لیکن خرابی قسمت کہ اسے نوحہ سمجھ لیا گیا۔ چلیز۔ جب بھی تمہیں غصہ آنے لگے تو تم سمجھ جایا کرو کہ میں نوحہ نہیں قصیدہ کہہ رہا ہوں“..... عمران نے بڑے منت بھرے لجھے میں کہا تو دوسری طرف سے جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”شکریہ۔ میں صفر کے ساتھ لگائی ہوئی شرط جیت لینے میں کامیاب ہو گیا ہوں“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”شرط۔ کیسی شرط“..... جولیا نے چونکہ کر پوچھا۔

”اس نے مجھ سے شرط لگائی تھی کہ اگر میں تمہیں ہنسنے پر مجبور کر دوں تو وہ شاملی علاقوں میں جانے کا میرا سارا خرچہ خود ادا کرے گا اور اگر میں ایسا نہ کر سکا تو پھر میرا خرچہ تنوری کے ذمے“۔ عمران نے جواب دیا۔

”تم بہت بڑے اداکار ہو۔ لیکن ایک بات کا آئندہ ہمیشہ خیال رکھنا کہ میرے ساتھ بات کرتے ہوئے کبھی لجھ خشک اور سرد نہ رکھنا۔ ضروری نہیں کہ میں ہر بار برداشت کر جاؤں۔ کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تم میرے با吞وں مارے جاؤ۔ سمجھئے“..... جولیا نے کہا۔

”یعنی شہید محبت کے درجے پر فائز ہو جاؤں گا۔ واہ۔ میں تو اس دن کا انتظار کروں گا“..... عمران نے بڑے لاڈ بھرے لجھے میں کہا لیکن دوسری طرف سے رسیور رکھا جا چکا تھا۔

”آپ واقعی کامیاب ترین اداکار ہیں عمران صاحب۔ بہر حال اب آپ شاملی علاقوں میں جانے کے لئے تیار ہیں۔ ہم ضروری تیار ہوں۔ کے بعد ایک دو روز تک یہاں سے روانہ ہو جائیں گے اور جیسا آپ نے کہا ہے کہ آپ کا تمام خرچہ میرے ذمے سے جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہے۔ صدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔  
”ارے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا خرچہ ہی کیا ہے۔ دیے بھی لگت آدھا لگے گا۔“..... عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ وہ کیوں۔ کیا آپ بچے ہیں۔“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جس کا خرچہ ہو رہا ہو گا اس کی انگلی پکڑ کر تو چلنا ہی پڑے گا۔“..... عمران نے جواب دیا تو صدر بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر سلام کر کے وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران اس کے پیچے بیرونی دروازے تک آیا اور پھر صدر کے جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا اور واپس سینگ روم کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ سینگ روم میں پہنچ کر کری پر بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھالیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“  
عمران نے اپنے مخصوص لجھے میں کہا۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں بس۔“..... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مودبانہ آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔ اسے یاد تھا کہ اس نے ٹائیگر کے ذمے سیکرٹری سائنس شہاب الدین کے بینک اکاؤنٹس چیک کرنے کا کام لگایا تھا۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے۔“..... عمران نے سنجیدہ لجھے میں پوچھا۔

”باس۔ سیکرٹری سائنس شہاب الدین صاحب کے تین خفیہ اکاؤنٹس ہیں۔“..... اور پھر اس نے ان اکاؤنٹس کی تفصیل بتانا شروع کر دی۔

”اکاؤنٹس کو چیک کیا ہے یا نہیں۔“..... عمران نے پوچھا۔

”لیں سر۔ یہ تینوں اکاؤنٹس ایک ایک ایک ہفتے کے وقفے سے کھولے گئے ہیں اور تینوں اکاؤنٹس بھاری رقم سے کھولے گئے ہیں اور پھر ہر تیرے روز ان اکاؤنٹس میں انتہائی بھاری رقمات جمع کرائی گئی ہیں اور یہ سلسلہ ایک ماہ تک مسلسل اور باقاعدگی سے چلتا رہا ہے۔ البتہ ایک ماہ بعد اب ہر ماہ بھاری رقم ان اکاؤنٹس میں جمع ہو رہی ہے۔“..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

”رقمات کی تفصیلات کیا ہیں۔“..... عمران نے پوچھا تو ٹائیگر نے تفصیلات بتانا شروع کر دیں اور عمران کی آنکھیں یہ تفصیلات سن کر حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ یہ اتنی بھاری رقمات تھیں کہ سیکرٹری سائنس جیسے اعلیٰ ترین عہدے پر فائز ہونے کے باوجود ایک اکاؤنٹ میں جمع ہونے والی رقم ساری عمر اکٹھی نہ کر سکتا تھا۔

”تم ان اکاؤنٹس اور ان میں جمع ہونے والی رقمات کے ثبوت اس انداز میں حاصل کرو کہ سیکرٹری سائنس ان سے انکار نہ کر سکے۔“  
عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ میں نے پہلے ہی اس پواسٹ پر کام کیا ہے اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ناقابل تردید ثبوت میرے پاس موجود ہے۔۔۔۔۔ نائیگر نے جواب دیا۔

”تم کہاں سے فون کر رہے ہو۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”شارکلب سے۔۔۔ نائیگر نے جواب دیا۔

”میں قلیٹ میں موجود ہوں۔ یہ کاغذات مجھے دے جاؤ۔۔۔

عمران نے کہا۔

”لیں ہاس۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ راشد فیروز کی رپورٹ کے بعد نائیگر کی رپورٹ نے اس کے ذہن کو ہلا کر رکھ دیا تھا لیکن یہ بات اس کی کجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اسلیخ کا ایک بیک کسی گروپ کو سمجھنے سے اتنی بھاری رقمات تو نہیں مل سکتیں۔ پھر آخر یہ بھاری رقمات نائیگر سائنس کی آواز سنائی دی کے عوض حاصل کی ہیں۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھے گیا کہ نائیگر آیا ہو گا۔ عمران انھ کر بیرونی دروازے کی طرف گیا اور پھر نائیگر کو ساتھ لے کر وہ واپس سٹنگ روم میں آ گیا۔

”کہاں ہیں کاغذات۔۔۔ عمران نے کہا تو نائیگر نے جب سے ایک بڑا سال لفافہ نکال کر عمران کی طرف پڑھا دیا۔ عمران نے لفافے میں سے کاغذات نکالے اور انہیں دیکھنے لگا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذات واپس لفافے میں ڈال کر

لفافہ میز کی دراز میں رکھ دیا۔

”باس۔ سیکرٹری سائنس کو کس مد میں اتنی بھاری رقمات مل سکتی

ہیں۔۔۔۔۔ نائیگر نے بھی وہی سوال کر دیا جو عمران کے ذہن میں گھوم رہا تھا تو عمران نے اسے راشد فیروز کی رپورٹ کے بارے میں بتا دیا۔

”اگر یہ اسلیخ کا سلسلہ ہے باس تو میں آسانی سے اس کا پتہ چلا سکتا ہوں۔۔۔ نائیگر نے کہا۔

”اظاہر تو یہ اسلیخ کا ہی سلسلہ ہے لیکن راشد فیروز کے مطابق ایک پیکٹ اس سیکرٹری کے ذاتی ملازم غلام حسین کے حوالے کیا جاتا ہے اور پھر وہ پیکٹ کار میں رکھ کر سیکرٹری بہادرستان سے ماحقہ یا کیشیائی آزاد علاقے کا کاٹش جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم اس غلام حسین کو انخوا کر کے اس سے پوچھ چکھ کرو تو شاید اصل بات سامنے آ جائے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیں ہاس۔ آپ بے فکر ہیں۔ میں جلد ہی سب کچھ معلوم کر لوں گا۔۔۔۔۔ نائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران بھی اسے دروازے تک چھوڑنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر نائیگر کے باہر جانے کے بعد اس نے دروازہ بند کیا اور واپس آ کر سٹنگ روم میں بیٹھ گیا۔

اس نے میز کی دراز سے نائیگر کا دیا ہوا لفافہ نکالا اور اس میں سے کاغذات نکال کر انہیں تفصیل سے پڑھنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ ان میں درج ہندے اور الفاظ کو بغور پڑھتا رہا۔ پھر اس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذات کو دوبارہ لفافے میں ڈالا اور لفافہ دوبارہ میز کی دراز میں رکھ دیا۔ گو یہ سیکرٹری سائنس کے خلاف انتہائی محسوس ثبوت تھے لیکن عمران کے حلق سے یہ بات نہیں اتر رہی تھی کہ اس قدر خطیر قمیں صرف اسلحہ کے ایک بآس کے عوض نہیں دی جاسکتیں۔ اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ معاملات اس سے زیادہ گھمپیر ہیں جتنے وہ سمجھ رہا ہے اس نے اس نے نائیگر کی دوسری روپورٹ تک معاملے کو اوپن نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کے شیشے کلڑ تھے جس کی وجہ سے اندر سے باہر تو آسانی سے دیکھا جا سکتا تھا لیکن باہر سے اندر نہ دیکھا جا سکتا تھا۔ کار کی ڈرائیور سیٹ پر ایک مقامی آدمی تھا جبکہ عقبی سیٹ پر برائٹ اور جیکی موجود تھے۔ وہ اس وقت سیکرٹری سائنس شہاب الدین سے ملاقات کے لئے اس کی بتائی ہوئی کسی خفیہ جگہ پر جا رہے تھے۔ ڈرائیور اور کار فرنسیک نے بھجوائی تھی۔ کار جس سڑک پر دوڑ رہی تھی وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک تھی اور اس پر ٹرینیک شہر کی سڑکوں سے خاصا کم تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار دائیں ہاتھ پر جانے والی ایک اور سڑک پر مڑ گئی اور ایک وسیع و عریض عمارت کے آہنی گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ یہ کوئی فیکٹری تھی۔ پھاٹک کے باہر سیکورٹی کے افراد موجود تھے۔

”تشریف لائیے جناب“..... سیکورٹی گارڈ نے انتہائی موبدانہ لمحے میں کہا اور پھر مڑ کر اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام بھی ایک دروازے پر ہوا تھا۔ سیکورٹی گارڈ کے پیچھے چلتے ہوئے وہ اس دروازے تک پہنچ گئے۔ سیکورٹی گارڈ نے آگے بڑھ کر دروازے کو دبا کر کھولا اور پھر ایک طرف ہٹ گیا۔

”تشریف لے جائیے۔ صاحب آپ کے منتظر ہیں“۔ سیکورٹی گارڈ نے کہا تو برائڈ اور جیکی کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرہ سنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن فرنچپر بے حد قیمتی تھا اور سجاوٹ میں بھی حسن ذوق نمایاں تھا۔ ایک کرسی پر ایک ادھیر عمر لیکن بارعب چہرے کامالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بلیو لاں سوٹ پہننا ہوا تھا۔ وہ ان دونوں کے داخل ہوتے ہی انھوں کو کھڑا ہو گیا۔

”میرا نام شہاب الدین ہے اور میں وزارت سائنس میں سیکرٹری ہوں“..... شہاب الدین نے انھوں کو مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کرایا اور پھر اس کے جواب میں برائڈ اور جیکی نے بھی اپنے نام بتائے اور مصافحہ کر کے تینوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے میں تین گلاس اور شراب کی بوتل رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے موبدانہ انداز میں شراب کی بوتل، گلاس اور برف کے ٹکڑوں سے بھری ہوئی ٹرے میز پر رکھی اور پھر اس نے گلاسوں میں برف کے ٹکڑے ڈالے۔ بوتل کھول کر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ڈرائیور نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر سیکورٹی کے ایک آدمی کے ساتھ میں دے دیا اور وہ آدمی کارڈ لے کر تیزی سے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کی طرف بڑھ گیا جبکہ باقی سیکورٹی کے افراد بڑے چوکنا انداز میں کھڑے نظر آ رہے تھے۔ پھاٹک کے ساتھ دیوار پر ایک بہت بڑا بورڈ موجود تھا جس پر فلاور فوم کا بڑا سا اشتہار تھا۔

”یہ فلاور فوم کی ہی فیکٹری ہے شاید“..... جیکی نے بورڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے“..... برائڈ نے جواب دیا۔  
”ولیکن“..... جیکی نے مزید کچھ کہنا چاہا۔

”سوری جیکی۔ پلیز“..... برائڈ نے اس کی بات کا منتہ ہوئے کہا اور ساتھ ہی آنکھ سے ڈرائیور کی طرف اشارہ کر دیا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد بڑا سا پھاٹک کھلتا چلا گیا اور ڈرائیور نے کار شارٹ کی اور اسے پھاٹک کے اندر لے گیا۔ وسیع و عریض صحن کو عبور کر کے وہ عمارت کی دوسری سائیڈ پر موجود ایک کھلی گلی میں سے کار گزار کر فیکٹری کی عقبی طرف لے گیا اور اس نے ایک دروازے کے سامنے جا کر کار روک دی۔ دروازے کے سامنے ایک سیکورٹی گارڈ موجود تھا جس کے کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔ اس سیکورٹی گارڈ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا تو جیکی اور برائڈ دونوں کار سے نیچے اتر آئے۔

گلاسون میں شراب انڈیلی اور پھر ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھ کر وہ موڈ بانہ انداز میں جھکا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔ جب تک یہ کارروائی ہوتی رہی تینوں خاموش بیٹھے رہے۔ ”سیکرٹری صاحب۔ آپ نے اس قدر رازداری کا اہتمام کیوں کیا ہے۔ کیا آپ کسی قسم کا خطرہ محسوس کر رہے ہیں؟..... برائڈ نے شہاب الدین سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں۔ خطرہ کیسا۔ میرا عہدہ ایسا ہے کہ مجھ پر نہ کوئی شک کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی مجھے کسی قسم کا خطرہ ہو سکتا ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ اس طرح کھلے عام غیر ملکیوں سے ملاقات کروں کیونکہ ہمارے ہاں سنترل انٹلی جنس کے آدمی بھی ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔..... شہاب الدین نے بڑے رعنوت بھرے لمحے میں کہا۔

”تو سنترل انٹلی جنس سے بچنے کے لئے آپ نے یہ اہتمام کیا ہے؟..... برائڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسے آپ صرف احتیاط سمجھ لیں اور کچھ نہیں۔..... سیکرٹری شہاب الدین نے اسی طرح رعنوت بھرے لمحے میں کہا۔

”سیکرٹری صاحب۔ آپ سے ملاقات کا مقصد یہ ہے کہ جس لیبارٹری میں آپ نے ڈبل ایس کے پرے پہنچائے ہیں اس لیبارٹری کا محل وقوع کیا ہے۔ اس کا راستہ کہاں سے ہے اور وہاں کس قسم کے حفاظتی انتظامات ہیں۔ یہ سب کچھ آپ تفصیل سے بتا دیں۔..... برائڈ نے کہا۔

”اس سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ جہاں میں جاتا ہوں وہاں سے لیبارٹری کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ لیبارٹری بالکل علیحدہ ہے اور یہ سیکورٹی زون بالکل علیحدہ ہے اور مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے کہ لیبارٹری کا راستہ کہاں ہے اور کس انداز میں ہے۔ میں کبھی اس لیبارٹری کے اندر نہیں گیا۔..... شہاب الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر ان پزوں کو وہاں پہنچانے کا کیا فائدہ۔ جب یہ لیبارٹری میں جا ہی نہیں سکتے۔..... برائڈ نے کہا۔

”یہ سب کچھ آپ کے اعلیٰ حکام کو معلوم ہو گا۔ مجھے جو کام کہا گیا وہ میں نے کر دیا۔..... شہاب الدین نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”سیکرٹری صاحب۔ آپ وزارت سائنس کے سیکرٹری ہیں اور یہ لیبارٹری بھی تو وزارت سائنس کے تحت ہو گی۔..... اچانک خاموش بیٹھی ہوئی جیکی نے کہا۔

”ہاں۔..... شہاب الدین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تو اس کی بیوی فال بھی آپ کے تحت کسی جگہ موجود ہو گی۔ جیکی نے پوچھا۔

”ہاں۔ وزارت سائنس کے پیش ریکارڈ روم میں تمام بیوی فال میں موجود ہیں۔..... شہاب الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہے۔۔۔ شہاب الدین نے کہا۔

”آخری بات۔ صرف دس لاکھ ڈالر“۔۔۔ جیکی نے کہا۔

”سوری۔ آپ کسی اور کے ذریعے اسے مفت حاصل کر لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اور اس معاملے کو ختم سمجھیں اور کوئی بات کریں۔۔۔“ شہاب الدین نے ناراض سے لبجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے جیکی کی بات نے اسے شدید ذہنی شاک پہنچایا ہو۔

”ٹھیک ہے سیکرٹری صاحب۔ جیسے آپ کہیں۔ پھر ہمیں اجازت دیں۔۔۔“ جیکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اچھا آپ بند ہیں تو آخری بات کرتا ہوں۔ پچاس لاکھ ڈالر“ آپ دیں۔ آپ کو کاپی مہیا کر دوں گا۔۔۔“ شہاب الدین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کی آفر ہمیں منظور ہے۔۔۔“ جیکی کے بولنے سے پہلے برائڈ نے کہا تو جیکی نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے برائڈ نے غلط بیانی کی ہو لیکن جیکی خاموش رہی۔

”میں آپ کو ایک اکاؤنٹ نمبر دیتا ہوں۔ آپ اس اکاؤنٹ میں رقم جمع کر کر رسید فریک کو دے دیں۔ ایک ہفتہ بعد آپ کو بلیو فائل کی کاپی مل جائے گی۔۔۔“ شہاب الدین نے کہا۔

”سوری سیکرٹری صاحب۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ آپ گھنٹوں کی بات کریں۔۔۔“ برائڈ نے کہا۔

”آپ اس بلیو فائل کی کاپی کے عوض کتنی دولت وصول کرنا پسند کریں گے۔۔۔“ جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا تو برائڈ کے چہرے پر جیکی کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

”اس کی کاپی کا حصول تو ناممکن ہے۔۔۔“ شہاب الدین نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا لیکن ان کے بولنے کا انداز اور ان کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات بتا رہے تھے کہ یہ کام وہ آسانی سے کر سکتا ہے لیکن سودے بازی کی خاطر وہ ایسی بات کر رہا ہے۔

”سوچ لیں سیکرٹری صاحب۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس ریکارڈ روم کے کسی افر کو معمولی تعداد میں ڈالر دے کر بھی یہ کام کرایا جا سکتا ہے۔ آپ کو ایکریمیا کے لمبے ہاتھوں کا اندازہ تو ہو گا۔۔۔“ جیکی نے باقاعدہ سودے بازی کے انداز میں کہا۔

”آپ کو غلط فہمی ہے محترمہ۔ اگر اتنی آسانی سے ایسی فائلوں کی کاپیاں ریکارڈ روم سے نکل سکتیں تو پاکیشیا کی ایک بھی لیبارٹری محفوظ نہ رہ پاتی۔۔۔“ شہاب الدین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ بھی پرانے بیورو کریٹ تھے اس لئے معاملات کو ڈیل کرنا اچھی طرح جانتے تھے۔

”بہر حال آپ فیصلہ کر لیں۔ ہم آپ کے فیصلے کے بعد مزید سوچیں گے۔۔۔“ جیکی نے جواب دیا۔

”سین۔ اگر آپ ایک کروڑ ڈالر دیں تو کاپی آپ کو مل سکتی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”چلیں رسید میرے پاس پہنچنے کے چوبیس گھنٹے کے اندر اندر آپ کو کاپی بذریعہ فرنیک مل جائے گی“..... شہاب الدین نے کہا۔  
”اوکے۔ دیں اپنا اکاؤنٹ نمبر“..... برائڈ نے کہا تو شہاب الدین نے ایک کاغذ پر اکاؤنٹ نمبر اور بینک برائیج کے بارے میں لکھ کر کاغذ برائڈ کی طرف بڑھا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب ہمیں اجازت“..... برائڈ نے کاغذ لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کار میں واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پھر برائڈ نے فرنیک کو کال کر کے اس اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالر زوجع کرانے کا کہا اور اس کے ساتھ ہی میجر روجر کو بھی بھیجنے کا کہہ دیا۔ پھر میجر روجر سے انہوں نے خاصہ داروں کے بارے میں تفصیلی بات چیت کر کے اسے واپس بھجوa دیا۔

”یہ فائل کی کاپی والی بات اچانک تمہارے ذہن میں کیسے آگئی“..... برائڈ نے کہا۔

”بس اچانک ہی مجھے خیال آ گیا لیکن تم نے جلدی کی ہے۔“  
”بس اچانک ہی مجھے خیال آ گیا لیکن تم نے جلدی کی ہے۔“..... جیکی نے کہا۔

”ہم یہاں رقم بچانے کے لئے نہیں آئے۔ ہمیں اپنا مشن مکمل کرنا ہے“..... برائڈ نے جواب دیا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو حسب عادت اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو“..... عمران نے سلام دعا کے بعد خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ سمیت پوری ٹیم شمالی علاقوں کی سیر کے لئے جا رہی ہے۔ کیا مجھے بھی اجازت مل سکتی ہے؟“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ایک بڑے شاعر نے مکتب عشق کا دستور بتایا ہے کہ اس مکتب کا اصول ہے کہ اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا اور چونکہ تم خود مکتب عشق کے استاد بلکہ ہیئت ماسٹر ہو اس لئے تمہیں چھٹی کیسے مل سکتی ہے؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ آپ سمیت پوری ٹیم نے سبق یاد نہیں کیا۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اگر یاد کر لیتے تو اب تک سب کے ٹیاؤں ٹیاؤں اور چیاؤں چیاؤں کی تعداد درجنوں میں ہوتی۔“..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو اس بار کھلکھلا کر بنس پڑا۔

”پھر تو یہ سبق میں نے بھی یاد نہیں کیا۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیوں نہیں یاد کیا۔ ہر وقت قوم کے غم میں بتلرا رہتے ہو۔ جسے دیکھو تمہاری تعریف کر رہا ہے کہ صاحب۔ کیا صاحب ہے کہ دنیا بھر کے معاملات سے ہر لمحے باخبر رہتا ہے۔ ملک و قوم کے مفادات کے لئے ہر لمحہ چوکنا رہتا ہے۔ یہی تو اصل سبق ہے۔ ملک و قوم سے عشق کا اور تم کہتے ہو کہ سبق یاد نہیں کیا۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب کیا کہا جا سکتا ہے۔“..... بلیک زیرو نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ اس کمرے کی تمام آسیجن اپنے پھیپھڑوں میں بھرنے کی ضرورت نہیں۔ کچھ دوسروں کا بھی خیال رکھا کرو۔ بہر حال تم اتنے ہی بور ہو گئے ہو تو میری طرف سے اجازت ہے۔ شمالی علاقے کیا جنوبی علاقوں، مشرقی علاقوں بلکہ مغربی علاقوں کی سیر کے لئے بھی جا سکتے ہو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں ٹیم کے ساتھ جانے کی بات کر رہا ہوں۔ اکیلا میں کیا سیر کروں گا۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ٹیم کی قسمت میں سیر پانا کہاں۔“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا کوئی کیس آ گیا ہے۔“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لمحے میں پوچھا۔

”ابھی آیا تو نہیں لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ موصوف کسی بھی لمحے آنے والے ہیں۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا ہے۔ کچھ بتائیں تو سہی۔“..... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا تو عمران نے راشد فیروز کے والد سے ہونے والی ملاقات سے لے کر نائیگر کو دی گئی رپورٹ تک کے واقعات بتا دیئے۔

”اس میں کیس کہاں سے آ گیا۔ اسلحہ کی اسمگنگ تو سیکرٹ سروس کے دارہ کار میں نہیں آتی۔“..... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سیکرٹری سائنس لیول کا آفیسر عام ٹاپ کی اسمگنگ میں ملوث نہیں ہو سکتا۔ اس کے پس منظر میں کوئی اہم بات ہے۔“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسیمیٹر اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس پر نائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اور،“..... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر اسٹڈنگ یو باس۔ اور،“..... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”دروز گزر گئے ہیں اور تم نے کوئی رپورٹ نہیں دی شہاب الدین اور اس کے ملازم غلام حسین کے بارے میں۔ اور،“..... عمران نے قدرے سخت لبجھ میں کہا۔

”باس۔ غلام حسین کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ وہ اپنے گاؤں گیا ہوا ہے جو کہ علاقہ ماجور میں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ طویل رخصت لے کر گیا ہے تو میں نے سوچا کہ وہاں جا کر اس سے معلومات حاصل کی جائیں۔ چنانچہ میں وہاں چلا گیا۔ چونکہ فاصلہ کافی ہے اس لئے ایک روز وہاں پہنچنے میں لگ گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ غلام حسین موڑ سائیکل پر نزدیکی گاؤں جا رہا تھا کہ راستے میں ڈاکوؤں نے فائرنگ کر کے اسے ہلاک کر دیا اور دوسرے روز اس کی تدفین ہوئی ہے۔ میں نے وہاں پولیس اشیش سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ یہاں اسلحے کے زور پر موڑ سائیکل چھیننے کی وارداتیں عام ہیں اور غلام حسین چونکہ شہر میں رہتا ہے اور کافی طویل عرصے بعد گاؤں آیا تھا اس لئے اسے ان وارداتوں کی خبر نہ تھی۔ اس نے یقیناً مزاحمت کی ہوگی اس لئے ڈاکوؤں نے اسے ہلاک کر دیا لیکن ڈاکو اسے ہلاک کرنے کے بعد

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

فرار ہو گئے تھے۔ وہ موڑ سائیکل ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ میں نے کوشش کی کہ شاید غلام حسین کوئی ڈائری وغیرہ لکھتا ہو لیکن مجھے معلوم ہوا کہ وہ ان پڑھ تھا تو میں واپس آ گیا۔ یہاں واپس آ کر میں نے کوشش کی کہ اس گروپ کا کھوج لگایا جائے جو اسلحے کا پیکٹ پہنچاتا تھا اور ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے معلوم ہوا ہے کہ گولڈن کلب کا مالک اور جزل منیخ فرنیک اس گروپ کی پشت پر ہے۔ ویسے فرنیک اسلحہ اسٹڈنگ میں ملوث رہتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اوپر پیمانے پر کام کرتا ہے اس لئے اب میں اس فرنیک کے بارے میں چھان بین کروں گا۔ اور،“..... ٹائیگر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”یہ گولڈن کلب کہاں ہے۔ اور،“..... عمران نے پوچھا۔ ”سرکلر روڈ پر مشہور کلب ہے بس۔ اور،“..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہاری اس سے واقفیت ہے۔ اور،“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں بس۔ وہ صرف اسلحہ کی اسٹڈنگ کا کام کرتا ہے اس لئے اس سے میری ملاقات نہیں ہے۔ اور،“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم کیسے معلوم کر دے گے کہ وہ اس معاملے میں ملوث ہے۔ اور،“..... عمران نے پوچھا۔

”اس کا ایک آدمی ہے مارٹی۔ وہ میرا دوست ہے۔ میں نے اندر ولڈ میں اس کے کئی کام کئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اس سے اصل حالات کا علم ہو جائے گا۔ اور“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب تک یہ سب کچھ معلوم کر لو گے۔ اور“..... عمران نے پوچھا۔

”میں گولڈن کلب جا رہا ہوں بس۔ اگر وہ وہاں مل گیا تو ایک ڈیڑھ سخنے بعد میں آپ کو کال کروں گا اور اگر نہ ملا تو میں اسے تلاش کروں گا۔ اس صورت میں کچھ مزید وقت لگ سکتا ہے۔ اور“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جلد از جلد یہ کام کرو اور مجھے ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دو۔ اور اینڈ آل“..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس پر اپنی مخصوص فریکونسی ایڈ جسٹ کر دی۔

”آپ شاید زبردستی کوئی نہ کوئی کیس بنانا چاہتے ہیں،“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم بھی کئی بار کہہ چکے ہو اور ٹائم کے ساتھی بھی اکثر یہ بات کرتے رہتے ہیں کہ تمام کیس میرے ذریعے سے کیوں شروع ہوتے ہیں۔ مجھے ہی ان کیسز کی سن گن کیوں ملتی ہے کسی دوسرے کو کیوں نہیں ملتی اور گویہ بات غلط ہے۔ بے شمار بار دوسروں نے بھی کیسز کی سن گن حاصل کی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ

اس وقت تک کسی بات کو سیر کیس نہیں لیتے جب تک وہ کھل کر سامنے نہیں آ جاتی جبکہ میری عادت ہے کہ میں معمولی سے معمولی بات کو بھی پوری اہمیت دیتا ہوں چاہے بعد میں اس کا نتیجہ کچھ بھی نکلے لیکن میں نے اکثر دیکھا ہے کہ معمولی باتیں جب کھلتی ہیں تو وہ بہت بڑی ثابت ہوتی ہیں۔“..... عمران نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ لیکن یہ بات چاہے کتنی ہی کیوں نہ کھلے مسئلہ تو اسلحہ کی سپلائی کا ہی ہے۔ سیکرٹری سائنس لیوں کا آدمی اگر اسلحہ اسمگلوں کے ساتھ مل جائے تو انہیں بے حد فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن مسئلہ تو پھر بھی اسلحہ کی اسمگنگ کا ہی رہے گا۔“..... بلیک زیرو نے بھی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”اسلحة اسمگنگ کرنے والوں کا اپنا نیٹ ورک ہوتا ہے۔ وہ اتنے بڑے عہدے کے افسروں کو عام طور پر اپنے نیٹ ورک میں شامل نہیں کرتے کیونکہ اس لیوں کے لوگوں کو انہیں ان کے لیوں کے مطابق بھاری رقمیں دینی پڑتی ہیں اس لئے جب تک انہیں کوئی خاص فائدہ حاصل نہ ہو گا وہ ایسا نہیں کرتے اور اس معاملے میں سیکرٹری سائنس لیوں کا آفیسر ملوث ہو اور پھر اس کے خفیہ اکاؤنٹس میں جس قدر کثیر رقمات جمع ہوئی ہیں اس نے مجھے چونکا دیا ہے۔ چاہے بعد میں معاملہ زیرو ہی ثابت ہو لیکن کم از کم مجھے تسلی تو ہو جائے گی۔“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے اثبات میں سر ہلانے پر عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”جولیا بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی تو بلیک زیر چونک پڑا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لمحے میں کہا۔

”لیں سر“..... دوسری طرف سے جولیا نے موڈبانہ لمحے میں کہا۔

”صفر سے کہو کہ وہ سیکرٹری سائنس شہاب الدین کی مصروفیات کو چیک کر کے رپورٹ دئے“..... عمران نے کہا۔

”کیا سر کوئی کیس شروع ہو گیا ہے“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”ضروری تو نہیں ہوتا کہ کیس شروع ہو تو اس پر کام کیا جائے۔ ہمیں ہر طرح سے باخبر رہنا چاہئے۔ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ سیکرٹری سائنس شہاب الدین کے نہ صرف خفیہ اکاؤنٹس ہیں بلکہ ان اکاؤنٹس میں بھاری رقمات بھی تیزی سے جمع ہوئی ہیں۔“

”لیں سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”آپ نے جان بوجھ کر صدر کو اس کام پر لگایا ہے تاکہ وہ تفریغ کے لئے نہ جاسکیں“..... بلیک زیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جب تک معاملہ نہیں جاتا اس وقت تک تفریغ کیسے ہو سکتی ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”میں آپ کے لئے چائے لے آؤں“..... بلیک زیر نے اٹھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ وہ واقعی اس معاملے میں ذہنی طور پر خاصا الجھ گیا تھا۔ غلام حسین کا اس انداز میں قتل گو عام سی واردات لگتی تھی لیکن عمران کا مشکوک ذہن اس سلسلے میں بھی پوری طرح مطمئن نہیں تھا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیر نے چائے کی پیالی اس کے سامنے رکھی تو فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لمحے میں کہا۔ ”جولیا بول رہی ہوں۔ صدر نے اطلاع دی ہے کہ سیکرٹری سائنس ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لئے ایکریمیا گئے ہوئے ہیں اور ان کی واپسی چار روز بعد ہو گی“..... جولیا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”صدر سے کہو کہ وہ سرکلر روڈ پر واقع گولڈن کلب کے مالک اور جزل مینٹر فرنیک کے فون چیک کرائے اور اس سے ملنے والوں کو بھی چیک کرائے“..... عمران نے سرد لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور چائے کی پیالی اٹھا کر اس نے منہ سے لگا لی۔ تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز آنے لگی تو عمران نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کانگ۔ اور“..... دوسری طرف سے ٹائیگر

کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ علی عمران اشنڈنگ یو۔ اوور“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ مارٹی سے بے حد اہم باتوں کا پتہ چلا ہے اور معاملات چونکہ فوری نوعیت کے ہیں اس لئے میں فرنیک کو انغو اکر کے رانا ہاؤس لا رہا ہوں۔ اوور“..... ٹائیگر نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران اور بلیک زیر و دنوں ہی چونک پڑے۔

”ٹھیک ہے۔ میں بھی وہیں پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل“۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”رانا ہاؤس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں جوزف۔ ٹائیگر ایک آدمی کو ساتھ لے کر رانا ہاؤس پہنچ رہا ہے۔ میں بھی رانا ہاؤس آ رہا ہوں۔ اگر مجھ سے پہلے ٹائیگر پہنچ جائے تو اس آدمی کو بلیک روم میں کرسی پر جکڑ دینا اور ٹائیگر کو وہیں روک لینا“..... عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”جو لیا کی کال آئے تو اشنڈ کر لینا“..... عمران نے رسیور رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

”اس نے یہی رپورٹ دینی ہے کہ فرنیک موجود نہیں ہے اور کیا کہنا ہے اس نے“..... بلیک زیر و نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”اسے کہنا کہ فرنیک کے آفس کا فون چیک کرائے۔ اگر وہ میموری والا فون ہے تو اس کی ریکارڈنگ حاصل کی جائے“۔ عمران نے کہا اور بلیک زیر و کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

نہ ہو سکتے تھے۔ البتہ اس میں سیکورٹی کے آفس کے راستے اور اس کے اندر وہی حصے کا ذکر تھا لیکن اس فائل میں بھی یہی درج تھا کہ دونوں کے درمیان کوئی رابطہ یا راستہ نہیں ہے۔ جیکی علیحدہ کمرے میں سوئی ہوئی تھی جبکہ برائڈ بیٹھا اس فائل میں مسلسل سرکھپارہا تھا کہ اچانک ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجاح اٹھی تو برائڈ نے چونک کر فائل سے سراٹھایا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔ برائڈ بول رہا ہوں“..... برائڈ نے کہا۔

”فرنیک بول رہا ہوں۔ آپ فوراً یہ کوٹھی چھوڑ دیں۔ میرا آدمی روئالڈ آپ کے پاس پہنچ رہا ہے۔ آپ اس کے ساتھ آ جائیں۔ میں ایک اور جگہ آپ کا انتظار کر رہا ہوں“..... فرنیک نے تیز تیز لمحے میں کہا۔

”کیا ہوا ہے“..... برائڈ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”جیسے میں کہہ رہا ہوں دیسے ہی کریں اور فوراً۔ میں فون پر نہیں بتا سکتا“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو برائڈ نے رسیور رکھا اور فائل بند کر کے اسے کوٹ کی اندر وہی جیب میں ڈال کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں جیکی سوئی ہوئی تھی۔

”جیکی۔ جیکی اٹھو۔ ہم نے یہ جگہ فوری چھوڑنی ہے“..... برائڈ نے آگے بڑھ کر اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو جیکی ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

برائڈ اپنی رہائش گاہ کے سنگ روم میں بیٹھا اس فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا جو تقریباً ایک گھنٹہ پہلے فرنیک کا خاص آدمی دے گیا تھا۔ یہ وہ فائل تھی جو سیکرٹری سائنس شہاب الدین نے فرنیک کے ذریعے بھجوائی تھی اور یہ فائل اس لیبارٹری کی تھی جہاں کاموں از جی پر کام ہو رہا تھا اور جس کے لئے برائڈ نے فرنیک کے ذریعے اس کے خفیہ اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالر جمع کرائے تھے لیکن یہ فائل لیبارٹری کے اندر وہی نقشہ، وہاں موجود سائنس دان، ان کے معاونین اور سیکورٹی کے انتظامات کے بارے میں تھی لیکن اصل بات اس میں موجود نہ تھی۔ اس لیبارٹری میں آنے جانے کا راستہ نہ دکھایا گیا تھا اور برائڈ ایک گھنٹے سے بار بار یہ فائل پڑھ رہا تھا تاکہ شاید کہیں راستے کے بارے میں کوئی اشارہ مل جائے کیونکہ بغیر راستے کا علم ہوئے وہ اس لیبارٹری میں داخل

”کیا ہوا ہے“..... جیکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
”جلدی کرو۔ ہم نے یہ جگہ فوری چھوڑنی ہے۔ تفصیل بعد میں  
معلوم ہو گی۔ جلدی اخho۔ تیار ہو جاؤ“..... برائڈ نے کہا اور اس  
کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا یہردنی صحن میں آ گیا  
جہاں ملازم فریڈ موجود تھا۔

”سنوفریڈ۔ تمہارے چیف فرینیک کا فون آیا ہے۔ ہم نے یہ  
جگہ فوری چھوڑنی ہے۔ وہ اپنے آدمی روئالڈ کو بھیج رہا ہے جس کے  
ساتھ ہم نے جانا ہے اس لئے روئالڈ جیسے ہی آئے تم نے ہمیں  
اطلاع دینی ہے“..... برائڈ نے فریڈ سے کہا۔

”میں سر“..... فریڈ نے جواب دیا اور برائڈ واپس اندر وی  
کمرے میں آ گیا۔ اسی لمحے جیکی بھی کمرے میں آ گئی۔

”کیا ہوا ہے۔ کیا یہاں کوئی ریڈ ہونے والا ہے“..... جیکی نے  
کہا تو برائڈ نے فرینیک کے فون آنے اور پھر اس سے ہونے والی  
بات چیت سے اسے آگاہ کر دیا اور پھر اس سے پہلے کہ جیکی  
جواب دیتی فریڈ اندر داخل ہوا اور اس نے روئالڈ کے آنے کی  
اطلاع دی تو وہ دونوں اپنا ضروری سامان اٹھا کر باہر آ گئے اور  
تحوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھے مختلف سرکوں سے گزرتے چلے جا  
رہے تھے۔ دونوں کے چہروں پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے  
کیونکہ اتنی بات وہ بہر حال سمجھتے تھے کہ فرینیک کا انہیں اس طرح  
رہائش گاہ سے شفت کرنا اور فون پر تفصیلات نہ بتانے کا مطلب

یہی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی بڑے خطرے سے دوچار ہو چکے ہیں لیکن  
کس خطرے سے یہی بات ان کے لئے الجھن کا باعث بنی ہوئی  
تھی لیکن ظاہر ہے یہ الجھن فرنیک ہی دور کر سکتا تھا۔ مختلف سرکوں  
سے گزرنے کے بعد وہ ایک رہائش کاalonی میں داخل ہوئے اور پھر  
ایک پھانک کے سامنے جا کر کار رک گئی۔ ڈرائیور نے تین بار  
مخصوص انداز میں ہارن بجا یا تو پھانک کھل گیا اور ڈرائیور کار اندر  
لے گیا۔ وسیع پورچ میں ایک کار پہلے سے موجود تھی جبکہ برآمدے  
میں دو مسلح آدمی کھڑے تھے۔ کار رکتے ہی مسلح افراد میں سے ایک  
آدمی تیزی سے مڑا اور اندر چلا گیا۔ برائڈ اور جیکی ابھی کار سے  
اترے ہی تھے کہ برآمدے میں فرینیک نظر آیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا  
ہوا برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر ان کی طرف بڑھا۔

”آئیے میرے ساتھ“..... فرینیک نے ان دونوں کے ساتھ  
مصافحہ کرنے کے بعد کہا اور واپس مڑ گیا۔

”تم بہت پراسرار بن رہے ہو“..... برائڈ نے کہا۔

”بات ہی ایسی ہے جناب“..... فرینیک نے مڑے بغیر کہا اور  
پھر وہ ایک اندر وی کمرے میں بیٹھ گئے۔

”بیٹھیں۔ میں اب آپ کو تفصیل بتاتا ہوں“..... فرینیک نے  
کہا تو وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ان کے چہروں پر الجھن کے  
ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔

”آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تو جانتے ہوں گے۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فرنیک نے کہا تو برائڈ اور جیکی دنوں اچھل پڑے۔  
”ہاں کیوں۔ کیا مطلب“ ..... برائڈ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایک آدمی ہے علی عمران جو بظاہر ایک سیدھا سادا، احمق اور مسخرہ سا نوجوان ہے لیکن وہ دنیا کا سب سے خطرناک ایجنت سمجھا جاتا ہے۔ اس کا ایک شاگرد ہے جس کا نام ٹائیگر ہے۔ وہ اندر ولڈ میں اعلیٰ پیانے پر کام کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ٹائیگر، عمران کے مفادات کے لئے کام کرتا ہے اور اندر ولڈ سے اسے جب بھی کوئی ایسی معلومات ملتی ہیں جو عمران کے لئے کام کی ہوں تو وہ یہ معلومات اسے پہنچا دیتا ہے۔ میں اپنے خصوصی آفس میں موجود تھا کہ مجھے اطلاع ملنی کے ٹائیگر میرے استینٹ مارٹی سے بات چیت کر رہا ہے۔ میں اپنے کلب کے ہر آفس میں خفیہ آلات نصب کرائے ہوئے ہیں۔ میں نے مارٹی کے آفس کو چیک کیا تو معلوم ہوا کہ مارٹی اور ٹائیگر دنوں میرے بارے میں بات کر رہے ہیں اور مارٹی اسے سیکرٹری شہاب الدین اور آپ دنوں کے بارے میں بتا رہا ہے تو میں چونک پڑا۔ میں نے اپنے ایک اور استینٹ کوفون کر کے کال کیا اور کہا کہ وہ ٹائیگر کی نگرانی کرے اور جب وہ کلب سے باہر کچھ بتایا تو میں نے اپنے آدمیوں کو ٹائیگر کے بارے میں معلومات

چاہتا تھا کہ اسے کلب کے اندر ہلاک کیا جائے۔ میرے استینٹ کے جاتے ہی ٹائیگر اندر ونی خفیہ راستے سے میرے آفس میں اچاک پہنچ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ میں سنھلتا اس نے میرے سر پر چوتھ ماری اور میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں یہاں اپنی اس خفیہ کوٹھی میں موجود تھا اور میرا استینٹ سار جر بھی یہاں موجود تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ ٹائیگر کی نگرانی کرنے کے لئے عقیقی راستے سے باہر نکلا ہی تھا کہ اس نے ٹائیگر کو مجھے بے ہوشی کے عالم میں کندھوں پر اٹھائے باہر آتے اور مجھے کار کی عقیقی سیٹوں کے درمیان ڈالتے اور پھر خود کار کی ڈرائیورنگ سیٹ پر بیٹھتے دیکھ لیا۔ پھر وہ اپنی کار کی طرف بھاگا جو باہر ایک طرف موجود تھی۔ پھر اس نے ٹائیگر کا تعاقب کیا۔ ٹائیگر نے راستے میں اپنی کار ایک بندگلی میں موڑ دی تو اس نے اپنی کار ایک سائیڈ پر روک دی اور نیچے اتر کر وہ گلی میں داخل ہوا تو اس نے ٹائیگر کو ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کرتے ہوئے دیکھا۔ سار جر چھپتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ ٹائیگر اس دوران ٹرانسمیٹر آف کر کے گاڑی کو دوبارہ شارت کرنے میں مصروف تھا کہ سار جرنے اسے مشین پسل سے گولی مار دی اور عقیقی سیٹوں کے درمیان سے اس نے مجھے باہر کھینچا اور کاندھے پر ڈال کر گلی سے نکل کر اپنی کار میں مجھے ڈالا اور پھر وہ سیدھا مجھے یہاں لے آیا اور اس نے مجھے ہوش دلایا اور پھر سب کچھ بتایا تو میں نے اپنے آدمیوں کو ٹائیگر کے بارے میں معلومات

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

حاصل کرنے کے لئے کہا۔ پھر انہوں نے مجھے رپورٹ دی کہ ٹائیگر ہلاک ہو گیا ہے اور پولیس اس کی لاش لے کر ہسپتال گئی ہے لیکن چونکہ سارجر نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کی ہے اس لئے میں سمجھ گیا کہ اس نے عمران کو کیا رپورٹ دی ہو گی اس لئے میں نے آپ دونوں کو وہاں سے یہاں شفت کرایا۔ میرے استینٹ مارٹی کو میرے خاص آدمیوں نے ہلاک کر دیا ہے۔ اب آپ لوگ یہاں ہر طرح سے محفوظ ہیں۔ البتہ اب آپ کو میک اپ میں رہنا ہو گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مارٹی نے ٹائیگر کو آپ دونوں کے حلیئے بھی بتا دیئے ہوں۔ البتہ میں فوری طور پر ایکریمیا جا رہا ہوں ورنہ عمران مجھے گلے سے دبوچ لے گا۔ ایز پورٹ پر چارڑی جہاز موجود ہے اور میں صرف آپ کے لئے رکا ہوا تھا۔ اب میں اس وقت واپس آؤں گا جب آپ اپنا کام کر کے ایکریمیا پہنچ جائیں گے۔ میری جگہ سارجر یہاں کام کرے گا اور آپ کے بارے میں اسے میں نے تفصیلی ہدایات دے دی ہیں۔

”یہ عمران کہاں رہتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے۔“..... برائٹ نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ وہ کنگ روڈ کے ایک عام سے فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔ فلیٹ کا نمبر دو سو ہے لیکن اس سے مکرانے سے پہلے آپ اپنے چیف سے بات کر لیں۔ ویسے آپ کو

بظاہر اس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کوٹھی سے آپ باہر آچکے ہیں جس کے بارے میں مارٹی جانتا تھا اور پھر آپ نے کوئی ایسا کام بھی نہیں کیا جس سے آپ پر براہ راست شک پڑتا ہوا اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ اپنا مشن مکمل کریں۔“..... فرنیک نے کہا۔ ”ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو۔ ہم خود ہی سب سے نہت لیں گے۔“..... برائٹ نے کہا تو فرنیک اٹھا اور اس نے دونوں کو سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔

”یہ اچانک تبدیلی کیسے آ گئی۔ یہ ٹائیگر کہاں سے ٹپک پڑا۔“..... فرنیک کے جانے کے بعد جیکی نے الجھے ہوئے الجھے میں کہا۔ ”کوئی نہ کوئی چکر بہر حال چلا ہے۔ اب ہم نے سوچنا ہے کہ ان حالات میں کیا کرنا چاہئے۔“..... برائٹ نے کہا۔

”بہتر ہے چیف سے بات کرو۔“..... جیکی نے کہا۔ ”نہیں۔ ابھی ہم نے مشن کے سلسلے میں کوئی اہم قدم نہیں اٹھایا جبکہ اب تک ہمیں مشن مکمل کر لینا چاہئے تھا۔ چیف نے ہمارا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ اسے اطمینان ہے کہ ہم ہر قسم کے حالات میں مشن مکمل کر لیں گے۔ اب اگر انہیں کال کیا تو ان کا اطمینان ختم ہو جائے گا۔“..... برائٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر مشن مکمل کرنے کے بارے میں سوچو۔“..... جیکی نے کہا۔

”فال میرے پاس موجود ہے اور میں نے اسے پڑھ لیا ہے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اس میں باہر سے راستہ نہیں دکھایا گیا اس لئے اب آخری حل یہی رہ گیا ہے کہ ہم رو جر کی مدد سے اس سیکورٹی زون میں داخل ہو جائیں۔ ایکریمیا کا اہم ترین آلهہ ڈبل الیس بھی وہیں موجود ہے۔ آلهہ حاصل کر کے ہم نے لیبارٹری میں جانا ہے تاکہ وہاں کے تمام خفاظتی اقدامات ختم کئے جاسکیں اور مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر سلامت بہر حال کوئی نہ کوئی راستہ جانتا ہو گا،..... برائڈ نے کہا تو جیکی نے اس کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران رانا ہاؤس پہنچ گیا تھا لیکن ابھی تک ٹائیگر وہاں نہ پہنچا تھا۔ عمران کچھ دیر تو اس کا انتظار کرتا رہا اور پھر اس نے جوزف سے ٹرانسپلر منگوا کر اس پر ٹائیگر کی فریکنی ایڈ جسٹ کی اور اسے کال کرنا شروع کر دیا لیکن مسلسل کال دینے کے باوجود جب ٹائیگر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو عمران کے بے اختیار ہونٹ پہنچ گئے۔ اسے سمجھنہ آ رہی تھی کہ یکخت ٹائیگر کو کیا ہوا ہے لیکن ظاہر ہے سوائے انتظار کے وہ اور کیا کر سکتا تھا۔ وہ خاموش بیٹھا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے الجھے ہوئے الجھے میں کہا۔

”ایکسٹو“..... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

”اوہ تم۔ میں سمجھا کہ نائیگر کی کال ہو گی۔ وہ ابھی تک یہاں نہیں پہنچا۔“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ نائیگر ہسپتال میں ہے اور اس کی حالت غاصی خراب ہے۔ اسے چار گولیاں لگی ہیں۔ اس کا آپریشن ہو رہا ہے۔“..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اس باراپنے اصل لمحے میں کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ سب کیسے ہوا۔ کس نے تمہیں اطلاع دی ہے۔“..... عمران نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”جو لیا کے حکم پر صدر گولڈن کلب پہنچا تو وہاں سے اسے معلوم ہوا کہ فرنیک کو اس کے خصوصی آفس سے انغو اکر لیا گیا ہے تو وہ واپس آنے لگا۔ ایک گلی کے سامنے بہت سے لوگوں کی بھیڑ موجود تھی۔ پولیس بھی وہاں موجود تھی۔ صدر نے دیسے ہی رک کر پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ اس گلی میں کوئی کار موجود ہے جس کے ڈرائیور کو گولیاں ماری گئی ہیں اور ڈرائیور ہلاک ہو گیا ہے اور پولیس اس کی لاش ہسپتال لے گئی ہے۔ صدر آگے بڑھنے لگا تھا کہ اسے گلی میں کار نظر آگئی۔ وہ نائیگر کی کار کو پہچانتا تھا اس لئے وہ کار روک کر نیچے اترنا اور گلی کے اندر گیا۔ جب اس کی تسلی ہو گئی کہ کار واقعی نائیگر کی ہے اور نائیگر کو پولیس ہسپتال لے گئی ہے تو وہ فوراً ہسپتال پہنچا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ نائیگر ہلاک نہیں ہوا بلکہ شدید زخمی ہے اور اس کا آپریشن ہو رہا ہے تو اس نے دیسے سے مجھے کال کر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کے تفصیل بتائی تو میں نے پیش ہسپتال کے ڈاکٹر صدیقی سے کہا کہ وہ اپنی نیم لے کر ٹھی ہسپتال پہنچ جائے اور فوراً جا کر نائیگر کا آپریشن کرے اور جب اس کی حالت سنبل جائے تو اسے پیش ہسپتال میں شفت کر لے اور صدر کو میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ موقع پر جا کر حملہ آوروں کے بارے میں معلومات اکٹھی کرے اور یہ بھی معلوم کرے کہ نائیگر جس آدمی کو اپنے ساتھ لے جا رہا تھا وہ کہاں ہے اور اب آپ کو اطلاع دے رہا ہوں،“..... بلیک زیرو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تم نائیگر کا خیال رکھو۔ میں خود وہاں موقع پر جا رہا ہوں،“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اس نے جوانا کو بلا کر اسے کار نکالنے کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوانا کی کار میں بیٹھا سرکلر روڈ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ نائیگر نے کال کر کے بتایا تھا کہ وہ فرنیک کو بے ہوش کر کے لا رہا ہے جبکہ اب نائیگر کے بارے میں یہ رپورٹ ملی تھی اور فرنیک کے بارے میں کوئی اطلاع نہ تھی۔ بہر حال اتنی بات وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کارروائی فرنیک کے آدمیوں کی ہی ہو سکتی ہے۔ وہ اپنی طرف سے نائیگر کو ہلاک کر کے فرنیک کو واپس لے اڑے تھے اس لئے اس نے صدر پر انحصار نہ کیا تھا بلکہ جوانا کو ساتھ لے کر وہ خود وہاں جا رہا تھا۔

”ماستر۔ ہوا کیا ہے۔“..... اچانک جوانا نے پوچھا تو عمران نے

اسے مختصر طور پر بتا دیا۔  
”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کام فرنیک کے آدمیوں نے کیا  
ہے۔“..... جوانا نے کہا۔

”ہاں۔ اور اب ہم نے اس سلسلے میں معلومات حاصل کرنی ہیں  
کہ فرنیک کہاں ہے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو کیا اب ہم نے گولڈن کلب جانا ہے۔“..... جوانا نے پوچھا۔

”ہاں۔“..... عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور  
پھر تھوڑی دیر بعد وہ دو منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ گئے جس پر  
گولڈن کلب کا جہازی سائز بورڈ تھا۔ عمران کے کہنے پر جوانا نے  
کار کپاؤنڈ میں موڑ دی اور پھر اسے پارکنگ میں لے جا کر روک  
دیا۔ وہ دونوں نیچے اتر رہے تھے کہ پارکنگ بوانے دوڑتا ہوا ان کی  
طرف آیا۔ اس نے ایک ٹوکن جوانا کی طرف بڑھا دیا کیونکہ اس  
نے جوانا کو ہی ڈرائیونگ سیٹ سے نیچے اترتے دیکھا تھا۔

”یہاں مارٹی ہوتا ہے۔ کیا وہ اس وقت کلب میں ہے۔“..... عمران  
نے پارکنگ بوانے سے پوچھا۔

”مارٹی صاحب تو ہلاک کر دیے گئے ہیں جناب۔“..... پارکنگ  
بوانے نے چونک کر کہا۔

”کب۔“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”تھوڑی دیر پہلے انہیں کلب کی عقبی گلی میں کسی نے گولی مار کر  
ہلاک کر دیا ہے۔ ان کی لاش پولیس لے گئی ہے۔“..... پارکنگ

بوانے نے جواب دیا اور پھر وہ ایک نئی آنے والی کار کی طرف  
بڑھ گیا۔

”یہ مارٹی کون تھا ماسٹر۔“..... جوانا نے پوچھا۔

”یہ ٹائیگر کا دوست تھا اور اس سے ہی ٹائیگر نے فرنیک کے  
بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ اس کی اس طرح ہلاکت کا  
مطلوب ہوا کہ باقاعدہ منظم انداز میں کام کیا گیا ہے۔“..... عمران  
نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے میں گیٹ کی طرف بڑھتا  
چلا گیا۔ جوانا اس کے پیچھے تھا۔ کلب کا ہال بھرا ہوا تھا لیکن یہاں  
موجود افراد کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہی تھا۔ ایک طرف بڑا سا  
کاؤنٹر تھا جس کے ساتھ ہی سیٹھیاں دوسری منزل کی طرف جا رہی  
تھیں۔ سیٹھیوں کے ساتھ ہی ایک لفت تھی جس پر پیشہ کا لفظ لکھا  
ہوا تھا۔ کاؤنٹر پر تین افراد موجود تھے جن میں سے دو ویژز کو سروں  
دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے  
سامنے فون رکھا ہوا تھا اور اس کی نگاہیں عمران اور جوانا پر جمی ہوئی  
تھیں۔ جوانا کو دیکھ کر ہال میں موجود تقریباً تمام افراد چونک پڑے  
تھے لیکن جوانا، عمران کے پیچھے چلتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھا چلا جا  
رہا تھا۔ ان کے کاؤنٹر کے قریب پہنچنے پر سٹول پر بیٹھا ہوا نوجوان  
اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”لیں سر۔ حکم سر۔“..... اس نوجوان نے بڑے موڈبانہ لمحے میں  
کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”فرنیک کہاں بیٹھتا ہے“..... عمران نے سرد لبجے میں کہا۔  
”وہ تو آج ہی ایکریمیا گئے ہیں جناب اور ان کی واپسی تقریباً  
ایک ماہ بعد ہو گی۔ وہ بنس ٹور پر گئے ہیں“..... نوجوان نے  
جواب دیا تو عمران اس کے لبجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ بچ بول رہا  
ہے۔

”کس فلاٹ سے گیا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”جناب۔ چیف ہمیشہ چارڑی طیارے پر جاتے ہیں“..... اس  
نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا کیا نام ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”میرا نام جمی ہے جناب اور میں آپ کو جانتا ہوں جناب۔  
آپ نائیگر کے استاد ہیں اور نائیگر کے بارے میں مجھے افسوسناک  
خبر ملی ہے“..... جمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فرنیک کی عدم موجودگی میں کون انچارج ہے“..... عمران نے  
پوچھا۔

”سارجر جناب“..... جمی نے اسی طرح موبدانہ لبجے میں جواب  
دیتے ہوئے کہا۔

”کہاں بیٹھتا ہے وہ“..... عمران نے پوچھا۔

”دوسری منزل پر جناب۔ اس کا آفس وہاں ہے۔ کیا میں  
انہیں آپ کی آمد کی اطلاع دے دوں“..... جمی نے کہا۔

”ہاں۔ میں اس سے مانا چاہتا ہوں“..... عمران نے کہا تو جمی

نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی  
نمبر پر لیں کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے جمی بول رہا ہوں جناب۔ نائیگر کے استاد جناب  
علی عمران صاحب اپنے ایک ساتھی کے ساتھ یہاں موجود ہیں اور  
وہ آپ سے ملاقات چاہتے ہیں جناب“..... جمی نے بڑے موبدانہ  
لبجے میں کہا۔

”جی۔ میں سر“..... جمی نے دوسری طرف سے بات سننے کے  
بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

”تم نے یہ خصوصی طور پر نائیگر کا حوالہ کیوں دیا ہے“..... عمران  
کا لبجہ یکخت سرد ہو گیا۔

”نائیگر کو سب جانتے ہیں جناب۔ اگر میں ان کا حوالہ نہ دیتا  
تو شاید وہ ملاقات سے ہی انکار کر دیتے“..... جمی نے جواب دیا۔

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ نائیگر کے ساتھ کیا ہوا ہے“..... عمران  
نے کہا۔

”میں سر۔ میں نے سنا ہے کہ انہیں یہاں سے قریب ہی کسی  
بندگی میں گولیاں ماری گئی ہیں“..... جمی نے جواب دیتے ہوئے  
کہا۔

”کیا تم بتاسکتے ہو کہ ایسا کس نے کیا ہے“..... عمران نے کہا۔  
”نہیں جناب۔ مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے“..... جمی نے نظریں  
چراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہوئے کہا لیکن اس کی مکراہٹ میں بھی شیطانیت نمایاں تھی۔ پھر ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے کے بعد عمران اور جوانا میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”کیا میں ایک فون کر سکتا ہوں؟“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ یہ سر“..... سارجر نے کہا اور فون اٹھا کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔ ”پیشل ہسپتال“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر صدیقی سے بات کرائیں“۔ عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں جناب“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ سارجر خاموش بیٹھا یہ بات چیت سن رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔

”ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں عمران صاحب“..... چند لمحوں بعد ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر کی کیا پوزیشن ہے ڈاکٹر صاحب“..... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا سارجر اس بار چونک پڑا۔ اس کے ہونٹ بھیج گئے تھے اور چہرے پر سختی کے تاثرات کچھ مزید پھیل گئے تھے۔

”وہ اب خطرے سے باہر ہے عمران صاحب۔ البتہ اگر چیف

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اوکے۔ صحیک ہے“..... عمران نے کہا اور سیر جیوں کی طرف بڑھ گیا۔ دوسری منزل پر دو آفس تھے جن میں سے ایک کے سامنے مارٹی کے نام کی پلیٹ تھی۔ اس کا دروازہ بند تھا اور اس کے سامنے کوئی دربان نہ تھا جبکہ دوسرے دروازے کے ساتھ پلیٹ پر سارجر کا نام درج تھا اور اس دروازے کے سامنے ایک مسلح دربان موجود تھا۔

”ہمیں جنمی نے بھیجا ہے“..... عمران نے دربان کے قریب جا کر کہا۔

”لیں سر۔ تشریف لے جائیں“..... دربان نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے دروازے کو دبایا اور اسے کھول دیا۔ عمران اور اس کے پیچھے جوانا اندر داخل ہوئے تو بڑی سی آفس نیبل کے پیچھے بیٹھا ہوا ایک گینڈے کے سے جسم کا مالک آدمی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر خباثت کسی پرت کی طرح چڑھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ تنگ پیشانی، چھوٹی چھوٹی چمکدار آنکھیں اور کسی ہتھوڑے کی طرح آگے کی طرف اٹھی ہوئی ٹھوڑی بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی شیطان صفت، عیار، مکار اور سفاک مزاج آدمی ہے۔

”میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرا ساتھی ہے ماشر جوانا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص لبجھ میں کہا۔

”میرا نام سارجر ہے جناب“..... اس آدمی نے بھی مسکراتے

”اوکے۔ اب یہ بتا دو کہ فرینیک کے سیکرٹری سائنس شہاب الدین سے کیا تعلقات ہیں؟“..... عمران نے کہا تو سارجر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ عمران نے فوراً ہی بھانپ لیا کہ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات مصنوعی نہ تھے۔

”کون شہاب الدین۔ میں نے تو کبھی کسی ایسے شخص کو چیف سے ملتے ہوئے نہیں دیکھا“..... سارجر نے جواب دیا۔

”ہو سکتا ہے کہ یہ ملاقات کسی اور جگہ ہوتی ہو“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہے“..... سارجر نے جواب دیا۔ ”جبکہ مارٹی کو سب کچھ معلوم تھا اور اسی لئے تم نے مارٹی کو راستے سے ہٹا دیا ہے“..... عمران نے کہا۔

”یہ سب بکواس ہے اور سنو۔ بہت ہو چکا۔ میں تمہارا ملازم نہیں ہوں کہ اس طرح بیخا تمہارے سوالوں کے جواب دیتا رہوں۔ جاؤ اب میرے پاس مزید وقت نہیں ہے“..... سارجر نے یکخت غصیلے لبجے میں چیختنے ہوئے کہا۔

”جوانا“..... عمران نے ساتھ پیشہ ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں ماشر“..... جوانا نے چونک کر پوچھا۔ البتہ اس کا ہاتھ بجل کی تیزی سے اپنی جیب کی طرف بڑھ گیا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

مجھے فون کر کے میں ہسپتال نہ بھجواتے تو شاید اس کا نقج جانا ناممکن ہو جاتا۔ میں نے اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں جا کر اس کا آپریشن کیا اور پھر اسے خصوصی ایمبولینس میں یہاں لے آیا۔ بہر حال مبارک ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نقج گیا ہے۔ البتہ اس بارے سے کم از کم پندرہ دن ہسپتال میں رہنا پڑے گا“..... ڈاکٹر صدیقی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تحینک یو ڈاکٹر“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”تم نے سن لیا ہو گا سارجر کے جسے تم نے گلی میں گولیاں مار کر ہلاک کرا دیا تھا وہ زندہ نقج گیا ہے اور خطرے سے باہر ہے“۔ عمران نے سارجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میرا ٹائیگر سے صرف رسمی طور پر ہی تعلق ہے۔ کیا ہوا ہے ٹائیگر کو“..... سارجر نے کہا لیکن عمران اس کے لبجے سے ہی سمجھ گیا کہ اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھال کر یہ بات بنائی ہے۔

”ہم نے فرینیک سے ملنا تھا لیکن ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ کسی چارڑی طیارے سے ایکریمیا چلا گیا ہے۔ کیا تم فرینیک کے ایکریمیا میں رابطہ نمبر اور اس کی رہائش گاہ کے بارے میں بتاؤ گے“۔ عمران نے کہا۔

”وہ ہمیشہ ملک سے باہر جانے کے بعد پیچھے کوئی رابطہ نہیں رکھتے“..... سارجر نے جواب دیا۔

”اس آدمی نے ٹائیگر پر قاتلانہ حملہ کرایا ہے اور مارٹی کو بھی ہلاک کرایا ہے۔ اسے کیا سزا ملنی چاہئے“..... عمران نے بڑے سادہ سے لبجے میں کہا۔

”یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ۔“ سارجر نے یکختن چینتھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کھلی ہوئی دراز میں سے مشین پسلل اٹھایا ہی تھا کہ جوانا کے ہاتھ میں موجود مشین پسلل نے ترترہاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی شعلے اگل دیئے اور سارجر چینتا ہوا پہلے کرسی سمیت پیچھے کی طرف ہوا پھر ایک زور دار جھٹکا کھا کر وہ منہ کے بل سامنے میز سے نکرا یا اور پھر اس کا جسم گھوم کر کرسی سمیت سائیڈ پر جا گرا۔

”باہر موجود دربان کو بھی اندر بلا کر ختم کر دو۔“..... عمران نے کہا تو جوانا بھلی کی سی تیزی سے دوڑ کر دروازے کی طرف چلا گیا۔ دروازہ کھول کر اس نے دربان کو اندر آنے کا اشارہ کیا تو دربان جو ساؤنڈ پروف کمرے کی وجہ سے باہر اطمینان سے کھڑا تھا یہ سمجھ کر اندر آ گیا کہ سارجر نے اسے بلا یا ہو گا لیکن اندر آتے ہی وہ چونک کر آ گے بڑھا ہی تھا کیونکہ سارجر اسے میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا دکھائی نہ دے رہا تھا کہ جوانا نے ایک بار پھر مشین پسلل کا ٹریکردا بادیا اور بحیم شہیم دربان جو شکل و صورت اور انداز سے ہی چھٹا ہوا غنڈہ دکھائی دے رہا تھا چینتا ہوا نیچے گرا اور چند لمبے تڑپے کے بعد ساکت ہو گیا۔

”آواب نکل چلیں۔ مجھے یقین ہے کہ جمی ہمارے بارے میں زبان نہیں کھولے گا۔“..... عمران نے کہا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے جوانا بھی تھا اور چند لمحوں بعد وہ کلب سے باہر آ گئے تھے۔ جمی کاؤنٹر پر موجود تھا لیکن وہ فون پر کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھا اس لئے اس نے عمران اور جوانا کی طرف توجہ ہی نہ کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران واپس رانا ہاؤس پہنچ گیا تھا۔ اس نے کمرے میں آ کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز میں کہا گیا۔

”علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ گولڈن کلب کا فرنیک چارڑہ طیارے کے ذریعے ایکریمیا فرار ہو گیا ہے۔ آپ اپنی ٹیم کے ذمے لگا دیں کہ وہ ایئر پورٹ سے اس چارڑہ طیارے کی تفصیلات معلوم کر کے آپ کو رپورٹ دیں اور آپ ایکریمیا میں اپنے ایجنٹ کو کہہ دیں کہ وہ اس فرنیک کو قابو میں کر کے اس سے نیکرڑی سائنس شہاب الدین کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کر کے آپ کو فوری رپورٹ کرئے۔“..... عمران نے کہا۔ اس نے یہ انداز اس لئے اپنایا تھا کہ اسے یقین تھا کہ جوانا باہر موجود ہو گا۔

”مجھے ہدایات مت دیا کرو ورنہ کسی روز کچھرے کے ڈھیر پر پڑے نظر آؤ گے۔ میں پہلے ہی یہ کام کر چکا ہوں اور ٹائیگر سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بھی میری بات ہو گئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ فرنیک ہی سیکرٹری سائنس کے اکاؤنٹس میں بھاری رقمات جمع کرتا تھا اور سیکرٹری سائنس کلب میں نہیں آتا تھا بلکہ شہر کے مضافات میں فلاور فوم نامی ایک فیکٹری ہے جس کا مالک سیکرٹری سائنس کا حقیقی بھائی ریاض الدین ہے۔ سیکرٹری سائنس تمام ملاقاتیں اس فیکٹری کے خفیہ آفس میں کرتا تھا اور مارٹی نے یہ بھی بتایا ہے کہ ایکریمیا سے ایک نوجوان جوڑا آیا ہوا ہے۔ ان کی ملاقات بھی سیکرٹری سائنس سے اس فیکٹری میں ہی کرائی گئی ہے۔ مرد کا نام برائڈ اور عورت کا نام جیکی ہے اور فرنیک نے انہیں کاشکا کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ دی ہوئی ہے۔ وہ دونوں وہیں رہ رہے ہیں۔ چیف نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر آپ نے کیا کیا ہے جناب“..... عمران نے پوچھا۔

”سیکرٹری سائنس سے تم نہ ل تو۔ باقی سے ہم نہ لیں گے۔“

دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ البتہ عمران کا خیال غلط تھا۔ کمرے کے باہر جوانا کی بجائے جوزف موجود تھا۔

”ٹائیگر ہسپتال میں ہے باس۔ جوانا بتا رہا تھا“..... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا ہے۔ وہ نجع گیا ہے۔“

عمران نے کہا اور اس طرف کو بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار کا رخ دانش منزل کی طرف تھا کیونکہ بلیک زیرو نے گفتگو کے آخر میں جو کچھ کہا تھا اس کا مطلب یہی تھا کہ اسے عمران کے ساتھ کسی بات پر ڈسکشن کی ضرورت ہے اس لئے عمران دانش منزل جا رہا تھا۔ ویسے سیکرٹری سائنس کے سلسلے میں اس کے ذہن میں جو خدشات تھے وہ اب ایک لحاظ سے پورے ہوتے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کوئی کچھڑی اس سیکرٹری سائنس کے ذریعے پک رہی ہے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

برائڈ اور جنکی دونوں اقوام متحده کی مخصوص عمارت کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میجر روجر ان کے لئے خصوصی کارڈ بنانے کے لئے گیا ہوا تھا تاکہ وہ کاکاش کے علاقے میں بغیر کسی رکاوٹ کے گھوم سکیں۔ یہاں کافی تعداد میں گروپ تھے جن کا کام اپنے اپنے مخصوص علاقوں میں گھومنا پھرنا اور اس بارت کا پتہ چلانا تھا کہ ان کے علاقے میں کہیں پوسٹ کی کاشت تو نہیں ہو رہی کیونکہ یہ خاص پہاڑی علاقہ تھا اور اس پہاڑی علاقے میں بے شمار ایسی چھوٹی بڑی آبادیاں تھیں جہاں تک سوائے ان علاقوں کے رہنے والوں کے اور کوئی نہ پہنچ سکتا تھا اس لئے ان دادیوں میں خفیہ طور پر پوسٹ کاشت کی جاتی تھی اور اسی لئے اقوام متحده نے یہاں باقاعدہ آفس بنایا ہوا تھا تاکہ یہاں پوسٹ کی کاشت کا خاتمه کیا جاسکے۔ جس طرح دنیا بھر میں نشیات کے خلاف کام ہو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

رہا تھا اسی طرح پوسٹ سے نشیات بنانے سے روکنے کا کام اس علاقے میں بھی ہو رہا تھا۔ پوسٹ نشیات کا بنیادی خام مال تھا اور پوسٹ کے بغیر نشیات کسی صورت تیار ہی نہ ہو سکتی تھی اس لئے پوسٹ کی کاشت کی ہر لحاظ سے حوصلہ شکنی کی جاتی تھی۔ پوسٹ کاشت کرنے والوں کو اقوام متحده کی طرف سے بھاری معاوضہ دیئے جاتے تھے تاکہ وہ پوسٹ کی کاشت سے باز رہ سکیں۔ اس کے باوجود جو پوسٹ کاشت کرتا تھا اگر وہ چیک کر لیا جاتا تو اس نہ صرف سزادی جاتی تھی بلکہ پوسٹ کی فصل کو بھی تلف کر دیا جاتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد میجر روجر واپس آ گیا تو اس کے ہاتھ میں دو کارڈ موجود تھے۔

”یہ لجھئے کارڈ“..... میجر روجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک ایک کارڈ ان دونوں کی طرف بڑھا دیا۔ ”میجر روجر۔ ہم تمہارے ساتھ جائیں گے تو سہی لیکن ہم فوری واپس تو نہیں آ سکتے۔ اس سلسلے میں اگر کسی نے پوچھا تو پھر“۔ برائڈ نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ یہاں ہمارے گروپ کے لوگوں کی سرداروں کی طرف سے دعویٰ ہوتی رہتی ہیں اور ایسی دعویٰں صرف ہماری ہی نہیں تمام گروپس کی ہوتی ہیں کیونکہ پوسٹ انتہائی منافع بخش فصل ہے۔ اس فصل سے جتنا منافع ہوتا ہے اقوام متحده سے ملنے والا معاوضہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوتا اس لئے پوسٹ کی

فصل بھی کاشت اور برداشت ہوتی رہتی ہے اور ساتھ ہی معاوضہ بھی وصول کر لیا جاتا ہے اور اس منافع یا معاوضہ میں سے ہی ہماری دعوییں بھی ہوتی رہتی ہیں اور ہمیں نقد رقومات بھی ملتی رہتی ہیں۔ ہیڈکوارٹر اور پریمی رپورٹ دیتا ہے کہ اقوام متحده کے دستے مقامی لوگوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے پر مجبور ہیں۔ آپ دونوں نئے ہیں اس لئے سردار سلطان خان نے جو اس علاقے کا بڑا سردار ہے آپ کی دعوت کی ہے اور آپ سردار سلطان خان کے مہمان بن گئے ہیں اور یہ مہمان نوازی کئی روز تک بھی ہو سکتی ہے۔ میجر روجر نے جواب دیا تو برائڈ اور جیکی دنوں کے س्टے ہوئے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔

”ویری گذ۔ اور خاصہ داروں کا کیا ہو گا؟“..... برائڈ نے پوچھا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ خاصہ داران جس وقت اس مخصوص پہاڑی پر موجود نہیں ہوتے جہاں سے سیکورٹی زون کا راستہ جاتا۔ آپ کو اس وقت وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ اس طرح واپسی پر بھی آپ مجھ سے ٹرانسپرر پر رابطہ کریں گے تو آپ کو مخصوص وقت میں وہاں سے پک کر لیا جائے گا۔“..... میجر روجر نے کہا تو برائڈ اور جیکی دنوں نے مطمئن ہو کر اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ کافی دیر تک بیٹھے شراب پیتے رہے۔ پھر میجر روجر نے گھڑی دیکھی اور انہیں لے کر وہ اس گیراج میں آ گیا جہاں ان کی مخصوص جیپیں موجود تھیں۔ دو سیاہ رنگ کے تھیلے بھی جیپوں میں رکھ دیئے گئے اور

پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ان دونوں کو ان تھیلوں سمیت اس مخصوص پہاڑی کے قریب اتار دیا گیا جہاں سے سیکورٹی زون کو راستہ جاتا تھا اور اس وقت وہاں خاصہ داران تو کیا کوئی آدمی بھی دور نزدیک موجود نہ تھا۔ برائڈ اور جیکی مخصوص جیپ سے نیچے اترے اور انہوں نے سیاہ رنگ کے تھیلے اپنی اپنی پشت پر باندھ لئے۔

”ٹرانسپرر فائیو پر اب آپ سے رابطہ ہو گا،“..... برائڈ نے میجر روجر سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آپ نے ڈاکٹر سلامت سے بات کر لی تھی نا،“..... جیکی نے کہا۔

”ہا۔ وہ آپ کا منتظر ہو گا لیکن راستہ آپ نے باہر سے ہی کھولنا ہے،“..... میجر روجر نے کہا۔

”ہا۔ مجھے معلوم ہے۔ گذ بائی،“..... برائڈ نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ جیکی اس کے پیچھے تھی جبکہ میجر روجر کی جیپ اور اس کے پیچھے آنے والی اس کے ساتھیوں کی جیپ بھی مڑ گئی ہے۔ آپ کو اس وقت وہاں پہنچا دیا جائے گا۔ اس طرح واپسی پر بھی آپ مجھ سے ٹرانسپرر پر رابطہ کریں گے تو آپ کو مخصوص وقت میں وہاں سے پک کر لیا جائے گا۔“..... میجر روجر نے کہا تو برائڈ اور جیکی دنوں نے مطمئن ہو کر اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ کافی دیر تک بیٹھے شراب پیتے رہے۔ پھر میجر روجر نے گھڑی دیکھی اور انہیں لے کر وہ اس گیراج میں آ گیا جہاں ان کی مخصوص جیپیں موجود تھیں۔ دو سیاہ رنگ کے تھیلے بھی جیپوں میں رکھ دیئے گئے اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نشیب میں اتر کر انہوں نے اسے کراس کیا اور پھر ایک پہاڑی پر چڑھنے لگے جس کی اوپر والی چٹان کسی پتے کی طرح تھی اور یہی اس کی خاص نشانی تھی۔ پہاڑی خاصی دشوار گزار تھی اس لئے وہ دونوں بے حد احتیاط سے اوپر چڑھ رہے تھے کیونکہ اس پہاڑی کی سائیڈ میں گہری کھائیاں تھیں اور معمولی سی فروگز اشت سے وہ اگر اس کھائی میں گر جاتے تو ظاہر ہے ان کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہتی۔ بہر حال کافی دیر تک مسلسل کوشش کے بعد آخر کار وہ اپنے نارگٹ اس پتے نما چٹان تک پہنچ گئے۔

”میں ذرا سائنس لے لوں پھر راستہ کھولنا“..... جیکی نے ہانپتے ہوئے کہا۔ اس کا سرخ و سفید چہرہ مسلسل چڑھائی کی وجہ سے اس وقت عنابی ہو رہا تھا۔

”ہم یہاں زندہ آتش فشاں پر موجود ہیں جیکی۔ دور سے اگر ہمیں کسی نے دیکھ لیا تو سب کو بتا دیا جائے گا اس لئے ہم نے فوری اندر چانا ہے۔ اندر ہم باہر سے زیادہ محفوظ ہوں گے۔“۔ برائد نے کہا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ برائد نے جیب سے ایک چھوٹا سا مکہ نما آله نکالا اور اس مکہ کو چٹان کی ایک درز میں ڈال کر اس نے آلے کا بٹن پر لیس کر دیا تو درز میں ہلکا سادھا کہ سنائی دیا اور پھر ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی چٹان کا ایک حصہ اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ یہاں اب نیچے کی طرف راستہ جا رہا تھا۔ برائد نے آله و اپس جیب میں ڈالا اور جیکی کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہوئے وہ نیچے اترتے چلے گئے۔ کافی آگے جا کر ایک چٹانی دیوار تھی۔ برائد نے وہی آله جیب سے نکالا اور اس چٹانی دیوار کی ایک درز میں ڈال کر اس نے ایک بار پھر بٹن دبایا تو سرراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی چٹان دو حصوں میں تقسیم ہو کر سائیڈوں میں گھستی چلی گئی۔ اس خلاء کے پیچھے ایک فولادی دروازہ نظر آ رہا تھا۔ یہ دروازہ بند تھا اور اس کے اوپر چھوٹا سا سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ اچانک بلب بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ برائد اور جیکی دونوں نے جیسے ہی دروازہ کراس کیا ان کے عقب میں گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور وہ سمجھ گئے کہ جو راستے وہ کھول کر آئے ہیں وہ ان کے عقب میں خود بخود بند ہو گئے ہیں۔ ابھی انہوں نے راہداری میں چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ سامنے موجود دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن دلمبے پتلے جسم کا آدمی جس نے باقاعدہ یونیفارم پہنی ہوئی تھی باہر آیا۔

”میرا نام ارشد ہے اور مجھے ڈاکٹر سلامت نے آپ کے استقبال کے لئے بھیجا ہے۔“..... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو“..... برائد نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس آدمی ارشد کی رہنمائی میں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچے جہاں ایک ادھیز عمر آدمی موجود تھا جس نے اپنا تعارف ڈاکٹر سلامت کے

نام سے کرایا۔ اس سے مصافحہ کر کے وہ اسی کمرے میں بیٹھ گئے۔  
”آپ کیا پینا پسند کریں گے؟“..... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔  
ہوئے کہا۔

”جو آپ پلا دیں“..... برائذ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر  
سلامت نے ارشد کو جو کمرے میں موجود تھا، جوس لانے کا کہا اور  
چند لمحوں بعد ان تینوں کے سامنے فریش جوس کے گلاس رکھے  
ہوئے تھے۔ ارشد گلاس رکھ کر واپس چلا گیا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ آپ اس سیکورٹی زون کے انچارج ہیں۔“  
برائذ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں“..... ڈاکٹر سلامت نے جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے  
کہا۔

”لیکن آپ تو ڈاکٹر ہیں۔ مطلب ہے سائنس دان ہیں۔ آپ  
کا سیکورٹی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟“..... برائذ نے حیرت بھرے  
لہجے میں کہا تو ڈاکٹر سلامت بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہاں سیکورٹی کے چار آدمی ہیں جن کا انچارج ارشد ہے اور  
میں یہاں اس لئے موجود ہوں کہ لیبارٹری میں جو سائنسی سپلائی  
چاہئے یا کسی مشینزی کا کوئی پر زہ چاہئے تو وہ سیکورٹی والوں کو تو سمجھ  
نہیں آ سکتا۔ میں اسے چیک کرتا ہوں اور پھر لیبارٹری میں بھجواتا  
ہوں“..... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔

”سیکورٹی شہاب الدین صاحب نے جو آلہ یہاں پہنچایا ہے وہ

کہاں ہے؟“..... برائذ نے پوچھا۔  
”میرے پاس موجود ہے؟“..... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔  
”آپ نے اسے چیک کیا ہے کہ وہ کس کام آتا ہے؟“..... برائذ  
نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ وہ ایکریمیا کا انتہائی جدید ترین آلہ ہے۔ اس سے  
لیبارٹری کے تمام حفاظتی انتظامات کو ایک لمحے میں زیرو کیا جا سکتا  
ہے؟“..... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔

”سیکورٹی زون سے لیبارٹری کا رابطہ کیسے ہوتا ہے؟“..... برائذ  
نے پوچھا۔

”صرف سیمی لائسٹ فون کے ذریعے“..... ڈاکٹر سلامت نے  
جواب دیا۔

”آپ نے ابھی کہا ہے کہ آپ سپلائی چیک کر کے وہاں بھیجنے  
ہیں۔ کیسے بھجواتے ہیں۔ کیا فون پر؟“..... برائذ نے قدرے طنزیہ  
لہجے میں کہا تو ڈاکٹر سلامت کے چہرے پر یکخت ناگواری کے  
تاثرات ابھر آئے۔

”مسٹر برائذ۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں نے اپنی ضروریات کی بناء پر  
فرنیک سے رقم وصول کی ہے اور اس وجہ سے آپ دونوں یہاں  
موجود ہیں ورنہ تو یہاں مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کا یہ  
مطلوب نہیں ہے کہ آپ مجھ پر طنز کریں؟“..... ڈاکٹر سلامت نے تیخ  
لہجے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”آئی ایم سوری ڈاکٹر۔ میرا ہرگز یہ مطلب نہ تھا جو آپ نے سمجھا ہے۔ میں تو حیران ہو کر پوچھ رہا تھا،“..... برائذ نے پینتھہ بدلتے ہوئے انتہائی نرم لمحے میں کہا۔

”سپلائی یہاں لائی جاتی ہے لیکن اس کا لیبارٹری میں پہنچنے کا طریقہ کار علیحدہ ہے۔ یہاں ایک بڑا سا کمرہ ہے۔ اس کمرے میں سپلائی رکھ دی جاتی ہے اور فون پر لیبارٹری انچارج ڈاکٹر بشیر کو اطلاع دے دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کا اکلوٹا دروازہ غائب ہو جاتا ہے اور پھر یہ کمرہ خود بخود کسی لفت کی طرح نیچے زمین پر اتر جاتا ہے۔ پھر جب یہ کمرہ واپس اوپر آتا ہے اور اس دروازہ نمودار ہوتا ہے تو یہ کمرہ خالی ہوتا ہے“..... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور یہ ساری کارروائی لیبارٹری سے کی جاتی ہے“..... برائذ نے کہا۔

”جی ہاں“..... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنے وقفے کے بعد یہ سپلائی جاتی ہے“..... برائذ نے پوچھا۔

”ہر دو ماہ بعد۔ اور سابقہ سپلائی ابھی دس روز پہلے گئی ہے اس لئے اب آئندہ سپلائی ایک ماہ اور بیس دن بعد جائے گی“۔ ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔

”آپ کبھی خود اس لیبارٹری میں گئے ہیں“..... برائذ نے پوچھا۔

”جی نہیں“..... ڈاکٹر سلامت نے مختصر سا جواب دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ کسی طرح اس کمرے کو ڈاکٹر بشیر سے کہہ کر مود کرائیں اور ہم دونوں اندر موجود ہوں“..... برائذ نے کہا تو ڈاکٹر سلامت نے اختیار نہیں پڑا۔

”آپ کو شاید علم نہیں ہے کہ اس فون سے میں خود ڈاکٹر بشیر سے بات ہی نہیں کر سکتا۔ البتہ وہ خود مجھے فون کرتا ہے اس لئے میرا اس سے رابطہ اس کی مرضی سے تو ہو سکتا ہے میری مرضی سے نہیں“..... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ ہمارا اس لیبارٹری میں جانے کا کوئی سکوپ نہیں ہے“..... برائذ نے کہا تو ڈاکٹر سلامت نے اختیار طنزیہ انداز میں نہیں پڑا۔

”جب فرنیک سے میری مجرر رو جر کے ذریعے بات ہوئی تھی تو میں نے اسے یہ ساری پچویش باتا دی تھی۔ میں نے اس سے کچھ نہیں چھپایا تھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جو لوگ بھاری رقمات دے سکتے ہیں وہ مایوس ہونے پر کوئی بھی ر عمل ظاہر کر سکتے ہیں لیکن فرنیک نے کہا تھا کہ یہ سوچنا اس کا کام نہیں ہے۔ یہ وہ خود سوچیں گے جنہیں وہاں بھیجا جائے گا۔ میں نے صرف انہیں وہاں پہنچانا ہے“..... ڈاکٹر سلامت نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کوئی جلدی نہیں ہے۔ ہم خود سوچ لیں گے۔ آپ ہمیں وہ کمرہ دکھائیں“..... برائذ نے کہا۔

”آئیے“..... ڈاکٹر سلامت نے اٹھتے ہوئے کہا تو برائذ اور

جیکی دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر جب ان کی واپسی اسی کمرے میں ہوئی تو برائڈ کا چہرہ سپاٹ تھا جبکہ جیکی کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”یہ تو واقعی ناقابل تنفس انداز ہے۔ نجانے کس کے ذہن کی یہ اختراع ہے۔“..... برائڈ نے کہا۔

”معلوم نہیں۔“..... ڈاکٹر سلامت نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا لیکن برائڈ اس کا چہرہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ ڈاکٹر سلامت کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جسے برائڈ کے اس فقرے نے اس لیکن برائڈ پہنچائی ہو۔

”سیکورٹی کے افراد کہاں رہتے ہیں۔“..... برائڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”سامنے والے کمرے میں۔“..... ڈاکٹر سلامت نے کہا۔

”ان کا بظاہر تو کوئی کام نہیں ہے۔ پھر وہ کیا کرتے رہتے ہیں۔“..... برائڈ نے کہا۔

”بس بیٹھے کارڈ کھیلتے رہتے ہیں یا اُنہی دیکھتے رہتے ہیں۔“..... ڈاکٹر سلامت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جیکی۔ تم جا کر سیکورٹی والوں سے گپ شپ کرو۔ میں ڈاکٹر سلامت سے چند مزید باتیں کر لوں۔ پھر شاید ہمیں بے نیل و مرام واپس جانا پڑے لیکن واپس جانے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ معاملات کو آخری حد تک سمجھ لوں۔“..... برائڈ نے جیکی سے مخاطب

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہو کر کہا تو جیکی اٹھ کھڑی ہوئی۔

”مزید کیا باتیں کرنی ہیں تم نے۔“..... ڈاکٹر سلامت نے چونک کر کہا۔

”بہت سی باتیں کرنی ہیں۔“..... برائڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر سلامت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کتنی رقم لی ہے تم نے فرنیک سے۔“..... اچانک برائڈ نے پوچھا۔

”میرے حصے میں تو بہت کم رقم آئی ہے۔ ان چار سیکورٹی والوں کو بھی تو راضی کرنا تھا ورنہ یہ حکومت کو اطلاع دے دیتے۔“..... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ ڈبل ایس آلہ کہاں ہے۔ کیا یہیں اسی کمرے میں ہے۔“..... برائڈ نے پوچھا۔

”ہاں۔“..... ڈاکٹر سلامت نے جواب دیا۔

”مجھے دو۔“..... برائڈ نے کہا تو ڈاکٹر سلامت اٹھا اور اس نے ایک الماری کھولی اور ایک گتے کا بڑا سا ڈبہ اٹھا کر اس نے الماری بند کر دی اور گتے کا ڈبہ اس نے میز پر رکھ کر اسے کھولا اور اس میں سے پرزرے نکال کر میز پر رکھنے شروع کر دیئے۔ یہ سارے پرزرے باقاعدہ کاغذوں میں لپٹے ہوئے تھے۔

”تم سائنس دان ہو اس لئے انہیں جوڑ کر آلہ تیار کرو۔“..... برائڈ نے کہا۔

”سوری۔ میری یہ ڈیوٹی نہیں ہے۔ یہ کام تمہیں خود کرنا ہوگا۔“  
ڈاکٹر سلامت نے کہا۔

”تمہیں اس کا باقاعدہ معاوضہ ملے گا،“..... برائذ نے سکراتے  
”کون دے گا،“..... ڈاکٹر سلامت نے چونک کر کہا۔ اس کی  
آنکھوں میں چمک سی آگئی تھی۔  
”میں دوں گا۔ میرے پاس گارینفڈ چیک ہیں،“..... برائذ نے  
کہا۔

”کتنا معاوضہ؟“..... ڈاکٹر سلامت نے پوچھا۔ اس کے لمحے میں  
بے پناہ اشتیاق تھا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔  
”ایک ہزار ڈالر،“..... برائذ نے کہا۔

”اوہ نہیں مسٹر برائذ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کسی صورت اسے  
مکمل نہیں کر سکتے اور اس کے بغیر تمہارا مشن کسی صورت بھی مکمل  
نہیں ہو سکتا اس لئے آخری بات سن لو۔ میں دس ہزار ڈالروں گا  
اور بس،“..... ڈاکٹر سلامت نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے فیصلہ کن لمحے  
میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن یہ شرط لگا کر کہ تم اسے درست طور پر مکمل  
کرو گے،“..... برائذ نے کہا۔

”اس بات کی فکر مت کرو۔ میں اسے چیلی بجاتے ہی مکمل کر  
لوں گا کیونکہ سیکرٹری شہاب الدین صاحب نے مجھے وہ کاغذ دے

دیا تھا جس پر اسے مکمل کرنے کے بارے میں تفصیلی ہدایات تھیں  
ورنه یہ اس قدر جدید آله ہے کہ میں شاید اسے پوری طرح سمجھ ہی  
نہ پاتا۔“..... ڈاکٹر سلامت نے کہا تو برائذ نے جیب سے ایک  
چیک بک نکال لی۔ اس میں سے ایک چیک علیحدہ کیا اور پھر اس پر  
ڈاکٹر سلامت کا نام اور دس ہزار ڈالر لکھ کر اس نے دستخط کئے اور  
چیک اس نے ڈاکٹر سلامت کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر سلامت نے  
بغور چیک کو دیکھا اور پھر اطمینان بھرے انداز میں اسے تھہ کر کے  
جیب میں ڈالا اور پھر پرزوں پر لپٹے ہوئے کاغذ علیحدہ کرنے لگا۔  
اس کے بعد وہ مسلسل ایک گھنٹے تک کام کرتا رہا۔ یہ آله اس انداز  
میں علیحدہ کیا گیا تھا کہ اس کے پرزوے ایک دوسرے پر اس انداز  
میں چڑھ جاتے تھے جیسے انہیں بنایا ہی علیحدہ کر کے اور جوڑنے  
کے لئے گیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ آله مکمل ہو چکا تھا۔

”اب اس کا تجربہ کرنا ہے،“..... برائذ نے کہا۔

”کہاں،“..... ڈاکٹر سلامت نے چونک کر کہا۔

”یہاں بھی تو سائنسی حفاظتی انتظامات ہیں جن سے گزر کر ہم  
یہاں پہنچے ہیں۔ انہیں چیک کیا جا سکتا ہے،“..... برائذ نے جواب  
دیا تو ڈاکٹر سلامت نے اثبات میں سر ہلا کیا اور پھر اس سے پہلے کہ  
مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور جیکی اندر داخل ہوئی۔

”کیا ہوا،“..... برائذ نے چونک کر پوچھا۔

”کچھ نہیں۔ سیکورٹی زیر ہو گئی ہے،“..... جیکی نے جواب دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”کیا۔ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ ابھی یہ آلہ تو آن ہی نہیں کیا گیا۔ پھر یہ سیکورٹی کیسے زیر و ہو سکتی ہے“..... ڈاکٹر سلامت نے چونک کر اور حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”جو کام یہ آلہ لیبارٹری میں کرے گا وہی کام یہاں جیکی نے کر دیا ہے۔ تمہارے سیکورٹی کے چاروں افراد ہلاک کر دیے گئے ہیں۔ اب ہمارے علاوہ یہاں صرف تم زندہ ہو“..... برائڈ نے کہا تو ڈاکٹر سلامت بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ وہ ایک عورت سے کیسے شکست کھا سکتے ہیں اور پھر فائزگ کی آوازیں بھی سنائی نہیں دیں اور نہ ہی کوئی شور ہوا ہے“..... ڈاکٹر سلامت نے ایسے لمحے میں کہا۔ جیسے اسے برائڈ کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو اور وہ یہ سمجھ رہا ہو کہ برائڈ اس سے مذاق کر رہا ہے۔ ”آؤ میرے ساتھ۔ میں تمہیں جیکی کا کارنامہ دکھاتا ہوں اور ساتھ ہی آ لے کا تجربہ بھی کر لیا جائے گا“..... برائڈ نے کہا۔

”تم دونوں باہر جاؤ۔ اب بہت ہو چکا“..... ڈاکٹر سلامت نے یکنخت بدلتے ہوئے لمحے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر ایک طرف جا گرا۔ برائڈ کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور ڈاکٹر سلامت چہرے پر زور دار تھپٹر کھا کر چیختا ہوا سائیڈ پر جا گرا تھا۔

”چلو ورنہ“..... برائڈ نے جھک کر اسے بازو سے پکڑ کر ایک

جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کرتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے مت مارو“..... ڈاکٹر سلامت ایک ہی تھپٹر کھا کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔

”جیکی۔ اسے گولی مار دو۔ اب گولی چلنے کی آواز سننے والا کوئی نہیں ہے“..... برائڈ نے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں چلتا ہوں۔ میں چلتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔ تم جیسے کہو گے میں دیسے ہی کروں گا“..... ڈاکٹر سلامت نے اور زیادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”چلو باہر“..... برائڈ نے کہا۔ جیکی نے اپنی جیکٹ کی جیب سے مشین پسلل نکال لیا تھا اور ڈاکٹر سلامت انتہائی سہی ہوئی نظروں سے انہیں دیکھتا ہوا باہر آ گیا اور جب جیکی اسے میں سیکورٹی ہال میں لے گئی تو وہاں فرش پر پڑے ہوئے چاروں سیکورٹی گارڈز کی لاشیں دیکھ کر ڈاکٹر سلامت بری طرح کانپنے لگ گیا۔

”یہ۔ یہ تو واقعی ہلاک ہو گئے ہیں۔ مگر۔ مگر کیسے“..... ڈاکٹر سلامت نے کانپنے ہوئے لمحے میں کہا۔

”میں ان سے لگاؤٹ بھری باتیں کرتی رہی۔ پہلے پہل تو یہ فطری طور پر بے حد چونا رہے لیکن آہستہ آہستہ یہ مطمئن ہوتے چلے گئے اور پھر میں نے خود سانس روک کر یہاں پے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی تو یہ بے ہوش ہو گئے۔ جب گیس کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سر ہاتھے ہوئے جیکی کے ہاتھ سے رسی کا بندل لیا اور پھر اسے کھول کر اس نے جیکی کی مدد سے ڈاکٹر سلامت کو کرسی کے ساتھ باندھ دیا۔

”تم اس سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟..... جیکی نے کہا۔

”یہ سامنس دان ہے اور یہاں طویل عرصے سے کام کر رہا ہے اس لئے لامعالہ اسے اس سپلائی روم کے لفت کی طرح نیچے جانے اور اوپر آنے کے میکنزیم کے بارے میں معلوم ہو گا اور جب تک اس میکنزیم کا علم نہیں ہو گا ہم کسی صورت بھی یہ بارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے“..... برائڈ نے کہا۔

”تمہیں کیسے یقین ہے کہ یہ اس بارے میں جانتا ہو گا؟“ - جیکی نے کہا۔

”یہ انسانی نفیات ہے اور یہ بھی بہر حال انسان ہے۔ انسان اپنے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو جاتا ہے اور پھر جب اس کے خیال کے مطابق اس سے کوئی نقصان بھی نہیں ہو رہا ہو؟..... برائڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ سے ڈاکٹر سلامت کے سر کے بال پکڑ کر اس کا سراونچا کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کے چہرے پر تھیٹر مارنے شروع کر دیئے۔ تیرے یا چوتھے تھیٹر پر ڈاکٹر سلامت چھٹتا ہوا ہوش میں آ گیا تو برائڈ پیچھے چٹا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسل نکال لیا۔ اسی لمحے ڈاکٹر سلامت پوری طرح ہوش میں آ گیا اور ہوش میں آتے ہی اس نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اثرات ختم ہو گئے تو میں نے ان کی گرد نہیں توڑ کر انہیں بلاک کر دیا کیونکہ برائڈ نے جہاں کوڈ میں انہیں بلاک کرنے کا کہا تھا وہاں یہ اشارہ بھی کیا گیا تھا کہ فائرگ نہ کی جائے“..... جیکی نے فخریہ لمحے میں کہا۔

”میں یہ آہ پہلے اس سے مکمل کر لینا چاہتا تھا۔ یہ تو اب معلوم ہوا ہے کہ یہ فیلڈ کا آدمی نہیں ہے ورنہ ہو سکتا تھا کہ یہ ڈاکٹر بھی تربیت یافتہ ہوتا اس لئے میں نے تمہیں ایسا کہا تھا“..... برائڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ میں نے تو تمہارے ساتھ مکمل تعاون کیا ہے“..... ڈاکٹر سلامت نے کاپٹے ہوئے لمحے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا برائڈ کا بازو ایک بار پھر گھوم گیا اور ڈاکٹر سلامت ایک بار پھر زور دار تھیٹر کھا کر نیچے گرا ہی تھا کہ برائڈ کی لات حرکت میں آئی اور نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا ڈاکٹر سلامت ایک بار پھر چھتنا ہوا نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

”یہاں کوئی رسی تلاش کرو“..... برائڈ نے کہا تو جیکی سر ہلاتی ہوئی باہر چل گئی جبکہ برائڈ نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر سلامت کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیکی واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں باریک رسی کا ایک بندل موجود تھا۔

”یہ سٹور میں پڑا تھا“..... جیکی نے کہا تو برائڈ نے اثبات میں

لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے ری سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسماسا کر رہ گیا۔

”یہ۔ یہ تم نے مجھے کیوں باندھا ہے۔ میں نے تو تمہارے ساتھ ہر طرح سے تعاون کیا ہے۔ مجھے مت مارو۔“..... ڈاکٹر سلامت نے تقریباً رو دینے والے لبجے میں کہا۔

”ڈاکٹر سلامت۔ ہمیں سائنس سیکرٹری شہاب الدین نے بتایا تھا کہ تم اس سپلائی روم کے بطور لفت نیچے جانے اور اوپر آنے کا میکنزم جانتے ہو۔“..... برائذ نے سرد لبجے میں کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میں نہیں جانتا۔ مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔“..... ڈاکٹر سلامت نے کہا تو برائذ اس کے لبجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

”سیکرٹری سائنس جیسا بڑا عہدیدار جھوٹ نہیں بول سکتا اور بقول اس کے تم نے خود اسے بتایا تھا۔“..... برائذ نے انتہائی سرد لبجے میں کہا۔

”میں نہیں جانتا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں کہ میں واقعی نہیں جانتا۔“  
ڈاکٹر سلامت نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر تم ہمارے لئے بے کار ہو۔ میں پانچ تک گنوں گا۔ اگر تم نے اس دوران بتا دیا تو تم زندہ رہ جاؤ گے ورنہ پانچ تک گتنی پوری ہوتے ہی میں ٹریگر دبا دوں گا اور پھر نہ تم رہو گے اور نہ ہی تمہیں یہ لیبارٹری کوئی فائدہ دے سکے گی۔ ہاں۔ اگر

تم بتا دو تو میرا وعدہ کہ تمہیں زندہ بھی رکھا جائے گا اور بھاری دولت دے کر ایکریمیا میں بھی سیٹل کر دیا جائے گا۔“..... برائذ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسل کی نال ڈاکٹر سلامت کی کپٹی سے لگا دی تو ڈاکٹر سلامت کا پورا جسم اس طرح کاپنے لگا جیسے اسے لرزے کا بخار چڑھ آیا ہو جبکہ برائذ اس دوران رک رک کر گفتگو گئے میں مصروف تھا۔

”رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں میں۔ مجھے مت مارو۔“..... ڈاکٹر سلامت نے یک لخت پیختہ ہوئے کہا۔

”بولتے جاؤ۔ رکونہیں ورنہ گتنی پوری ہو جائے گی۔“..... برائذ نے کہا تو ڈاکٹر سلامت نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ تم نے واقعی تعاون کیا ہے۔“..... برائذ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا اور کمرہ ڈاکٹر سلامت کے طبق سے نکلنے والی چیخ اور فارٹنگ کی آواز سے گونج اٹھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران داش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔  
”بیٹھو۔۔۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”فرنیک ہاتھ سے نکل گیا ہے عمران صاحب۔۔۔ بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”میرا خیال تھا کہ فرنیک چارڑڈ طیارے پر ایکریمیا گیا ہوگا اور ہم اسے آسانی سے کور کر لیں گے لیکن فرنیک ایکریمیا کی بجائے کافرستان گیا ہے اور جب ہمیں معلوم ہوا اور ہم نے چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ اسے کافرستان پہنچ ہوئے بھی کئی گھنٹے گزر چکے ہیں۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”ناٹران سے کہنا تھا کہ وہ اسے چیک کرتا۔ ہو سکتا ہے کہ فرنیک وہاں سے دوبارہ چارڑڈ طیارہ کرا کر ایکریمیا گیا ہو۔۔۔ عمران نے کہا۔

”میں نے ایسا ہی کیا تھا لیکن ناٹران نے ابھی ابھی رپورٹ دی ہے کہ اس نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔ وہاں سے اس دوران کوئی چارڑڈ طیارہ ایکریمیا یا کسی اور ملک نہیں گیا۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب سب کچھ سیکرٹری سائنس بتائے گا۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔۔۔ دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراؤ۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لبجھے میں کہا۔

”لیں سر۔۔۔ دوسری طرف سے موڈبانہ لبجھے میں کہا گیا۔  
”سلطان بول رہا ہوں۔۔۔ چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”سرسلطان۔ آپ فوری طور پر سیکرٹری سائنس شہاب الدین کو بجائے کافرستان گیا ہے اور جب ہمیں معلوم ہوا اور ہم نے چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ اسے کافرستان پہنچ ہوئے بھی کئی گھنٹے گزر چکے ہیں۔۔۔ میرے ساتھ اس کے پاس جانا ہے۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ بلیک زیرو نے کہا۔

لنجھ میں بات کرتے ہوئے کہا۔  
”تم بے حد سمجھیدہ ہو رہے ہو۔ خیریت“..... سرسلطان نے کہا۔  
”معاملات بے حد سمجھیدہ ہوتے جا رہے ہیں اور یہ وہی معاملات  
ہیں جن کے لئے میں نے آپ کوشہاب الدین کے اکاؤنٹس چیک  
کرنے کے لئے کہا تھا۔ اسی چکر میں ٹائیگر شدید زخمی ہو کر ہستال  
پہنچ چکا ہے“..... عمران نے اسی طرح سمجھیدہ لنجھ میں کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ٹائیگر کو سیکرٹری سائنس نے زخمی  
کرایا ہے“..... سرسلطان نے چونک کر پوچھا۔

”اسی کی وجہ سے ایسا ہوا۔ بہر حال یہ طویل کہانی ہے۔ میں  
نے جو کہا ہے آپ اس کا بندوست کریں“..... عمران نے کہا۔

”تم کہاں سے کال کر رہے ہو“..... دوسری طرف سے  
سرسلطان نے پوچھا۔

”دانش منزل سے“..... عمران نے جواب دیا۔

”میں ابھی فون کرتا ہوں یہاں تمہیں“..... سرسلطان نے کہا  
اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر  
اچانک وہ اس طرح چونک پڑا جیسے کوئی اہم بات اس کے ذہن  
میں آئی ہو۔

”کیا ہوا عمران صاحب“..... بلیک زیو نے چونک کر پوچھا۔

”میرے ذہن کو نجا نے کیا ہوا ہے۔ مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ  
ٹائیگر نے مجھے بتایا تھا کہ سیکرٹری سائنس کسی کانفرنس میں شرکت

کے لئے ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں جس پر میں نے اسے  
فرنیک کو اغوا کر کے لے آنے کا کہا تھا اور اب میں نے سرسلطان  
کو کال کر دی ہے۔ جب سیکرٹری سائنس یہاں موجود ہی نہیں ہے تو  
پھر سرسلطان کیا کریں گے“..... عمران نے کہا۔

”سرسلطان فوری طور پر اسے واپس بھی تو بلا سکتے ہیں“۔ بلیک  
زیو نے کہا۔

”اچھا دیکھو کیا رزلٹ رہتا ہے“..... عمران نے ایک طویل  
سائنس لیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نجح اٹھی تو  
عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لنجھ میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔ عمران یہاں ہو گا“..... دوسری طرف  
سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”لیں سر۔ کیا رزلٹ رہا“..... عمران نے کہا۔

”سیکرٹری شہاب الدین صاحب تو ایک اہم سرکاری کانفرنس  
میں شرکت کے لئے یورپ گئے ہوئے ہیں اور ان کی واپسی تقریباً  
ایک ہفتے بعد ہو گی“..... سرسلطان نے کہا۔

”کیا آپ فوری طور پر ان کی واپسی کا بندوست نہیں کر سکتے۔  
وہ اکیلے تو نہیں گئے ہوں گے۔ اس کانفرنس میں ان کی جگہ ان کا  
کوئی استنسٹ بھی لے سکتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ جب ایسی کانفرنسیں ہوتی ہیں تو  
ٹائیگر نے مجھے بتایا تھا کہ سیکرٹری سائنس کسی کانفرنس میں شرکت

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اس کا ایجندہ کافی عرصہ پہلے طے ہو جاتا ہے اور باقاعدہ حکومت کی طرف سے اس وفد کو ضروری بریفنگ دی جاتی ہے تاکہ وہ ملک کے صحیح تمثیل میں کام کر سکے۔ اس کا استنسٹ ایسا نہیں کر سکتا تھا اور پھر وہاں کئی ملکوں کے سیکرٹری موجود ہوں گے۔ ایسی صورت میں شہاب الدین کا کوئی استنسٹ تو ان کی جگہ لے ہی نہیں سکتا۔“

سرسلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اگر یہاں ملک کو بڑا نقصان اٹھانا پڑ گیا تو پھر،“ عمران نے کہا۔

”کیا نقصان۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ الٹھ کی اسمگنگ کا کوئی مسئلہ ہے۔ اگر اس میں شہاب الدین ملوث بھی ہو گا تو اس سے فوری طور پر ملک کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے،“ سرسلطان نے کہا۔

”ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن جس انداز میں ٹائیگر پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاملات اتنے سادہ نہیں ہیں۔ بہر حال اوکے۔ اب مزید کیا کیا جا سکتا ہے،“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”ٹائیگر نے بتایا ہے کہ ایک ایکریمین جوڑے کے ساتھ بھی فرنیک نے میٹنگز کی ہیں اور سیکرٹری سائنس نے بھی۔ اس بارے میں مزید کیسے معلوم کیا جا سکتا ہے کیونکہ ٹائیگر کو سوائے ان کے ناموں کے اور کچھ معلوم نہیں ہے،“ بلیک زیر و نے کہا۔

”ایئر پورٹ ریکارڈ سے ہی معلوم ہو سکے گا،“ عمران نے

کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”جو لیا بول رہی ہوں،“ رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو،“ عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”لیں سر۔ حکم،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کسی کو ایئر پورٹ بھیج کر گزشتہ دس بارہ دنوں کا ریکارڈ چیک کرو۔ کہ ایکریمیا سے ایک آدمی برائذ اور ایک عورت جیکی نام کی یہاں کب پہنچے ہیں اور پھر ایئر پورٹ سے ان کے کاغذات اور تصویریں حاصل کر کے ٹیم کو کہہ دو کہ وہ ان کی تلاش کرے۔ ان کی تصویریں کی ایک کاپی دانش منزل بھی بھجوادو،“ عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”لیں سر۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی کیس شروع ہو گیا ہے،“ جولیا نے قدرے مرت بھرے لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ اس لئے فی الحال تم تفریح پر جانے کا خیال ترک کر دو،“ عمران نے کہا۔

”سر۔ وہ تو ہم فارغ ہونے کی بوریت کی وجہ سے ایسا سوچ رہے تھے۔ اب کیس شروع ہو گیا ہے تو پھر کیسی تفریح،“ جولیا نے کہا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

”وہ سرخ جلد والی ڈائری دو۔ شاید ایکریمیا سے ان کے بارے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

میں کچھ معلوم ہو جائے۔..... عمران نے کہا۔

”صرف ناموں کی وجہ سے کیا معلوم ہو گا عمران صاحب۔ برائد اور جیکی تو عام سے نام ہیں۔..... بلیک زیر و نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک ضخیم ڈائری نکالتے ہوئے کہا۔

”اسلحہ اسٹنگ کرنے والی کسی تنظیم کے ہی رکن ہوں گے یہ لوگ۔..... عمران نے ڈائری لیتے ہوئے کہا اور بلیک زیر و نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ڈائری کھولی اور اس کے صفحے پلنے شروع کر دیئے۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں رک گئیں تو اس نے رسیور انھیا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ ”مارجونا کلب۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”لیڈی راسم سے بات کراو۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔..... عمران نے کہا۔

”پاکیشیا سے۔ ہولڈ کریں۔..... دوسری طرف سے چونک کر کہا

”ہیلو۔..... چند لمحوں بعد ایک مترجم سی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) پاکیشیا سے مس ورلڈ کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے۔..... عمران نے لبھ کو رومانی بناتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے بے اختیار ہنئے کی آواز سنائی دی۔ آواز واقعی بے حد مترجم تھی۔

”مجھے مس ورلڈ کہہ کر دراصل میرا مذاق اڑا رہے ہو علی عمران۔۔۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہمارے ہاں ایک بڑا مشہور رومانی جوڑا تھا مجنوں اور لیلی جیسے رو میو جیو لیٹ ہوتے تھے۔ بہر حال لیلی بے چاری عام لوگوں کی نظر میں شاید خوبصورت نہ ہو لیکن مجنوں اس پر جان دیتا تھا۔ جب لوگوں نے اس سے پوچھا کہ وہ کیوں لیلی کو پسند کرتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ تم لیلی کو میری نظروں سے دیکھو۔ تب تمہیں معلوم ہو گا کہ حسن کیا ہوتا ہے اس لئے لیڈی راسم تم میری نظروں سے اپنے آپ کو دیکھو تو دراصل تمہیں مس ورلڈ کہنا تمہارے حسن کی تو ہیں ہے۔ تمہارے حسن کے سامنے بے چاری مس ورلڈ کیا حیثیت رکھتی ہے لیکن چونکہ حسن میں آخری انٹریشنل ڈگری یہی ہے اس لئے مجبوری ہے۔..... عمران کی زبان روایت ہو گئی تو دوسری طرف سے ایک بار پھر لیڈی راسم کے ہنئے کی آواز سنائی دی۔

”تم واقعی عورتوں کو پاگل کرنے کا فن جانتے ہو۔ بہر حال مجھے معلوم ہے کہ میں کیا ہوں۔ تم بولو۔ کیسے فون کیا ہے اتنے طویل عرصے بعد۔۔۔ لیڈی راسم نے کہا۔

”ایک جوڑا مجنوں اور لیلی کا ایکریمیا سے پاکیشیا آیا ہے۔ مرد کا نام برائد اور عورت کا نام جیکی ہے۔ ہو سکتا ہے ان کا تعلق اسلحہ سمنگ کرنے والی کسی تنظیم سے ہو لیکن انہوں نے یہاں پاکیشیا کے سیکرٹری سائنس سے انتہائی خفیہ ملاقات کی ہے اس لئے یہ بات

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سبھھ میں نہیں آ رہی کہ اسلحہ سملگل کرنے والوں کا وزارت سائنس کے سیکرٹری سے کیا تعلق ہو سکتا ہے،..... عمران نے کہا۔

”ان کے حلیئے یا دوسری کوئی تفصیلات۔ یہ دونوں نام تو بے حد ہے ہیں یہاں“..... لیڈی راسم نے کہا۔

”نہیں۔ فوری طور پر اس سے زیادہ معلوم نہیں ہو سکا“..... عمران نے کہا۔

”تم کس نمبر پر ہو۔ میں دو گھنٹے بعد تمہیں فون کروں گی“..... لیڈی راسم نے کہا۔

”میں تمہیں خود فون کر لوں گا لیکن تم نے دو گھنٹوں کا وقت کیوں لیا ہے۔ کیا تمہارے ذہن میں ان کے بارے میں کوئی خاکہ آ گیا ہے“..... عمران نے اشتیاق بھرے لبجے میں کہا۔

”ہاں۔ ایک جوڑا ایسا ہے جو واقعی بقول تمہارے مجنوں لیلی ہیں لیکن مجھے معلوم کرنا پڑے گا کہ کیا وہ پاکیشیا گئے ہیں یا نہیں“..... لیڈی راسم نے کہا۔

”اوے کے۔ اپنے بینک کا اکاؤنٹ نمبر بھی لکھوا دینا تاکہ مس ورلڈ کے حسن کو معمولی سا خراج تحسین بھی پیش کیا جاسکے“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے متزمم آواز میں ہستے ہوئے رسپورٹر کھ دیا گیا تو عمران نے رسپورٹر کھ دیا۔

”آپ ہر بار معلومات حاصل کرنے کے لئے نئی پارٹی کا انتخاب کرتے ہیں۔ اب یہ لیڈی راسم سے آپ نے میرے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سامنے پہلی بار رابطہ کیا ہے۔ اس کی وجہ“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار نہیں پڑا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ تمام رابطے تمہارے سامنے ہوں یا دوسرے الفاظ میں نوجوانوں کے رابطے بزرگوں کے علم میں ہوں۔ دوسری بات یہ کہ معلومات حاصل کرنے کے لئے انتخاب بہت سوچ سمجھ کر کرنا پڑتا ہے۔ ایکریمیا جیسے بے حد وسیع و عریض ملک میں صرف ناموں کی مدد سے اصل افراد تک پہنچنا تقریباً ناممکن ہے لیکن لیڈی راسم کا تعلق بیک وقت اسلحہ سملگل کرنے والی تنظیموں کے ساتھ ساتھ ایسی ایجنسیوں سے بھی ہے جن کا دائرہ کار سائنسی لیبارٹریاں یا سائنسی فارموں لے ہوتے ہیں کیونکہ لیڈی راسم خود ایسی تنظیم کی طویل عرصے تک رکن بھی رہی ہے اور اس کا مرحوم خاوند اسلحہ سملگل کرنے والی ایک بہت بڑی تنظیم کا چیف رہا ہے۔ یہاں دونوں باتیں بیک وقت موجود ہیں۔ سیکرٹری سائنس سے تعلقات اور اسلحہ سملگل کرنے کی بات۔ اس لئے میں نے لیڈی راسم کا انتخاب کیا ہے۔ اس طرح ہر بار سوچ سمجھ کر انتخاب کیا جاتا ہے“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”آپ واقعی بے حد گہرائی میں سوچتے ہیں۔ کم از کم میں تو اتنی گہرائی میں نہیں سوچ سکتا“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”موٹی گہرائیوں میں ہی ملتے ہیں۔ اوپر سطح پر تو کچھوے اور خالی سپیاں ہی ملتی ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو

مخصوص خلاء میں کوئی چیز ڈالی گئی ہے جو خود بخوبی سٹم کے تحت یہاں میز کی سب سے پنکھی دراز میں پہنچ جائے گی۔ چنانچہ جب سیٹ کی آواز ختم ہو گئی تو بلیک زیرو نے دراز کھولی اور اس میں موجود ایک لفافہ نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے لفافہ کھولا اور اس میں موجود کاغذات باہر نکال کر اس نے انہیں غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ کاغذات ایکریمین نژاد جوڑے برائڈ اور جیکی کے تھے جو سیاحت کی غرض سے پاکیشیا آئے تھے۔ عمران نے کاغذات میں موجود ایکریمیا میں ان کے ایڈرلیں چیک کئے اور پھر کاغذات پر موجود ان دونوں کی تصویروں کو چند لمحے غور سے دیکھنے کے بعد اس نے کاغذات واپس لفافے میں ڈالے اور لفافہ اس نے بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

”فرانز ہاؤس بوشن روڈ کا نمبر دیں“..... عمران نے بھی ایکریمین لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”فرانز ہاؤس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بلیک زیرو اس بار بے اختیار نہیں پڑا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نجح اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ ”ایکسٹو“..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لمحے میں کہا۔

”جو لیا بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے جولیا کی موڈبانہ آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”ایر پورٹ سے برائڈ اور جیکی کے کاغذات حاصل کر لئے گئے ہیں جن میں ان کی تصویریں بھی شامل ہیں اور تمیں اب انہیں تلاش کر رہی ہے۔ کاغذات کی نقول آپ کو بھجوائی جا رہی ہیں“۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہیں تلاش کرنے کے لئے گولڈن کلب کے ایسے لوگوں سے رابطہ کیا جائے جو اس کلب کے مالک اور جزل منیجر فرینیک کے زیادہ قریب تھے۔ فرینیک خود تو ایکریمیا فرار ہو گیا ہے جبکہ اس کے دو اسٹنٹ مارٹی اور سار جر دنوں ہلاک ہو چکے ہیں لیکن اس کے باوجود وہاں ایسے لوگ ہوں گے جو یہ بتا سکیں کہ فرینیک نے ان دونوں کو کہاں نہ ہبھرا�ا تھا“..... عمران نے مخصوص لمحے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”لیں سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد آپریشن روم میں تیز سیٹ نجح اٹھی تو عمران اور بلیک زیرو دونوں سمجھے گئے کہ دانش منزل کے گیٹ کے قریب موجود

”مسز جیکی برائڈ سے بات کرادیں۔ میں مائیکل بول رہا ہوں۔“  
عمران نے ایکریمین لجھے میں کہا۔

”مسز جیکی برائڈ۔ وہ کون ہیں۔ یہاں تو کوئی جیکی برائڈ نہیں  
ہے۔ یہ تو لیڈی فرانز کا گھر ہے۔“..... دوسری طرف سے حیرت  
بھرے لجھے میں کہا گیا اور اس کا لہجہ سن کر ہی عمران کو محسوس ہو گیا  
کہ بولنے والی بچ بول رہی ہے۔

”مجھے تو مسز جیکی برائڈ نے یہی نمبر دیا تھا۔“..... عمران نے کہا۔  
”سوری۔ یہاں کوئی جیکی برائڈ نہیں ہے۔“..... دوسری طرف  
سے معدرت بھرے لجھے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم  
ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ایڈرلیں غلط ظاہر کیا گیا ہے۔“ - سامنے  
بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے کہا۔

”ہا۔ اور اس بات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ عام  
اسمگلر نہیں ہیں بلکہ تربیت یافتہ افراد ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ میک اپ میں ہوں اور یہاں پہنچ کر  
انہوں نے میک اپ تبدیل کر لئے ہوں۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں کیا گیا ہو گا کیونکہ ٹائیگر کے مطابق  
انہوں نے انہی ناموں سے فرنیک سے ملاقات کی ہے۔ اگر یہ  
میک اپ تبدیل کرتے تو لامحالہ ساتھ ہی نام بھی تبدیل کر لیتے۔“

عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے سامنے دیوار پر لگے ہوئے کلاک پر نظر ڈالی اور پھر رسیور اٹھا  
کر اس نے لیڈی راسم کو کال کرنا شروع کر دیا۔

”کچھ معلوم ہوا ہے لیڈی راسم۔“..... رابطہ ہوتے ہی عمران نے  
پوچھا۔

”نہیں عمران۔ جو جوڑا میرے خیال میں تھا اس مدد کا نام برائڈ  
ضرور ہے لیکن اس کی بیوی کا نام مارلین ہے اور یہ جوڑا جنوبی  
ایکریمیا میں موجود ہے۔ ان کا تعلق اسلحہ سمگل کرنے والی ایک تنظیم  
سے ہے لیکن اس تنظیم کا کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے اور اس نے  
پاکیشیا تو کیا ایشیا میں بھی کبھی کام نہیں کیا۔“..... لیڈی راسم نے  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرے پاس اس جوڑے کے کاغذات کی نقول پہنچی ہیں جن  
پر ان کی تصویریں بھی موجود ہیں۔ میں تمہیں تفصیل سے ان کے  
حلیئے بتاتا ہوں۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے  
باری باری دونوں کے حلیئے تفصیل سے بتا دیئے۔

”میں نے تفصیل نوٹ کر لی ہے۔ اب میں زیادہ آسانی سے  
انہیں ٹریس کر لوں گی۔“..... لیڈی راسم نے کہا۔

”دونوں کے کاغذات میں ان کا ایڈرلیں فرانز ہاؤس بوشن روڈ  
لکنٹن درج ہے۔ میں نے وہاں فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ کسی  
لیڈی فرانز کا مکان ہے اور برائڈ اور جیکی کا اس سے کوئی تعلق نہیں  
ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”لیڈی فراز۔ اوہ۔ اوہ۔ اس کی ایک بھتیجی ہے جس کا نام شاید جیکی ہے۔ وہ ایکریمیا کی کسی سرکاری تنظیم سے وابستہ ہے۔ مجھے لیڈی فراز نے ایک بار خود بتایا تھا۔ البتہ اس نے یہ بتایا تھا کہ ان کی بھتیجی ناراک میں رہتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم دو گھنٹے بعد فون کرنا۔ اس بار میں یقیناً تمہیں اچھی خبر سناؤں گی۔“..... لیڈی راسم نے کہا۔

”اوکے۔ بے فکر رہو۔ تمہارا بینک اکاؤنٹ اس کے بعد خاصا بھاری ہو جائے گا۔“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے لیڈی راسم بے اختیار نہ پڑی اور اس نے رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ اگر ان کا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے ہے تو پھر ان کے یہاں آنے کا مشن کیا ہو سکتا ہے۔“..... بلیک زیو نے کہا۔

”یہ تو بعد میں سوچیں گے۔ فی الحال کسی حتمی نتیجے پر تو پہنچ جائیں۔“..... عمران نے کہا اور پھر دو گھنٹے انہوں نے ادھر ادھر کی باتیں کرنے اور چائے پینے میں گزار دیئے۔ دو گھنٹے بعد عمران نے لیڈی راسم سے ایک بار پھر رابطہ کیا۔

”کیا رپورٹ ہے لیڈی راسم۔ کوئی بات بنی ہے یا نہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ہا۔ تمہارے بتائے ہوئے حیلوں اور پھر لیڈی فراز کے

ریفرنس نے کام دکھایا ہے لیکن اس سارے کام میں میری اچھی خاصی رقم خرچ ہو گئی ہے اس لئے تم میرے اکاؤنٹ کی تفصیل نوٹ کرو اور میرے اکاؤنٹ میں ایک لاکھ ڈالر ٹرانسفر کراؤ۔“ لیڈی راسم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تفصیل بتاؤ۔“..... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیو کو اشارہ کیا تو اس نے سامنے پڑا ہوا پیدا اٹھایا اور ساتھ ہی قلم دان سے قلم بھی اٹھا لیا۔ پھر لیڈی راسم نے جو تفصیل بتائی وہ بلیک زیو نے نوٹ کر لی۔

”ٹھیک ہے۔ نوٹ کر لی ہے تفصیل۔ ابھی فون پر تمہارے اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر کر دی جائے گی۔ تم تفصیل بتاؤ برائٹ اور جیکی کے متعلق۔“..... عمران نے کہا۔

”تمہارے ریفرنس کی وجہ سے میں نے لیڈی فراز کو فون کیا ہے۔ وہ میری گھری دوست ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کی بھتیجی کا نام واقعی جیکی ہے اور وہ ڈی ایجنسی میں اپنے شوہر برائٹ کے ساتھ کام کرتی ہے۔ میں نے اسے حیلہ بتایا تو اس نے حیلے کی بھی تصدیق کر دی اور اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ ان دونوں سیاحت کے لئے ایشیا کے کسی ملک گئی ہوئی ہے۔ اس نے وہاں جانے سے پہلے لیڈی فراز کو فون کر کے بتایا تھا۔“..... لیڈی راسم نے جواب دیا۔

”اس نے تم سے پوچھا نہیں کہ تم اس کے بارے میں کیوں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پوچھ رہی ہو۔..... عمران نے کہا۔

”پوچھا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ ایک دوست نے مجھے یہ حلیہ بتایا تھا اور تمہارا نام لیا تھا۔ وہ جیکی کا بھی دوست تھا اس لئے میں تصدیق کر رہی ہوں کہ کیا واقعی وہ تمہاری بھتیجی ہے یا دیے ہی تمہارا نام استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس طرح لیڈی فراز مطمئن ہو گئی۔..... لیڈی راسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مزید کوئی بات۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے بھاری رقم ادا کر کے ڈی ایجنٹی سے بھی یہ بات کنفرم کر لی ہے۔ برائٹ کا ڈی ایجنٹی میں باقاعدہ سیکشن ہے جس کا انچارج برائٹ ہے اور اس کی اسٹنٹ جیکی ہے۔ یہ دونوں بے حد تربیت یافتہ ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ دونوں کسی دفاعی ہتھیار کے فارمولے کے حصول کے لئے پاکیشیا گئے ہوئے ہیں۔..... لیڈی راسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہت بہت شکریہ لیڈی راسم۔ بے فکر ہو۔ رقم ابھی پہنچ جائے گی۔ گذ بائی۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”رقم بھجوا دو۔ یہ معاملہ بے حد سیریکس ہو گیا ہے۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لبجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے لنگٹن میں موجود اپنے خصوصی ایجنت کو لیڈی راسم کے اکاؤنٹ کی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تفصیل بتا کر اسے ہدایت کر دی کہ وہ ایک لاکھ ڈالر فوری طور پر اس اکاؤنٹ میں جمع کرادے اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ معاملات واقعی بے حد سیریکس ہیں۔ یہ عام اسلئے کا سلسلہ نہیں ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ اور دیے یہ بات بھی سامنے آ گئی ہے کہ سیکرٹری سائنس کو کیوں اس میں ملوث کیا گیا ہے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو۔..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لبجے میں کہا۔

”لیں سر۔ لیں سر۔ بات کرتا ہوں جناب۔..... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلانے ہوئے لبجے میں کہا گیا۔

”لیں سر۔ میں سلطان بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی موبدانہ آواز سنائی دی۔

”رسلطان۔ میرے پاس حصی اطلاعات پہنچ چکی ہیں کہ پاکیشی کے کسی دفاعی فارمولے کے پیچھے ایکریمیا کی ڈیفس ایجنٹی کے ایجنت یہاں کام کر رہے ہیں اور اس کام میں سیکرٹری سائنس

شہاب الدین بھی پوری طرح ملوث ہے اس لئے آپ اسے فوری طور پر واپس بلا لیں۔ اسے چارڑو طیارے سے واپس آنے کا کہیں۔ اس کے ساتھی بعد میں آتے رہیں گے لیکن اسے یہ کسی صورت احساس نہ ہو سکے کہ اسے اس معاملے کے لئے بلا یا جا رہا ہے۔..... عمران نے ایکسو کے مخصوص لجھ میں کہا۔

”لیں سر۔ حکم کی تعییل ہو گی سر۔“..... دوسری طرف سے موبدانہ لجھ میں کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”اب کیا باقی کام اس کی آمد پر ہو گا۔“..... بلیک زیو نے پوچھا۔

”دیکھو۔ شاید تم ان دونوں کا سراغ لگائے۔ میں اب ہسپتال جا رہا ہوں تاکہ نائیگر سے مزید معلومات حاصل کر سکوں۔ اگر ان دونوں کے بارے میں کوئی اہم رپورٹ ملے تو مجھے ہسپتال ضرور فون کر دینا ورنہ وہاں سے واپسی پر میں اپنے فلیٹ پہنچ کر تمہیں خود فون کر دوں گا۔“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران تیزی سے مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ڈی ایجنٹی کا چیف کریل اس متھ اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کریل اس متھ نے چونک کر سراٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھ لیا۔

”لیں۔“..... کریل اس متھ نے کہا۔

”بُن بول رہا ہوں چیف۔“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کوئی خاص بات۔“..... کریل اس متھ نے کہا۔

”چیف۔ مار جونا کلب کی مالکہ لیڈی راسم نے برائڈ اور جیکی کے بارے میں ماریا سے معلومات حاصل کی ہیں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کریل اس متھ بے اختیار چونک پڑا۔

”ماریا سے۔ کیسے معلوم ہوا۔“..... کریل اس متھ نے چونک کر کہا

کی سیکرٹری کو تھوڑی سی رقم دے کر معلوم کر لیا کہ لیڈی راسم نے یہ معلومات ایک لاکھ ڈالر کے عوض پاکیشیا کے کسی علی عمران کو مہیا کی ہیں۔..... بہن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”علی عمران۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ برائڈ اور جیکی دنوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آگئے ہیں۔ ویری بیڈ۔..... کرنل اسمتحہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور ایک جھٹکے سے کریڈل پر رکھا اور میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور پھر برائڈ کی مخصوص فریکونسی ایڈ جسٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل اسمتحہ کانگ یو۔ اوور۔..... کرنل اسمتحہ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”لیں چیف۔ برائڈ اندنگ یو۔ اوور۔..... تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے برائڈ کی آواز سنائی دی۔

”تم نے کوئی رپورٹ ہی نہیں دی۔ کیا کر رہے ہو تم وہاں۔ اوور۔..... کرنل اسمتحہ نے تیز لمحے میں کہا۔

”ہم نے مشن مکمل کر لیا ہے اور اس وقت میں اور جیکی دنوں کافرستان میں موجود ہیں۔ میں نے سوچا تھا کہ ایکریمیا پہنچ کر آپ کو تفصیلی رپورٹ دی جائے۔ اوور۔..... برائڈ نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم نے مشن مکمل کر لیا ہے۔ اوور۔..... کرنل اسمتحہ نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کیونکہ ماریا اس کی لیڈی سیکرٹری تھی اور وہ گزشتہ ایک ہفتے سے چھٹی پر تھی۔

”چیف۔ ماریا کا اکاؤنٹ بھی سُن بینک میں ہے اور میرا بھی۔ میں اپنے اکاؤنٹ میں ایک گڑبڑ کی وجہ سے بینک گیا اور منجھ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جینک منجھ میرا گھر ادھست ہے۔ دیسے ہی باتوں پاتوں میں اس نے بتایا کہ ماریا کے اکاؤنٹ میں میں ہزار ڈالر کی رقم مار جونا کلب کے اکاؤنٹ سے ٹرانسفر کرائی گئی ہے حالانکہ اس سے پہلے ایسا نبھی نہیں ہوا۔ میں یہ بات سن کر چونک پڑا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ لیڈی راسم مخبری کا نیٹ ورک چلاتی ہے۔ میں وہاں سے اٹھ کر سیدھا ماریا کے رہائشی فلیٹ پر گیا۔ وہ وہاں موجود تھی۔ پہلے تو اس نے کچھ بتانے سے انکار کیا لیکن جب میں نے اسے کہا کہ میں لیڈی راسم سے سب کچھ معلوم کر لوں گا اور پھر اس کی شکایت آپ سے کروں گا لیکن اگر وہ خود بتا دے کہ اس نے کس بارے میں معلومات لیڈی راسم کو مہیا کی ہیں تو میں اس کی شکایت آپ سے نہیں کروں گا تو اس نے بتایا کہ لیڈی راسم نے برائڈ اور جیکی کے بارے میں عام سی معلومات حاصل کی ہیں اور چونکہ بقول ماریا کے اسے ان دنوں رقم کی اشد ضرورت تھی اس لئے اس نے یہ معلومات مہیا کر دی ہیں۔ اس نے لیڈی راسم کو بتایا کہ وہ دنوں کسی فارمولے کے حصول کے لئے پاکیشیا گئے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد میں لیڈی راسم کے کلب گیا اور وہاں میں نے لیڈی راسم

”لیں چیف۔ کاسموس از جی کا فارمولہ اور ڈبل ایس دونوں میرے پاس موجود ہیں۔ لیبارٹری کو اندر سے تباہ کر دیا گیا ہے جبکہ باہر سے وہ دیسے بھی بند ہے۔ اب جب وہاں سپلائی جائے گی تو جا کر انہیں معلوم ہو گا۔ ابھی تو کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں ہے۔ اور“..... برائٹ نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تمہارے اور جیکی کے بارے میں پاکیشی سیکرٹ سروس یہاں مخبری کرنے والے اداروں سے تفصیلات پوچھ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ان کی نظروں میں آ چکے ہو۔ یہی رپورٹ ملنے پر میں نے تھیں کال کیا تھا۔ اور“..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”ہمارے بارے میں پوچھ چکھ کر رہی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے چیف۔ ہم تو کسی کے سامنے آئے ہی نہیں۔ ہم نے تو اپنا مشن مکمل کیا ہے اور پھر وہاں سے سیدھے ایئر پورٹ پہنچے اور وہاں سے طیارہ چارٹر کر کر کافستان پہنچ گئے ہیں۔ اور“..... برائٹ نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا تو کرنل اسمتحن نے اسے ہن سے ملنے والی رپورٹ بتا دی۔

”کرتے پھریں انکوارٹری چیف۔ اب وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اور“..... برائٹ نے بڑے فاتحانہ لمحے میں کہا۔

”اوہ نہیں۔ یہ لوگ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں اور ان کے ایجنسٹ ہر ملک میں ہیں اور کافستان میں تو لازمی ہوں گے۔ تم فوری طور پر ایسا کرو کہ ڈبل ایس اور کاسموس از جی فارمولے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کو کسی انٹریشنل کوریئر سروس کے ذریعے مجھے بھجوادو اور خود وہاں سے گریٹ لینڈ چلے جاؤ اور وہاں سے ایکریمیا آ جاؤ۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اور“..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”لیں چیف۔ اور“..... برائٹ نے کہا۔

”میری ہدایت پر فوری عمل کرو۔ فوری۔ اور اینڈ آل۔“۔ کرنل اسمتحن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس میز کی دراز میں رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”جارج بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے اس کے آفس انچارج نے موڈبانہ لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جارج۔ کافستان سے پیش کوریئر سروس کے ذریعے برائٹ ایک یا دو پیکٹ بھجوائے گا۔ یہ انتہائی اہم پیکٹ ہیں۔ تم نے انہیں فوری مجھے بھجوانا ہے۔“..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”لیں چیف۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتحن نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے نو سیکرٹری ڈیپسٹ۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”چیف آف ڈی ایجنٹسی کرنل اسمتحن بول رہا ہوں۔“..... کرنل اسمتحن نے سمجھیدہ لمحے میں کہا۔

”لیں سر۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”ہیلو“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔  
”کرنل اسمتحہ بول رہا ہوں سر“..... کرنل اسمتحہ نے اس بار  
قدرتے مودبانہ لمحے میں کہا۔

”لیں کرنل۔ کوئی خاص بات“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”لیں سر۔ کاسموس از جی کے فارمولے کا جو مشن آپ نے دیا  
تھا وہ ہماری ایجنسی نے مکمل کر لیا ہے“..... کرنل اسمتحہ نے بڑے  
فاخرانہ لمحے میں کہا۔

”یہ وہی فارمولہ ہے جس پر پاکیشیا کے سائنس دان شوگران  
کے سائنس دانوں کے ساتھ مل کر کام کر رہے تھے اور جس کے  
لئے آپ نے مجھے کہہ کر پیش سشور سے ڈبل ایس نکلوایا تھا۔“ سیکرٹری  
ڈنیپس نے کہا۔

”لیں سر۔ اب وہ فارمولہ بھی اور ڈبل ایس بھی میرے پاس  
پہنچنے والا ہے۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ آپ کو یہ خوشخبری  
بھی سنا دوں اور یہ بھی معلوم کروں کہ فارمولہ کہاں بھجوانا ہے کیونکہ  
مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمارے  
ایجنسٹوں کے بارے میں اطلاعات ملی ہیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ  
حرکت میں آتے ہمارے ایجنت مشن مکمل کر کے پاکیشیا سے  
کافرستان پہنچ چکے ہیں لیکن سر۔ وہ بہر حال اس فارمولے کے پیچے  
یہاں آئیں گے۔ گوان سے تو ہم آسانی سے نہ لیں گے لیکن

اس کے باوجود میں چاہتا ہوں کہ اس فارمولے کو فوری طور پر اس  
کے ٹھکانے پر پہنچا دیا جائے۔ البتہ ڈبل ایس آپ کو پہنچا دیا جائے  
گا تاکہ آپ اسے پیش سشور میں واپس جمع کر دیں“..... کرنل  
اسمتحہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو آپ نے ایک اچھی خبر کے ساتھ ایک بڑی خبر بھی  
سنادی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو انتہائی خطرناک سروس ہے۔ ہمارے  
چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن تو پاکیشیا کے نام سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں  
اور انہوں نے باقاعدہ سرکاری سرکلر جاری کیا ہوا ہے کہ پاکیشیا کے  
خلاف کوئی بھی مشن ان کے نوٹس میں لائے بغیر اور ان کی منظوری  
حاصل کئے بغیر عمل میں نہ لایا جائے اور میں نے اس مشن کو ان  
سے بھی خفیہ رکھا تھا۔ اب اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ گئی تو  
انہیں اطلاع مل جائے گی“..... سیکرٹری ڈنیپس نے تشویش بھرے  
لمحے میں کہا۔

”سر۔ ایسی صورت میں آپ انہیں بتا دیں کہ اس فارمولے پر  
اصل کام شوگرانی سائنس دان کر رہے تھے اور یہ فارمولہ بھی ان کا  
تھا۔ صرف وہ اسے خفیہ رکھنے کے لئے اس پر پاکیشیا میں کام کر  
رہے تھے۔ چیف سیکرٹری صاحب انتہائی اصول پسند آدمی ہیں اس  
لئے وہ اس معاملے پر بھی اصول پسندی کا ہی مظاہرہ کریں گے اور  
شوگران کے خلاف تو ان کی کوئی ہدایت نہیں ہے“..... کرنل اسمتحہ  
نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”گذ۔ تم نے یہ اچھی تجویز دی ہے۔ بہر حال یہ فارمولہ تم خود میرے آفس میں مجھے پہنچا دو۔ ساتھ ہی ڈبل ایس بھی۔“ سیکرٹری ڈینپش نے کہا۔

”لیں سر۔“ کرنل اسمتحن نے جواب دیا۔

”اوکے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل اسمتحن نے رسیور رکھ دیا۔

”پوری دنیا ایکریمیا کے خوف سے ہر وقت لرزتی رہتی ہے اور ایکریمیا کے اعلیٰ افران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خوف سے ہر وقت لرزتے رہتے ہیں۔ اب اس سروس کا خاتمه ضروری ہو گیا ہے ورنہ یہی حالت رہی تو یہ اعلیٰ افران ایکریمیا کی ناک ہی کٹوادیں گے۔“ کرنل اسمتحن نے رسیور رکھ کر بڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک اسے ماریا کا خیال آ گیا تو اس کے ذہن میں غصے کی تیز لہری دوڑتی چلی گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”پہن بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے پہن کی آواز سنائی دی۔

”کرنل اسمتحن بول رہا ہوں۔“ کرنل اسمتحن نے تیز لمحے میں کہا۔

”لیں چیف۔ حکم چیف۔“ پہن نے انتہائی مودبانہ لمحے میں کہا۔

”ماریا کی وجہ سے ایجنسی کے مفادات کو شدید خطرات لاحق ہو گئے ہیں اس لئے ماریا کو فوری طور پر آف کراؤ۔“ کرنل اسمتحن نے انتہائی سرد لمحے میں کہا۔

”لیں چیف۔ حکم کی فوری تعییل ہو گی۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اور سنو۔ لیڈی راسم کی گنگرانی کراؤ۔ اس کے فون بھی ٹیپ کراؤ کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر یہاں آئی تو پھر وہ لیڈی راسم سے لازماً رابطہ کرے گی اور ہو سکتا ہے کہ فون پر رابطہ کرے۔ مجھے اس سلسلے میں فوری اور بروقت اطلاعات ملنی چاہئیں۔“ کرنل اسمتحن نے کہا۔

”لیں چیف۔ حکم کی تعییل ہو گی۔“ پہن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل اسمتحن نے رسیور رکھ دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی نجٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ذی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“  
عمران نے رسپور اٹھا کر اپنے مخصوص لبچے میں کہا۔  
”سلطان بول رہا ہوں۔“..... دوسری طرف سے سرسلطان کی قدرے غصیلی آواز سنائی دی۔

”ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ مزاج سلطانی شاید کچھ بہم محسوس ہوتا ہے۔“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”تمہیں چیف کے ذریعے مجھے حکم دلانے کی کیا ضرورت تھی۔  
کیا میں نے تمہاری بات ٹال دینی تھی۔ بولو۔“..... سرسلطان نے واقعی غصیلے لبچے میں کہا۔

”یہ بات نہیں ہے سرسلطان۔ میں نے چیف سے آپ سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بات کرنے کی گزارش کی تھی کہ ایک تو آپ کا سیکرٹری لازماً لائیں چھوڑ دے گا۔ دوسرا آپ کو اس معاملے کی اہمیت کا بخوبی احساس ہو جائے گا۔..... عمران نے بھی جواباً اسی احتیاط کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا جو سرسلطان نے اختیار کی تھی۔ انہوں نے عمران سے یہ نہیں کہا تھا کہ اس نے چیف بن کر انہیں حکم دیا ہے کیونکہ سرسلطان ایسے معاملات میں ہمیشہ انتہائی محتاط رہتے تھے اس لئے عمران نے بھی اسی انداز میں جواب دیا تھا حالانکہ سرسلطان کو بھی علم تھا کہ چیف کے لبچے میں بات کرنے والا عمران خود تھا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ تمہاری بات کو میں سنجیدہ نہیں لیتا۔“  
سرسلطان نے اس بارقدرے زم لبچے میں کہا۔

”آپ نے میری بات پر کان ہی نہیں دھرنے تھے حالانکہ میں نے آپ سے دست بستہ گزارش کی تھی کہ سیکرٹری سامنے کو واپس بلا یا جائے لیکن آپ نے الٹا مجھے پکھر جهاڑ دیا۔ سچ ہے کہ ہماری رعایا کی دربار سلطانی میں شنوائی کہاں ہوتی ہے۔“..... عمران نے کہا۔ سرسلطان کا لبچہ زم پڑتے ہی عمران شوخی پر اتر آیا تھا۔

”میرے خیال میں تو اب بھی کوئی ایسی ایم جسی نہیں ہے۔“  
سرسلطان نے کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ چیف کو صاف جواب دے دیجئے تاکہ پچوں کی کہانیوں کا درست انجام سامنے آ جائے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیسی کہانیاں اور کیسا انجام“..... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں چونک کر کہا۔  
”بچوں کی کہانیوں کا انجام یہی ہوتا ہے کہ بادشاہ سلامت نے اپنا تخت و تاج شہزادے کے حوالے کیا اور خود باقی عمر یادِ الہی میں بسر کرنی شروع کر دی۔ ویسے یہ ہے تو بڑے فائدے کا سودا“۔  
عمران نے کہا۔

”تو تمہارا خیال ہے کہ تمہارا چیف مجھے میری سیٹ سے ہٹا سکتا ہے۔ کیوں“..... سرسلطان نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ یہ کس میں جرأت ہے کہ آپ کو تخت سے ہٹا سکے۔ بادشاہ تو اپنا تخت و تاج رضا کارانہ طور پر شہزادے کے حوالے کر دیتے تھے“..... عمران نے کہا تو سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

”تم سے باتوں میں جیتنا ناممکن ہے۔ بہر حال سیکرٹری سائنس آج دوپھر کو واپس پہنچ رہے ہیں“..... سرسلطان نے کہا۔

”تو جیسے ہی وہ پاکیشیا پہنچیں آپ انہیں ان کی کوئی پر پابند کر دیں اور پھر مجھے اطلاع کر دیں۔ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا اور پھر آپ کی معیت میں ان سے ملاقات ہو گی“..... عمران نے کہا۔

”ایک بات بتا دوں۔ شہاب الدین صاحب کا ریکارڈ صاف ہے اس لئے ان کے خلاف جو بھی الزام ہے اس کا ثبوت لازماً مہیا

کر لینا“..... سرسلطان نے کہا۔  
”آپ بے فکر رہیں۔ آپ کو شرمندہ نہیں ہونا پڑے گا“۔  
عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا  
تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی  
ایک بار پھر نج اٹھی۔  
”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بربان خود اور  
بدہان خود بول رہا ہوں“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔  
”ایکسٹو“..... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی  
دی۔  
”ارے۔ ارے۔ بڑی مشکل سے سرسلطان کو ٹھنڈا کیا ہے۔  
ان کو بھی یہی شکوہ تھا کہ چیف کا لہجہ بے حد سخت ہوتا ہے اور اب  
تم نے مجھ پر عنایت شروع کر دی ہے“..... عمران نے کہا۔  
”عمران صاحب۔ آپ کا لہجہ واقعی سرسلطان سے بات کرتے  
ہوئے خاصا سخت ہو گیا تھا“..... اس بار دوسری طرف سے بلیک  
زیرو نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔  
”ارے۔ ارے۔ تو اسی وقت مجھے ٹوک دینا تھا۔ اب مجھے کیا  
معلوم کہ وہ چیف جس سے پوری دنیا ڈرتی ہے بذات خود نام نہاد  
سلطان سے ڈرتا ہے“..... عمران کی زبان روایت ہو گئی تو دوسری  
طرف سے بلیک زیرو کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔  
”عمران صاحب۔ میں نے آپ کو اس لئے فون کیا ہے کہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ابھی جولیا نے رپورٹ دی ہے کہ برائڈ اور جینکی دونوں کل رات کی فلاست سے کافرستان چلے گئے ہیں۔..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”چلے گئے ہیں۔ کیوں۔ کیا انہیں پاکیشیا پسند نہیں آیا۔“ - عمران نے بے ساختہ لبجے میں کہا۔

”اب یہ تو وہی بتا سکتے ہیں عمران صاحب۔“..... بلیک زیرو نے ہنسنے ہوئے کہا۔

”اب کیا کیا جائے۔ اگر محترمہ جینکی مجھ سے ملاقات کر لیتی تو اس طرح جلدی بھی نہ جاتی اور اس طرح بے نیل و مرام بھی نہ اسے جانا پڑتا۔“..... عمران نے بڑی مختنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

”آپ نے کیسے اندازہ لگایا کہ وہ ناکام واپس گئے ہیں۔“

بلیک زیرو نے حیرت بھرے لبجے میں پوچھا۔

”ظاہر ہے اب اتنی جلدی تو ان کا مشن مکمل نہیں ہو سکتا اور اگر ہو چکا ہوتا تو اب تک کہیں نہ کہیں سے اطلاع مل جاتی اور ہاں۔ جولیا کو کس نے رپورٹ دی ہے کہ وہ دونوں کافرستان چلے گئے ہیں۔“..... عمران نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔

”نعمانی ایئر پورٹ اور اس کے ارد گرد ہوٹلوں کو چیک کر رہا تھا۔ پھر اس نے ویسے ہی ایئر پورٹ سے ان کے بارے میں پڑتاں کی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ دونوں کل رات ہی کافرستان جا چکے ہیں۔ نعمانی نے جولیا کو اطلاع دی اور جولیا نے مجھے۔“ - بلیک

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ناٹران سے کہہ دیا ہے تم نے کہ وہ انہیں وہاں چیک کرئے۔“  
عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ابھی اطلاع ملی ہے تو میں نے آپ کو فون کیا ہے۔“  
بلیک زیرو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں خود بات کرتا ہوں۔ ان کے حلیئے تفصیل سے بتانے پڑیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ چیف کسی خوبصورت لڑکی کا حلیہ مزے لے لے کر بتاتا رہے۔“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر بنس پڑا۔

”ٹیم کو کہہ دو کہ اب ان دونوں کو تلاش کرنا بند کر دئے۔“  
عمران نے کہا۔

”وہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے او کے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”ناٹران بول رہا ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ویسے تم نے اگر اپنے نام کے آغاز میں نا کا لفظ نہ لگایا ہوتا تو تمہارے نام کی بجائے کنویں اور جو ہڑوں میں رہنے والی مخلوق کی آواز کانوں میں گونجئے لگ جاتی۔“..... عمران نے کہا۔

گا۔۔۔ نائزان نے کہا تو اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا۔  
”ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔  
”لیکن یہ لڑکی ہے کون،۔۔۔ نائزان نے کہا۔

”ارے کمال ہے۔ حلیہ سننے سے پہلے ہی اس کے بارے میں  
اتنا اشتیاق پیدا ہو گیا ہے۔ حلیہ سننے کے بعد تو تمہارا نجاح نے کیا  
ر عمل ہو گا،۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آپ کے منہ سے لفظ خوبصورت سننے کے بعد اب مجھے اس  
کے بارے میں کوئی خوش فہمی نہیں رہی اس لئے آپ بے فکر  
رہیں،۔۔۔ نائزان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ جسے میں خوبصورت کہوں وہ دراصل  
خوبصورت نہیں ہوتی،۔۔۔ عمران نے روٹھ جانے والے انداز میں  
کہا۔

”عمران صاحب۔ حسن دیکھنے والے کے اپنے اندر ہوتا ہے  
اس لئے ہر دیکھنے والے کا معیار حسن بھی دوسرے سے مختلف ہوتا  
ہے،۔۔۔ نائزان نے بڑے فلسفیانہ لمحے میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ میں نے دیکھنے کی تو بات ہی نہیں کی۔ میں تو  
حلیہ سناؤں گا تمہیں،۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ظاہر ہے آپ دیکھنے کی فرمائش کے لئے ہی حلیہ بتائیں گے۔۔۔  
نائزان نے کہا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس  
پڑا۔

”میں سمجھ گیا عمران صاحب۔ آپ کا مطلب مینڈ کوں کے  
ٹرانے سے ہے،۔۔۔ دوسری طرف سے نائزان نے ہنستے ہوئے  
کہا۔

”اسی سمجھ داری کی وجہ سے تو نا کا حرف لگ گیا ہے،۔۔۔ عمران  
نے جواب دیا تو نائزان ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ نے بڑے عرصے بعد فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات  
عمران صاحب،۔۔۔ نائزان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ تمہارا چیف شاید روبوٹ ہے۔ اس کے اندر واقعی نہ دل  
ہے نہ ہی جذبات،۔۔۔ عمران نے کہا۔

”وہ کیوں عمران صاحب،۔۔۔ نائزان نے چونک کر پوچھا۔

”اس نے مجھے فون کیا کہ ایک خوبصورت لڑکی کا حلیہ نائزان کو  
تفصیل سے بتا دو۔ میں نے دست بستہ پوچھا کہ آپ خود کیوں  
نہیں بتا دیتے۔ آپ نے بھی تو اس کی تصویر دیکھی ہو گی جیسے میں  
نے دیکھی ہے تو فرمانے لگے کہ انہیں لڑکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں  
ہے۔ اب تم بتاؤ کہ جسے خوبصورت لڑکیوں سے اتنی دلچسپی بھی نہ ہو  
کہ ان کا حلیہ دوہرانے کی زحمت بھی گوارہ نہ کر سکے تو وہ انسان  
ہے یا روبوٹ،۔۔۔ عمران کی زبان روایا ہو گئی۔

”عمران صاحب۔ ان کا مطلب یہ نہیں تھا جو آپ نے سمجھا  
ہے۔ ظاہر ہے جس قدر تفصیل سے آپ اس لڑکی کا حلیہ دوہرا سکتے  
ہیں اتنی تفصیل سے چیف نے اس لڑکی کی تصویر کو دیکھا تک نہ ہو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اوکے۔ چلو تمہیں اجازت ہے کہ تم اسے دیکھ بھی سکتے ہو۔ تم جیسے فلاسفہ رکیوں کے معاملے میں واقعی بے ضرر ثابت ہوتے ہیں،“..... عمران نے کہا تو ناٹران بے اختیار نہ پڑا۔ ”آپ بتائیں تو سہی،“..... ناٹران نے کہا۔

”ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک جوڑا پاکیشیا سیاحت کے لئے آیا۔ اس جوڑے میں مجنوں کا نام برائڈ اور لیلی کا نام جیکی ہے۔ انہوں نے یہاں سیکرٹری سائنس سے ملاقاتیں کیں۔ یہ ملاقاتوں کا مشکوک تھیں اس لئے تمہارے چیف تک مشکوک ملاقات کی رپورٹ پہنچ گئی لیکن اس سے پہلے کہ تمہارے چیف کے کارکنان حرکت میں آتے سیکرٹری سائنس ایک سرکاری کانفرنس کے سلسلے میں پورپ چلے گئے اور لیلی مجنوں کے بارے میں آج اطلاع ملی ہے کہ وہ دونوں کل رات کی فلاںٹ سے کافرستان پہنچ چکے ہیں۔ چیف نے کہا ہے کہ وہ دونوں عشق میں ناکام ہوئے ہیں اور یقیناً ایکریمیا پہنچ کر خود کشی کر لیں گے اس لئے ان کے پیچھے بھاگنا فضول ہے لیکن تمہارے چیف کا اگر دل نہیں ہے تو دماغ ڈبل ہے اور ان دونوں دماغوں میں مشکوک کے کیڑے ہر وقت رینگتے رہتے ہیں۔ تمہارے چیف کو شک ہے کہ وہ کامیاب بھی تو لوٹ سکتے ہیں اس لئے ناٹران کو کہہ دو کہ وہ ان دونوں کو فوراً ٹریس کرے اور پھر انہیں پابجولاں مطلب ہے کہ پیروں میں بیڑیاں ڈال کر واپس بھجوادو،“..... عمران نے ایک بار پھر مسلسل

بولتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ ان کا مشن کیا تھا،“..... ناٹران نے جلدی سے پوچھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر عمران کی زبان پڑی سے اتر گئی تو پھر اسے واپس پڑی پر چڑھانا مشکل ہو جائے گا۔

”جو لیلی مجنوں کا ہوتا ہے۔ پہلے زمانے میں وہ صحراء ڈھونڈتے ہوئے دور تک نکل جاتے تھے آج کل وہ بڑے بڑے اور آباد شہر ڈھونڈتے ہیں اور پہلے اس سفر کو سفر عشق کہا جاتا تھا لیکن آج کل سیاحت کہا جاتا ہے۔ بہر حال یہ ابھی تک معلوم نہیں ہوا کہ ان کا مشن کیا تھا۔ البتہ ان کا ہاتھ آنا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان کا اصل مشن کیا تھا۔ تمہارے چیف نے البتہ یہ معلوم کر لیا ہے کہ ان دونوں کا تعلق ایکریمیا کی کسی ڈی ایجنٹی سے ہے اور برائڈ اس کا سیکشن انچارج ہے جبکہ جیکی اس کی استنسٹ ہے،“..... عمران نے کہا۔

”ان کے حلیئے بتا دیں تاکہ میں انہیں چیک کر اسکوں،“..... ناٹران نے کہا۔

”مرد کا حلیہ میں بتا دیتا ہوں۔ عورت کا حلیہ بتانے کی شرع اجازت نہیں دیتا اور اگر اماں بی کو معلوم ہو گیا کہ میں پرائی اور وہ بھی غیر ملکی عورتوں کے حلیئے تفصیل سے دوہرا تا ہوں تو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ میرا کیا حشر ہو گا۔ چیف کا اگر دل ہے تو اس کے کسی نہ کسی کونے میں رحم کی کوئی رمق بھی موجود رہتی ہو گی لیکن ان

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

معاملات میں اماں بی کے دل میں رحم کی معمولی سی رقم بھی نہیں پائی جاتی۔..... عمران نے جواب دیا تو ناٹران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”چیز آپ مرد کا حلیہ بتا دیں۔..... ناٹران نے ہستے ہوئے کہا۔

”پرانے زمانے کی بڑی بوڑھیاں کہا کرتی تھیں مرد بچہ ہے اس کا کیا حلیہ دیکھنا ہے البتہ عورت کا حلیہ ضرور دیکھنا چاہئے۔ ویسے اگر تم اپنے آپ کو مرد سمجھتے ہو تو پھر اپنا حلیہ ہی سمجھ لو۔..... عمران کی زبان ظاہر ہے اتنی جلدی کیسے قابو میں آ سکتی تھی۔

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ مطلب ہے کہ مرد کا حلیہ آپ کا حلیہ ہے۔..... ناٹران نے کہا۔

”اللہ تمہارا بھلا کرے۔ تمہیں زندگی میں بھی کروٹ کروٹ چین نصیب کرے۔ آج تم نے مجھے مرد کہہ کر میرا سرفخر سے بلند کر دیا ہے۔..... عمران نے کہا تو ناٹران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”کیوں۔ کیا آپ اپنے آپ کو مرد نہیں سمجھتے۔..... ناٹران نے ہستے ہوئے کہا۔

”میں تو سمجھتا ہوں لیکن تنور نہیں سمجھتا۔ وہ اکثر چیلنج کرتا رہتا ہے کہ اگر میں مرد ہوں تو پھر کاندھے پر بھاری گرز رکھ کر مس جولیا کو بالوں سے پکڑ کر گھسیتا ہوا کسی غار میں کیوں نہیں لے جاتا۔

اب میں اسے کیا بتاؤں کہ اب جولیا وہ پرانے زمانے کی عورت تو نہیں ہے کہ خاموشی سے گھستی ہوئی چلی جائے گی یا شاید اس دور میں اس کی اپنی مرضی بھی یہی ہو گی تاکہ وہ اپنی سہمیلوں میں فخر سے سر بلند کر سکے لیکن آج کل تو عورتوں نے مارشل آرٹس کے تمام نصابی اور غیر نصابی داؤ سیکھے ہوئے ہیں اس لئے اب اگر جولیا کے ساتھ یہ واقعہ پیش آئے تو بے چارے مرد کا سراس کے گرز سے اس طرح پھٹا پڑا ہو گا جیسے تربوز پھٹتا ہے۔..... عمران نے جواب دیا تو ناٹران کافی دری تک ہستا رہا۔

”تو پھر تنور یہ آپ کو چیلنج کیوں کرتا ہے۔ ظاہر ہے وہ بھی تو جانتا ہے کہ جولیا کیا کر سکتی ہے۔..... ناٹران نے ہستے ہوئے کہا۔

”تاکہ میں راستے سے ہٹ جاؤں اور تنور یہ آج کل کے دور کے مطابق سرخ گلاب کی کلی لے کر جولیا کے سامنے پیش ہو جائے اور جولیا شرماتے ہوئے سر جھکا دے اور مارشل آرٹ بھول جائے۔..... عمران نے جواب دیا تو ناٹران اس بار کافی دری تک ہستا چلا گیا۔

”اس بار میرے فون کا بل تمہیں ادا کرنا ہو گا کیونکہ جتنی دری تم نے ہنسنے میں لگائی ہے اتنی دری کا بل ہزاروں میں آ جاتا ہے اور آغا سلیمان پاشا تو اس دور کا وہ گرز بردار ہے جو نہ مرد دیکھتا ہے نہ عورت۔..... عمران نے کہا۔

”آپ خود ہی ایسی بات کرتے ہیں عمران صاحب۔..... ناٹران

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے ایک بار پھر ہنستے ہوئے کہا۔  
”اچھا چلوں لو۔ پھر آگے بات ہو گی“..... عمران نے کہا اور  
پھر اس نے برائڈ اور جیکی دنوں کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔  
”یہ کس فلاٹ سے کافرستان پہنچے ہیں“..... ناڑان نے اس  
بار سنجیدہ لجھے میں پوچھا۔  
”انتا معلوم ہوا ہے کہ کل رات کی فلاٹ سے گئے ہیں“۔ عمران  
نے کہا۔  
”ٹھیک ہے۔ میں معلومات کرتا ہوں۔ اگر یہ ابھی تک کافرستان  
میں ہیں تو میں انہیں تلاش کر لوں گا اور اگر یہاں سے نکل گئے  
ہیں تو میں ان کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کر لوں گا لیکن  
رپورٹ میں نے کس کو دینی ہے۔ آپ کو یا چیف کو“..... ناڑان  
نے کہا۔

ایسی (آکسن) ڈکار رہا ہوں“..... عمران نے بات کرتے ہوئے  
کہا۔

”ایکسٹو“..... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی  
دی۔

”ایک ہی لجخ کافی ہے۔ ٹو کی گنجائش نہیں ہے۔ آغا سلیمان  
پاشا کو متعدد بار سمجھایا ہے کہ اتنا بھاری بھر کم لجخ نہ کرایا کرے کہ  
آدمی ڈکار لیتا لیتا گور غریباں میں پہنچ جائے لیکن وہ جب تک تمام  
ڈشیں سر پر کھڑا ہو کرنہ کھلانے اسے چین ہی نہیں آتا اور پھر یہ  
بھی مجبوری ہے کہ ہر ڈش کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے  
بھی ملائے جائیں چاہے مرچوں کی زیادتی سے ناک میں سے  
سرک کوٹھنے والے ابھن کی آوازیں نکل رہی ہیں“..... عمران کی  
زبان روایا ہو گئی۔

”عمران صاحب۔ ناڑان نے رپورٹ دی ہے“..... اس بار  
بلیک زیرو نے اپنے اصل لجھے میں کہا۔ وہ پہلے اس لئے مخصوص  
لجھے میں فون کرتا تھا کہ کہیں عمران کے پاس کوئی ممبر نہ بیٹھا ہو لیکن  
جب عمران جواب دیتا تھا تو عمران کے جواب سے ہی وہ سمجھ جاتا  
تھا کہ وہ اکیلا ہے یا نہیں۔

”اتنی جلدی۔ کیا ہوا ہے“..... عمران نے چونک پر پوچھا۔  
”برائڈ اور جیکی کافرستان کے ہوٹل گرانڈ میں رہے لیکن آج  
صح انہوں نے ہوٹل چھوڑ دیا اور ایئر پورٹ سے چار ٹرڈ طیارے  
غیریب خور۔ اوہ سوری۔ لجخ خور علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”چیف کو۔ میں نے اس رپورٹ کا اچار ڈالنا ہے۔ میں تو  
صرف حلیہ بتانے کے چکر میں پھنس گیا اور کال اتنی لمبی ہو گئی ہے  
کہ آغا سلیمان پاشا اگر کچن میں ہوتا تو اب تک دس بار پیچھے سے  
فون کا کنکشن آف کر چکا ہوتا اس لئے اللہ حافظ“..... عمران نے کہا  
اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور دوبارہ سٹنگ روم میں آ گیا۔ دوپہر کو وہ  
ابھی لجخ سے فارغ ہوا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی نجح اٹھی تو عمران نے  
ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

<http://www.esnips.com/web/ImranSeries-MazharKaleem>

کیونکہ دونوں پیکش کی مہیت بتا رہی تھی کہ برائذ نے پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کیا ہے جس میں کوئی فارمولہ اور کوئی سامنی آله اس نے حاصل کیا ہے لیکن یہاں کسی کو اس بارے میں کوئی اطلاع نہ تھی۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ“..... دوسری طرف سے رابطہ ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کرواؤ“..... عمران نے انہتائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”لیں سڑ“..... اس بار دوسری طرف سے مودبانہ لمحے میں کہا گیا۔

”سلطان بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”سرسلطان۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ایکریمیا کے دو ایجنت پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کر کے کل رات یہاں سے کافرستان گئے ہیں اور پھر کافرستان سے وہ گریٹ لینڈ چلے گئے جبکہ گریٹ لینڈ جانے سے پہلے انہوں نے دونوں پیکش ایک کوریئر سروس کے ذریعے ایکریمیا بھجوائے ہیں۔ ان دونوں پیکش میں سے ایک میں کاغذات تھے جبکہ دوسرے میں کوئی سامنی آله ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ایجنت پاکیشیا کی کسی سامنی لیبارٹری سے فارمولہ اور کوئی آله لے رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گھری سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کے ذریعے وہ گریٹ لینڈ چلے گئے ہیں البتہ ناٹران نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ ایئر پورٹ جانے سے پہلے برائذ نے اس ہوٹل میں بنی ہوئی انٹریشنل کوریئر سروس سے دو پیکش لٹکن بھجوائے ہیں۔ ان دونوں پیکش میں سے ایک میں کاغذات تھے جبکہ دوسرے میں کوئی سامنی آله تھا۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”کس ایڈریس پر بھجوائے ہیں اور وہاں کب تک پہنچیں گے“۔ عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو نے تفصیل بتا دی۔

”ناٹران نے پیکش کے نمبر معلوم کئے ہیں اور کس کے نام سے بھیجے گئے ہیں اور کس کے نام بھجوائے گئے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”ناٹران نے پوری تفصیل معلوم کر لی ہے۔ دونوں پیکش برائذ کے نام سے بھجوائے گئے ہیں اور کرغل اسمتحہ کے نام بھجوائے گئے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا اور ساتھ ہی کرغل اسمتحہ کا ایڈریس بتا دیا جبکہ برائذ نے اپنا ایڈریس ہوٹل گرانڈ لکھا تھا۔

”تم فوری طور پر لٹکن میں جیکب سے کہہ دو کہ اس نے ہر صورت میں یہ دونوں پیکش وصول کرنے ہیں چاہے اسے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے“..... عمران نے تیز لمحے میں کہا۔

”میں کہہ دیتا ہوں“..... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گھری سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے

اڑے ہیں لیکن ہمیں ابھی تک کہیں سے بھی ایسی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ آپ فوراً اسٹینٹ سائکرٹری سائنس یا کسی بھی با اختیار آفیسر سے کہیں کہ وہ فوراً تمام سائنسی لیبارٹریاں چیک کرائیں،..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”تم کہاں سے بول رہے ہو،..... سرسلطان نے پوچھا۔

”میں اپنے فلیٹ میں موجود ہوں،..... عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے تمہیں فون کرتا ہوں،۔ سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”صاحب۔ چائے لے آؤ،..... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی انتہائی مودبانہ لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ لے آؤ،..... عمران۔ اسی طرح سنجیدہ لمحے میں کہا تو سلیمان واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے کی پیالی اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ دی۔

”صاحب۔ اس قدر پریشان ہونے سے کیا آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا،..... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب،..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”صاحب۔ بزرگ کہتے ہیں کہ جب کوئی پریشانی آ جائے تو فوراً صدقہ خیرات کریں۔ اللہ تعالیٰ پریشانی ٹال دیتا ہے۔ صرف

پریشان ہونے سے پریشانی تو نہیں ٹل سکتی،..... سلیمان نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تمہاری بات درست ہے۔ میرے بلیو کوٹ کی جیب میں دس ہزار روپے ہیں وہ نکال کر کسی فلاجی ادارے کو دے آؤ،..... عمران نے چائے کی پیالی اٹھا کر چسکی لیتے ہوئے کہا۔

”وہ تو پہلے ہی پاکیشیا کے سب سے بڑے فلاجی ادارے میں پہنچ چکے ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ آ رہا ہو تو میں رسید لا کر دکھاتا ہوں،..... سلیمان نے مودبانہ لمحے میں کہا تو عمران اس طرح حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”وہ تو میں نے رات کو رکھے تھے۔ تم نے کس وقت نکالے ہیں اور بغیر اجازت کیوں نکالے ہیں،..... عمران نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”صاحب۔ صرف دس ہزار روپے جیسی حقیر رقم سے آپ کی اتنی بڑی پریشانی نہیں ٹل سکتی۔ اس کے لئے آپ کو کم از کم دس لاکھ روپے فلاجی ادارے کو دینے چاہئیں اور مجھے معلوم ہے کہ یہ رقم آپ کے پیشہ سیف میں رکھی ہوئی ہے،..... سلیمان نے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے،..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”یہ بزنس سیکرٹ ہے اور کوئی بھی کامیاب بزنس میں اپنے بزنس سیکرٹ دوسروں کو نہیں بتایا کرتا۔ آپ بس اجازت دیجئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی ایسے سائنسی ادارہ سے فارمولہ اور آله لے آؤے ہیں جس کا براہ راست حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ٹھیک اب مزید معلومات میں گی تو معلوم ہو گا۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے بھی بتانا۔ مجھے بھی پریشانی رہے گی۔“..... سرسلطان نے کہا۔

”میں بتا دوں گا۔ اللہ حافظ۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”سلیمان۔ سلیمان۔“..... عمران نے رسیور رکھ کر سلیمان کو آوازیں دیتے ہوئے کہا۔

”جی صاحب۔“..... سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”یا ر تم نے نسخہ بڑا اچھا بتایا ہے بس تھوڑا سا مہنگا ہے۔ آدمی پریشانی تو فشوں ہو گئی ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باقی آدمی بھی فشوں ہو جائے گی۔ ویسے بزرگ کہتے ہیں کہ جتنا گڑا تنا بیٹھا۔ کم پیسوں میں پریشانی دو چار ہفتوں یا مہینوں بعد جا کر ختم ہوتی ہے۔ زیادہ پیسوں سے فوراً فشوں ہو جاتی ہے۔“ سلیمان نے جواب دیا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ یہ مسئلہ بھی امیروں کے حق میں جاتا ہے۔ غریب بے چارے مہینوں بلکہ سالوں پریشانی کے چکر میں سرسلطان نے کہا۔

میں ابھی دس لاکھ کی رسید لا کر آپ کو دے دیتا ہوں اور چنکی بجانے میں آپ کی پریشانی ختم ہو جائے گی۔ وہ ایک اشتہاری وی پر آتا ہے کہ کھانی فشوں۔ بس اسی طرح پریشانی فشوں ہو جائے گی۔“..... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی تم نکال چکے ہو۔“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”رسید لا کر دکھاؤں۔“..... سلیمان نے کہا۔ ”میں رسید کا کیا کروں گا۔ اس پر آغا سلیمان پاشا ویلفیر آر گناائزشن پاکیشیا لکھا ہوا ہو گا اور نیچے بطور جزل میتھر تمہارے دستخط ہوں گے۔ مہر بھی لگی ہو گی۔“..... عمران نے ہونٹ مکھنچتے ہوئے کہا۔

”آپ تو واقعی روشن ضمیر ہیں۔ میرے حق میں دعا کیا کریں۔“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔

”اب میں دعا میں کرنے کے لئے ہی رہ گیا ہوں۔“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی نجٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔“..... عمران نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹھ۔ میں نے ساری چیکنگ کر لی ہے۔ کسی لیبارٹی میں کوئی گڑ بڑ نہیں ہے۔ سب اوکے ہے۔“ سرسلطان نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پھنسیں رہیں گے،”..... عمران نے کہا۔

”یہ بات نہیں ہے صاحب۔ اللہ تعالیٰ ہر آدمی کے حالات جانتا ہے۔ ہماری مسجد کے امام صاحب ایک بار بتا رہے تھے کہ اگر ایک آدمی کے پاس سورثیاں ہوں اور وہ ان میں سے دو خیرات کر دے جبکہ دوسرے آدمی کے پاس بھی صرف دو روٹیاں ہیں اور ان میں سے ایک خیرات کر دے تو سو میں سے دو خیرات کرنے کی نسبت دو میں سے ایک خیرات کرنے والے کو زیادہ اجر و ثواب ملے گا اور آپ نے ابھی سو میں سے دو بھی نہیں ایک روئی خیرات کی ہے اس لئے تو آدھی پریشانی ختم ہوئی ہے۔ اگر آپ اب بھی دس بارہ روٹیاں اور خیرات کر دیں تو ساری پریشانی ختم ہو جائے گی۔ اگر آپ حکم دیں تو میں رسید لا دوں،”..... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”کبھی اپنے خزانے کو بھی ہوا لگنے دیا کرو۔ تم تو خیرات میں ایک روئی تو کیا ایک نوالہ بھی کسی کو نہیں دیتے،”..... عمران نے کہا۔

”اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے صاحب۔ جسے تنخواہ ہی نہ ملتی ہو وہ بے چارہ تو صرف دعائیں ہی دے سکتا ہے،”..... سلیمان نے بڑے بے چارگی بھرے لجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چائے کی خالی پیالی اٹھائی اور واپس مڑ گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اٹھ کر ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس

تبديل کر کے داش منزل جا سکے۔ اسے اب لگن میں پا کیشا سیکرٹ سروس کے پیش ایجنت جیکب کی کارروائی کا انتظار تھا اور ظاہر ہے اس کی کال داش منزل میں ہی آئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد عمران داش منزل پہنچ گیا۔

”عمران صاحب۔ ہماری کس لیبارٹری سے انہوں نے یہ فارمولہ اور آله حاصل کیا ہو گا،”..... رسمی سلام دعا کے بعد بلیک زیر و نے کہا۔

”فی الحال تمام لیبارٹریاں محفوظ اور صحیح سلامت ہیں بلکہ دوسرے لفظوں میں بخیر و عافیت ہیں،”..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ نے چیک کرایا ہے،”..... بلیک زیر و نے کہا۔

”ہا۔ سرسلطان نے تفصیلی چینگ کرانے کے بعد بتایا ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں پیکٹس کسی ایسے سائنس دان کی لیبارٹری سے حاصل کئے گئے ہیں جن کا تعلق حکومت سے نہیں ہے لیکن ایسی صورت میں بھی سائنس دان کی ہلاکت کے بارے میں کوئی خبر آ جاتی،“..... بلیک زیر و نے کہا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سائنس دان کو انہوں نے بھاری رقم دے کر اس سے باقاعدہ خریداری کی ہو۔ ہمارے ذہن بھی تو اب پولیس والوں جیسے ہو چکے ہیں،“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اگر ایسا ہوتا تو ان دونوں کو فرنیک سے ملنے، سائنس سیکرٹری سے ملنے، فرنیک کے اس طرح ملک سے فرار

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہونے کی ضرورت نہ ہوتی۔ دال میں کچھ نہ کچھ اور کسی نہ کسی سطح پر کالا ضرور ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”صرف کالا ہی نہیں بلکہ ملٹی کلر ہے لیکن لگتا ہے کہ انہوں نے دانستہ اسے سفید رکھا ہے اور یہ تم جانتے ہو گے کہ سفید رنگ میں ساتھ رنگ ہوتے ہیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب پتہ نہیں کہ جیکب کی کال کب آئے۔..... تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو نے کہا۔

”جلد ہی آجائے گی کیونکہ انٹریشنل کوریئر سروس اپنی ڈاک کی بوقت ترسیل کے لئے اپنے طیارے استعمال کرتی ہے۔ وہ انہیں کسی عام فلاٹ سے نہیں بھجواتی اور ناٹران کے مطابق کافرستان سے دونوں پیکش ایکریمیا کے لئے روانہ ہو چکے ہیں۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر واقعی ایسے ہی ہوا۔ تقریباً دو گھنٹوں بعد سپیشل فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو۔..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لمحے میں کہا۔

”جیکب بول رہا ہوں چیف۔..... دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمیں تھا۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے۔..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”دونوں پیکش آپ کے حکم کے مطابق حاصل کر لئے گئے ہیں۔..... جیکب نے جواب دیا۔

”کیسے۔ تفصیل بتاؤ۔..... عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”انٹریشنل کوریئر سروس کا جہاز جیسے ہی کافرستان سے لکھن پہنچا ان کی مخصوص چار ویز اور دو منی ٹرک سامان لینے کے لئے وہاں موجود تھے۔ میں نے ایئر پورٹ پر ہی اس کے ایک آدمی کو اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا۔ اس نے ہمیں اطلاع دے دی کہ ہمارے مطلوبہ پیکش کس وین میں رکھے جا رہے ہیں۔ تمام منصوبہ پہلے سے تیار تھا۔ ہمارے آدمیوں نے اس وین کی شارٹنگ میں معمولی سی گڑبرڈ کر دی۔ چنانچہ ہمارے منصوبے کے مطابق یہ دوسری ویز سے پندرہ منٹ بعد شارت ہوئی جبکہ باقی دونوں ویز اور منی ٹرک پندرہ منٹ پہلے جا چکے تھے ورنہ یہ سب اکٹھے جاتے۔ ہمارے آدمی ان کے روٹس پر ایک ویران علاقے میں موجود تھے۔ چنانچہ یہ وین جب وہاں پہنچی تو اسے روک کر سائیڈ میں لے جایا گیا تاکہ پولیس اسے عام سی ڈیکیتی کا کیس سمجھے اور پولیس نے واقعی اسے ڈیکیتی کا ہی کیس بنایا ہے۔..... جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم دونوں پیکش لے کر خود چارڑی طیارے کے ذریعے ایکریمیا سے گریٹ لینڈ پہنچو اور گریٹ لینڈ سے دونوں پیکش رانا ہاؤس کے ایڈریس پر جوزف کے نام انٹریشنل کوریئر سروس کے ذریعے بک کرا دو اور پھر خود عام فلاٹ سے واپس چلے جانا۔ دونوں پیکش پر بھجوانے والے کا نام اور پتہ فرضی ہو گا۔ نام ماں کیل اور پتہ کوئی بھی لکھ دینا اور وصول کرنے والے کا نام جوزف ہو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

گا۔..... عمران نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”لیں سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے دوسرے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”رانا ہاؤس“..... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”لیں بس“..... جوزف نے کہا۔

”گریٹ لینڈ سے انٹریشنل کوریئر سروس کے ذریعے دو پیکش رانا ہاؤس کے ایڈریس پر تمہارے نام پہنچیں گے۔ بھیجنے والے کا نام مائیکل ہو گا۔ تم نے یہ پیکش وصول کرتے ہی مجھے فون کر کے اطلاع دینی ہے اور ان پیکش کی حفاظت کرنی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”لیں بس“..... جوزف نے کہا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ“..... سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ میں بات کراتا ہوں سر“..... دوسری طرف سے مودبانہ لمحے میں کہا گیا۔

”سلطان بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ سیکرٹری سائنس آ جائیں تو آپ نے انہیں فی الحال کچھ نہیں بتانا۔ مجھے دو پیکش کا انتظار ہے۔ جب وہ مجھے وصول ہو جائیں گے تو پھر میں سیکرٹری صاحب سے ملاقات کروں گا۔..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے تم چاہو“..... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

”آغا سلیمان پاشا کی بات سو فیصد درست ثابت ہوئی ہے۔“  
اچانک عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

”کون سی بات“..... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

”یہی کہ اگر کوئی پریشانی آ جائے تو بجائے اس کے کہ بیٹھے پریشان ہوتے رہیں اس پریشانی کو دور کرنے کی جدوجہد کرنی چاہئے اور ساتھ ہی اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ خیرات کرنا چاہئے۔ اس طرح پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

”تو آپ نے کوئی صدقہ خیرات کی ہے۔“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے سلیمان سے ہونے والی تمام گفتگو بتا دی اور بلیک زیرو کافی دیر تک ہستا رہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کرنل اسمتحن اپنے آفس میں موجود تھا اور بار بار اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھری کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی کا انتظار ہو۔ پھر جب مزید کچھ دیر ہو گئی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”جارج بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے اس کے آفس انچارج کی موادبانہ آواز سنائی دی۔

”جارج۔ کوریئر سروس سے وہ پیکش ابھی تک نہیں پہنچے“۔ کرنل اسمتحن نے کہا۔

”نوسر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ ”ان کے آفس سے معلوم کرو۔ انٹریشنل کوریئر سروس کے آفس سے اب تک انہیں پہنچ جانا چاہئے تھا“..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”لیں سر۔ میں ابھی معلوم کر کے بتاتا ہوں سر“..... جارج نے

جواب دیا تو کرنل اسمتحن نے رسیور رکھ دیا۔

”میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا ہوں۔ اب کوئی خطرہ تو باقی نہیں رہا“..... کرنل اسمتحن نے بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اسے کھول لیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ زبردستی اپنے آپ کو پر سکون رکھنا چاہتا ہو۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں“..... کرنل اسمتحن نے جبرا پر سکون لجھے میں کہا۔

”جارج بول رہا ہوں سر“..... جارج کی متوجہ سی آواز سنائی دی تو کرنل اسمتحن بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا رپورٹ ہے“..... کرنل اسمتحن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”انٹریشنل کوریئر سروس کی جس دین میں ہمارے پیکش موجود تھے اس پر ایئر پورٹ سے آفس آنے کے درمیان ڈاکہ پڑا ہے۔ دین کے ڈرائیور اور دوسرے عملے کو بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ پیکش کا ایک بیگ بھی گم ہے اور دین میں موجود ڈلیوری کی بھاری رقم بھی لوٹ لی گئی ہے۔ میں نے معلومات کی ہیں۔ جو بیگ گم ہوا تھا اس میں وہ دونوں پیکش بھی تھے۔ پولیس اسٹیشن سے پتہ چلا ہے کہ پولیس کو یہ بیگ کچھ فاصلے پر جھاڑیوں میں پڑا مل گیا ہے لیکن اس میں سے ہمارے دونوں پیکش غائب ہیں۔ پولیس اسے ڈکیتی کا کیس سمجھ رہی ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ان دونوں پیکش

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

میں کوئی ایسی قیمتی چیزیں موجود تھیں جس کی وجہ سے ڈاکو اسے ساتھ لے گئے ہیں۔..... جارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
”دیری بیڈ۔ یہ تو سارا مشن ہی ناکام ہو گیا ہے۔ لے جانے والوں کو اس ساری تفصیل کا کیسے علم ہوا۔ برائڈ نے تو اسے کافرستان سے بک کرایا تھا اور وہ پاکیشیا سے تو نکل آیا تھا۔ پھر یہ سب کیا ہوا ہے اور کیسے ہوا ہے۔..... کرنل اسمتحہ نے تیز اور تند لمحے میں کہا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے طور پر ڈاکوؤں کو ٹریس کریں۔ پولیس تو انہیں ٹریس کر رہی ہے لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ پولیس انہیں ٹریس کر سکے گی۔..... جارج نے کہا۔

”جو لوگ اس قدر منظم انداز میں کام کر رہے ہوں وہ پولیس کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر بڑی بڑی کوریئر سروس سے معلومات حاصل کرو کہ ڈاکے بعد کسی بھی سروس سے پاکیشیا کے لئے دو پیکش بک کرائے گئے ہوں تو ان کی تفصیل معلوم کر کے مجھے رپورٹ دو۔..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”لیں باس۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتحہ نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ معاملات اس کے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے پیکش کوریئر سروس کے ذریعے منگوائے ہی کیوں تھے۔ برائڈ اپنے ساتھ لے آتا تو یہ واردات نہ ہوتی لیکن ظاہر ہے اب

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سوچنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ وہ ڈینفس سیکریٹری کو بھی پیشگی بتا چکا تھا اس لئے اب اسے ناکامی کی رپورٹ دیتے ہوئے بڑا عجیب سماں محسوس ہو رہا تھا اور پھر اس نے برائڈ سے ملاقات تک ڈینفس سیکریٹری کو کچھ نہ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ رات اس پر بے حد بھاری گزری تھی۔ جارج کی رپورٹ بھی ناکامی کی تھی۔ دوسرے روز کرنل اسمتحہ اپنے آفس میں بڑے ڈھیلے انداز میں بیٹھا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”برائڈ اور جیکی ہیڈ آفس میں موجود ہیں باس۔..... دوسری طرف سے جارج نے کہا۔

”بھیج دو انہیں۔..... کرنل اسمتحہ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور برائڈ اور جیکی اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے چہرے کھلے ہوئے تھے اور کرنل اسمتحہ سمجھ گیا تھا کہ جارج نے انہیں کچھ نہیں بتایا۔

”بیٹھو۔..... کرنل اسمتحہ نے کہا تو دونوں میز کی دوسری طرف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”تمہارا مشن مکمل طور پر ناکام ہو گیا ہے۔..... کرنل اسمتحہ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا تو برائڈ اور جیکی دونوں بے اختیار کرسیوں سے اچھل پڑے۔

”یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف۔ کیا مطلب ہوا اس بات

کا۔ کیا وہ فارمولہ جعلی ہے یا ڈبل ایس اصلی نہیں ہے۔..... برائڈ نے انتہائی حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”دونوں پیکٹس میرے پاس پہنچنے سے پہلے واپس پاکیشیا چلے گئے ہیں۔..... کرنل اسمتحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”واپس پاکیشیا۔ وہ کیسے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔..... برائڈ نے کہا تو کرنل اسمتحہ نے جارج کی دی ہوئی رپورٹ دوہرا دی۔

”اوہ۔ دیری بیڈ۔ ایسا تو ہم نے سوچا بھی نہیں تھا لیکن انہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا اور انہوں نے یہ سب کیسے پلان بنالیا۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔..... برائڈ نے انتہائی پریشان سے لبجے میں کہا۔

”اب پریشان ہونے سے کچھ نہیں ہو گا برائڈ۔ میں بتاتی ہوں کہ یہ سب کیا ہوا ہے اور کیسے ہوا ہے۔..... خاموش بیٹھی ہوئی جیکی نے کہا تو برائڈ اور کرنل اسمتحہ دونوں اسے حیرت بھری نظرؤں سے دیکھنے لگے۔

”تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ہے۔..... کرنل اسمتحہ نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”میرا اندازہ ہے باس اور مجھے یقین ہے کہ میرا اندازہ درست ہو گا۔..... جیکی نے بڑے باعتماد لبجے میں کہا۔

” بتاؤ۔..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”باس۔ ہم دونوں نے واقعی اس انداز میں کام کیا ہے کہ پاکیشیا

سیکرٹ سروس تو ایک طرف رہی دیگر کسی بھی ایجنٹ کو اس کا علم نہیں ہو سکا۔ لیبارٹری بھی اس انداز میں بنی ہوئی ہے کہ جب تک سپلائی ڈے نہیں آئے گا تب تک اس کے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا اور لیبارٹری میں شوگرانی سائنس دان بھی موجود نہیں تھے۔ وہ اپنے ملک کے کسی قومی دن کی وجہ سے چھٹی پر تھے اس لئے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ شوگران حکومت نے اپنے سائنس دانوں سے رابطہ کیا ہو۔ میجر روجر، سیکرٹری شہاب الدین اور گولڈن کلب کا فرنیک ان تینوں سے ہمارا واسطہ رہا ہے۔ میں نے سیکرٹری سائنس کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے بتایا گیا کہ سیکرٹری سائنس کسی سرکاری کانفرنس کے سلسلے میں یورپی ملک گئے ہوئے ہیں اور ان کی واپسی ایک ہفتہ بعد ہو گی۔ پھر میں نے گولڈن کلب کے فرنیک کو کال کیا تو وہاں سے بتایا گیا کہ فرنیک ایکریمیا گیا ہوا ہے اور اس کی واپسی کا بھی کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اب رہ جاتا ہے میجر روجر۔ لیکن میجر روجر خود ایکریمی ہے اور پھر ہمارے جانے کے بعد اس نے بھی اپنے ساتھیوں سمیت واپس ایکریمیا پہنچ جانا تھا کیونکہ ان کا عرصہ وہاں ختم ہو چکا ہے۔ وہ بھی شاید وہاں سے روانہ ہو چکا ہو گا۔ ایسی صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران کی طرف سے لیڈی راسم کے ذریعے ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرنا بظاہر بے حد عجیب لگ رہا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ فرنیک کی وجہ سے ہوا ہے کیونکہ فرنیک کے کلب

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سے ہی کسی کو معلومات مل سکتی ہیں۔ فرنیک کو ہماری پاکیشیا آمد، میجر روجر سے ہماری ملاقات اور سیکرٹری سائنس سے ہماری ملاقات کا علم تھا۔ بہر حال چونکہ ہم نکل آئے تھے اس لئے انہوں نے لازماً ایئر پورٹ سے ہمارے کاغذات کی نقول حاصل کر لی ہوں گی۔ پھر انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم چار ڈڑ طیارے سے کافرستان پہنچ گئے ہیں۔ وہاں ان کے ایجنت ہوں گے۔ ہم تو وہاں سے نکل آئے لیکن انہیں کوریئر سروس کے ذریعے سب کرائے گئے پیکش کے بارے میں علم ہو گیا ہو گا۔ یہاں بھی ان کے ایجنت ہوں گے۔ انہوں نے ان پیکش کی تفصیل یہاں پہنچا دی اور یہاں ڈکیتی کا رنگ دے کر پیکش واپس لے اڑئے۔ جیکی نے کہا تو کرنل اسمتحہ کے چہرے پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

”تمہارا تجزیہ سو فیصد درست ہے جیکی اس لئے کہ اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔ اگر تم اپنے اصل چہروں اور اصل ناموں سے وہاں نہ جاتے تو شاید یہ انجام نہ ہوتا۔ بہر حال ڈی ایجنٹ پیچھے ہٹنے والی نہیں ہے۔ اب چاہے پورے پاکیشیا کو کیوں نہ بھوں سے اڑانا پڑے ہم نے یہ دونوں پیکش دوبارہ حاصل کرنے ہیں۔“ کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا بس۔“ برائڈ نے کہا۔

”لیکن اس بار تم نے نہ اصل چہروں سے جانا ہے اور نہ ہی اصل ناموں سے۔ نہ ہی فرنیک سے کوئی رابطہ کرنا ہے اور وہاں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سیکرٹری سائنس سے بھی نہیں ملنا بلکہ ان سب سے ہٹ کر تم نے دونوں پیکش واپس لے آنے ہیں۔“ کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”باس۔ ہمیں وہاں بہر حال معلومات تو حاصل کرنی ہوں گی اور اس کے لئے ہمیں وہاں کسی نہ کسی گروپ کا سہارا تو لینا ہی ہو گا۔“ برائڈ نے کہا۔

”اس کا بندوبست ہو جائے گا۔ بے فکر رہو۔ پاکیشیا میں دو گروپ ایسے ہیں جو ہر لحاظ سے تمہاری مدد کریں گے اور ان تک نہ پاکیشیا سیکرٹ سروس پہنچ سکتی ہے اور نہ ہی کوئی اور ایجنٹی۔ ان میں سے ایک گروپ کا تعلق مشیات کی اسمگلنگ سے ہے۔ اسے وہاں کے بڑے بڑے سرکاری افسران کی در پرده حمایت حاصل ہے اس لئے یہ ہر لحاظ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس گروپ کو ہائیڈ گروپ کہا جاتا ہے۔ پاکیشیا دار الحکومت میں ایک بنس کمپنی ہے سار کر ایئڈ برائڈز۔ ہائیڈ اس کا جزیل مینجر ہے۔ بظاہر سیدھا سادہ سا کاروباری آدمی ہے لیکن درحقیقت مشیات کی ایک بہت بڑی مارکیٹ چلاتا ہے اور بڑے بڑے افسران اس کی مشہی میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ آدمی وقت پڑنے پر اندر ولڈ سے ایسے افراد بھی سامنے لے آ سکتا ہے جو کسی بھی مقصد کے لئے اپنی جانیں تک دے سکتے ہیں۔“ کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”لیکن بس۔ ہمیں تو سائنس لیبارٹریوں کو چیک کرنا ہو گا کیونکہ اس فارمولے پر کام کرنے والے اس آدمی ڈاکٹر بشیر کو تو ہم نے

ہلاک کر دیا ہے۔ اب یہ فارمولہ کسی اور لیبارٹری میں چلا گیا ہو گا اور سائنس دانوں کے بارے میں بھی یہاں سے جانے کے بعد معلومات حاصل کرنا ہوں گی کیونکہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں پیکش کہاں موجود ہیں دوسرے لفظوں میں جب تک ٹارگٹ سامنے نہ آ جائے ہم وہاں کیا کر سکتے ہیں اور منتیات گروپ تو ہمارے کام نہیں آ سکتا۔..... برائڈ نے کہا۔

”تم بے فکر رہو۔ میں نے بتایا ہے کہ ٹاپ رینک افران میں سنٹرل سیکرٹریٹ کے بڑے افران بھی شامل ہیں اس لئے یہ بڑی آسانی سے معلوم کر لیں گے بلکہ تم اس وقت تک وہاں جاؤ ہی نہ جب تک میں اس بارے میں حتیٰ معلومات حاصل نہ کر لوں۔..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”یہ بہتر رہے گا باس۔ ہم وہاں اس بار انہتائی تیز رفتاری سے کارروائی کریں گے اس لئے ہمارے سامنے ٹارگٹ موجود ہونا چاہئے۔..... برائڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم فی الحال آرام کرو۔ میں ایک ہفتے کے اندر حتیٰ معلومات مہیا کر لوں گا۔..... کرنل اسمتحن نے کہا تو وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”یہ سن لو کہ اس بار اگر تم ناکام رہے تو پھر نہ صرف تم بلکہ تمہارے ساتھ مجھے بھی سیٹ سے ہٹا دیا جائے گا کیونکہ ہم اپنا مش

مکمل کرنے کی بجائے اپنا اہم ترین آہدہ ڈبل ایس بھی کھو چکے ہیں۔..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”آپ بے فکر ہیں باس۔ آپ صرف ہمیں ٹارگٹ دیں۔ پھر ویکھیں کہ ہم کس قدر تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں۔..... برائڈ نے کہا تو کرنل اسمتحن نے سر ہلا دیا اور پھر برائڈ اور جنکی دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر چلے گئے تو کرنل اسمتحن نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ٹارگٹ کے لئے فوری کام کرنا چاہتا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران داںش منزل کے آپریشن روم میں اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے دو پیکٹ پڑے تھے۔ یہ دونوں پیکٹ وہ رانا ہاؤس جا کر جوزف سے لے آیا تھا اور پھر واپس آ کر وہ کافی دری تک داںش منزل کی لیبارٹری میں اس آ لے کا تجزیہ کرتا رہا اور پھر اس نے دوسرے پیکٹ میں موجود فارمولے کو بھی نہ صرف پڑھ لیا تھا بلکہ اس بارے میں اسے کافی سوچ بچار بھی کرنا پڑی تھی اور پھر دونوں پیکٹس اٹھائے وہ واپس آپریشن روم میں آیا تو بلیک زیرواس دوران کچن میں تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”داور بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں سرداور“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ

لنجے میں کہا۔

”خیریت۔ تم بے حد سنجیدہ ہو“..... سرداور کی پریشان سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”جب آپ جیسے بزرگ کسی بات کی پرواہ نہ کریں تو ہم جیسے بچوں کو سنجیدہ ہونا پڑتا ہے“..... عمران نے کہا اور اسی لمحے بلیک زیرواس کچن سے باہر آیا تو اس نے چائے کی دو پیالیاں ٹرے میں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ہم کس بات کی پرواہ نہیں کرتے“..... سرداور نے اس بارقدرے غصیلے لنجے میں کہا۔

”اس بات کی کہ ملک سے انتہائی اہم فارمولے اور آلات لے جائے جا رہے ہیں لیکن کسی کو علم تک نہیں کہ کہاں سے ایسا ہو رہا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”کیا مطلب۔ تم ابھی ہوئی باتیں کیوں کر رہے ہو۔ کھل کر بات کرو“..... سرداور نے حیرت پھرے لنجے میں کہا۔

”ایکریمیا کی ڈی ایجننسی کے دو ایجنت پاکیشا آئے اور یہاں سے فارمولہ اور ایک آلہ لے گئے۔ چیف ایکسٹو کو اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ چیف نے اس فارمولے اور اس آ لے کو ڈی ایجننسی کے چیف تک پہنچنے سے پہلے ہی واپس حاصل کر لیا جبکہ چیف کے حکم پر میں نے سرسلطان سے کہا کہ وہ وزارت سائنس سے معلوم

کریں کہ کس لیبارٹری سے یہ فارمولا اور آله حاصل کیا گیا ہے لیکن سرسلطان نے جو اطلاع دی ہے اس کے مطابق تمام لیبارٹریاں صحیح سلامت ہیں اور کہیں سے بھی ایسی کوئی اطلاع نہیں ہے کہ جہاں ایسی کوئی واردات ہوئی ہو حالانکہ ایسا ہوا ضرور ہے۔..... عمران نے کہا۔

”ایسی کوئی اطلاع ہوتی تو لازماً مجھے علم ہوا۔ ایسا واقعی نہیں ہے۔..... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر یہ فارمولا اور آله کیا ان ایجنسیوں کو سڑک پر پڑا مل گیا تھا۔..... عمران نے کہا۔

”تم نے یہ آله اور فارمولا دیکھا ہے۔..... سرداور نے پوچھا۔  
”ہاں۔ دونوں میرے سامنے پڑے ہیں۔..... عمران نے جواب دیا۔

”تم خود ڈی ایسی ہو۔ تم بتاؤ یہ کس کا فارمولا ہے اور اس آلے کی کیا مانیست ہے تاکہ میں اندازہ لگا سکوں کہ یہ کہاں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔..... سرداور نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”یہ آله تو ایکریمین ساخت کا ہے اور یہ انتہائی جدید ترین سائنسی حفاظتی انتظامات کو یکنخت زیرو کر دینے کی طاقت رکھتا ہے۔  
اس آلے کو لازماً وہ ایجنسی یا سے ساتھ لائے ہوں گے تاکہ اس لیبارٹری جہاں سے انہوں نے فارمولا حاصل کرنا تھا۔ اس آلے سے سائنسی حفاظتی انتظامات کو زیرو کیا جاسکے۔ اس لحاظ سے

تو یہ آله پاکیشیا کا نہیں ہے۔..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور فارمولا کیا ہے۔..... سرداور نے پوچھا۔

”جہاں تک میں سمجھا ہوں فارمولا کا سوس از جی کا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کا سوس از جی کا فارمولا۔..... سرداور نے ایک لحاظ سے چیختے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں نے سرسری طور پر اسے پڑھا ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیٹھ۔ اس فارمولے پر تو پاکیشیا اور شوگران اکٹھے کام کر رہے تھے اور یہ کام انتہائی خفیہ لیبارٹری جو آزاد قبائلی علاقے کا کاش میں ہے لیکن وہاں سے تو ایسی کوئی روپورٹ نہیں ملی۔..... سرداور نے کہا۔

”آپ وہاں سے معلوم کریں۔ میں کچھ دیر بعد آپ کو دوبارہ فون کروں گا۔..... عمران نے کہا۔

”میں معلوم کرتا ہوں۔..... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ کا سوس از جی کیا ہوتی ہے عمران صاحب۔..... بلیک زیرو اس لیبارٹری جہاں سے پوچھا۔

”جہاں تک میں سمجھا ہوں یہ ایسی توانائی ہے جو انتہائی طاقتور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہے۔ کاموس ریز سے پیدا کی جانے والی تو انہی۔ اگر اس فارمولے پر ہونے والا کام کامیاب ہو گیا تو دنیا میں انقلاب برپا کر دے گا۔ تیل، گیس، بھلی اور اس طرح کے تو انہی کے دوسرے ذرائع اور ان سے پیدا ہونے والی تو انہی سب زمانہ ماضی کا قصہ بن کر رہ جائیں گی۔ جسے ہم پلک جھپکنا کہتے ہیں اس تو انہی کے ذریعے اس پلک جھپکنے میں کوئی جہاز دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر پہنچ جائے گا۔ فاصلے ختم ہو جائیں گے اور وقت کی طنابیں سمٹ جائیں گی۔..... عمران نے کہا۔

”لیکن دفاعی لحاظ سے اس کی کیا اہمیت ہو گی عمران صاحب“۔  
بلیک زیرو نے پوچھا۔

”موجودہ دور اور آئندہ دور میزائلوں کا ہے اور میزائلوں میں اس تو انہی کا استعمال ان میزائلوں کو ناقابل تخریب بنا دے گا۔ یہ اس قدر سپید سے پرواز کریں گے کہ کسی بھی سistem کے ذریعے انہیں نہ راستے میں ختم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس تک پہنچا جاسکے گا۔“  
عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عمران نے سامنے دیوار پر موجود کلاک کو دیکھا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”داور بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“۔

عمران نے اپنے مخصوص لجھے میں کہا۔

”عمران بیٹھے۔ لیبارٹری سے کوئی رابطہ نہیں ہو رہا اور نہ ہی وہاں کوئی فون اشٹ کر رہا ہے اور پیشل ٹرانسمیٹر پر کال کا جواب بھی نہیں دیا جا رہا۔ میں نے پیشل سور سے اس لیبارٹری کی فائل منگوائی ہے تاکہ اس لیبارٹری کو کھول کر اندر جا سکیں۔ تم ایسا کرو کہ پیشل ایر پورٹ پر پہنچ جاؤ۔ میں بھی فائل لے کر وہیں آ رہا ہوں۔ ہمیں ملٹری کے تیز رفتار ہیلی کاپٹر پر وہاں جانا ہو گا۔ تب ہی صحیح صورت حال معلوم ہو سکے گی“..... سرداور نے کہا۔

”تو آپ چلے جائیں۔ میں وہاں جا کر کیا کروں گا۔“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ تمہارا جانا ضروری ہے۔ وہاں جو بھی حالات ہوں گے وہ بہر حال تمہارے نوش میں ہونے چاہئیں“..... سرداور نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”اس فارمولے اور آئے کو پیشل سیف میں رکھو۔ وہاں کے حالات دیکھنے کے بعد فیصلہ کریں گے کہ ان کا کیا کرنا ہے۔“  
عمران نے کہا۔

”اس فارمولے کے ایکریمیا پہنچنے کا تو مطلب ہے کہ لیبارٹری میں ایجنٹوں نے سب کچھ تباہ کر دیا ہو گا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ہا۔ بظاہر تو ایسے ہی لگتا ہے لیکن سرداور نے یہی بتایا ہے کہ وہاں کوئی فون اٹھدہ ہی نہیں کر رہا۔ اس کا مطلب ہے کہ فون کال وہاں جا رہی ہے اور فون کال جانے کا مطلب ہے کہ اسے تباہ نہیں کیا گیا۔..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیر دنے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کی کارپیشل ایئر پورٹ پر پہنچ گئی۔ سرداور ابھی وہاں نہیں پہنچ تھے لیکن عمران کے بارے میں انہوں نے وہاں فون پر ہدایات دے دی تھیں اس لئے عمران کو فوری طور پر ملٹری کے ایک مخصوص ساخت کے ہیلی کاپٹر پر سوار کرا دیا گیا۔ پائلٹ بھی آ کر بیٹھ گیا اور اس نے ہیلی کاپٹر کا انجن بھی شارت کر دیا تھا۔ عمران سمجھتا تھا کہ یہ سب کچھ سرداور کی ہدایات پر ہو رہا ہے۔ وہ جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہتے ہوں گے۔ تھوڑی دیر بعد ایک کار اس ہیلی کاپٹر کے قریب آ کر رکی اور اس میں سے سرداور کے ساتھ دو اور آدمی بھی باہر آئے۔ ان دونوں میں سے ایک کے ہاتھ میں فائل تھی جبکہ دوسرے کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا بیگ تھا۔ سرداور اپنے دونوں ساتھیوں سمیت ہیلی کاپٹر پر سوار ہوئے اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ عمران نے انہیں سلام کیا۔

”عمران بیٹھے۔ نجانے وہاں کیا حالات پیش آئے ہیں لیکن جو کچھ ہوا ہے انتہائی غلط ہوا ہے۔ اس لیبارٹری میں تین شوگرانی سائنس دان بھی کام کر رہے تھے کیونکہ کاسموس از جی کے فارمولے پر

پاکیشیا اور شوگران کے سائنس دان مل کر کام کر رہے تھے۔ اس فارمولے پر کام کرنے کے لئے انتہائی قیمتی مشینری کی ضرورت تھی جو سپر پاورز یا شوگران کے پاس تھی اس لئے شوگران سے باقاعدہ معاهدے کے تحت یہ لیبارٹری قائم کی گئی تھی۔ وہ فارمولے آئے ہو۔..... سرداور نے بات کرتے کرتے اچانک چونک کر پوچھا۔

”وہ چیف کی تحویل میں ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ پہلے اس لیبارٹری کی صورت حال چیک کر لی جائے پھر اسے بھی آپ کی تحویل میں دے دیا جائے گا۔..... عمران نے جواب دیا۔

”وہاں فون کال تو جا رہی ہے لیکن کوئی کال اٹھدہ نہیں کر رہا۔..... سرداور نے کہا۔

”وہاں جا کر ہی معلوم ہو گا کہ کیا صورت حال ہے۔ یہ آپ کے ساتھ دو صاحبان کون ہیں۔..... عمران نے پوچھا۔

”یہ پیش لیبارٹری کے سیکورٹی کے آدمی ہیں۔ فائل کے مطابق جس طرح یہ لیبارٹری کھل سکتی ہے اس کے لئے مخصوص افراد اور آلات بھی میں نے منگوالے ہیں اور انہیں بھی ساتھ لے لیا ہے تاکہ لیبارٹری کو باہر سے کھولا جا سکے درنہ یہ لیبارٹری اس انداز میں بنائی گئی ہے کہ باہر سے کسی صورت اسے نہیں کھولا جا سکتا۔“ عمران نے انہیں سلام کیا۔

”سرداور نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”یہ بہت برا ہوا برائڈ۔ ہماری ساری محنت ہی رائیگاں چلی گئی ہے بلکہ ایکریمیا کا ملکیتی انتہائی قیمتی آر بھی الٹا ان کے ہاتھ لگ گیا ہے“..... جیکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں ہیڈ آفس سے ابھی واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچے تھے۔ برائڈ کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

”ہاں جیکی۔ زندگی میں پہلی بار مجھے اس ٹاپ کی شکست سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے جیسے پوری دنیا ہمارا مذاق اڑا رہی ہو“..... برائڈ نے کہا۔

”پھر تم نے کیا سوچا ہے۔ اب یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس پوری طرح چوکنا ہو گی۔ پہلے جب اسے کسی بات کا علم تک نہ تھا پھر بھی پیکش ان تک واپس پہنچ گئے اور اب جبکہ ہمارے بارے میں بھی انہیں اطلاع مل گئی ہے اور وہ پوری طرح ہوشیار بھی ہوں گے پھر“۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جیکی نے کہا۔

”یہ اصل مسئلہ نہیں ہے جیکی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کیا پورا پاکیشیا ہوشیار ہوت بھی وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اب وہ اس فارمولے اور آلے کو کہاں رکھیں گے اور جب تک اس بات کا حصتی طور پر علم نہ ہو ہمارا مشن کامیاب نہیں ہو سکتا۔ دیسے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس بار پہلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کم از کم اس عمران کا خاتمه کروں گا پھر آگے بڑھوں گا“..... برائڈ نے انتہائی غصیلے لمحے میں کہا۔

”اس کا خاتمه کرنا کون سا مشکل ہے برائڈ۔ وہ ایک فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔ جس وقت وہ فلیٹ کے اندر موجود ہو اس کے پورے فلیٹ یا اس پوری بلڈنگ جس میں وہ فلیٹ ہے میزانلوں سے اڑایا جا سکتا ہے۔ وہ لاکھ ہوشیار ہو لیکن اچانک موت سے تو نہیں نج سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم یہ فارمولہ اور آله و اپس لے آنے میں کامیاب ہو جائیں ورنہ واقعی ہمیں بھی سیٹ چھوڑنی پڑے گی اور چیف کو بھی“..... جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب یہ کام تو چیف نے اپنے ذمے لیا ہے کہ وہ اس فارمولے اور آلے کے بارے میں حصتی اطلاع حاصل کرے گا لیکن تمہاری بات درست ہے۔ اس سے پہلے عمران کا تو اس انداز میں یقینی طور پر خاتمه کیا جا سکتا ہے“..... برائڈ نے کہا۔

”کیا تم خود جا کر یہ کام کرو گے؟..... جیکی نے چونک کر کہا۔  
”ارے نہیں۔ ایک آدمی کا خاتمہ یا اس کے فلیٹ کو میزائلوں  
سے اڑانے کے لئے اتنے ترد کی کیا ضرورت ہے۔ بھاری  
معاوضہ دے کر وہاں کسی سے بھی یہ کام کرایا جاسکتا ہے۔..... برائڈ  
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور  
نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔  
”روڈ سائیڈ کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز  
سنائی دی۔

”برائڈ بول رہا ہوں۔ میکارتو سے بات کراو“..... برائڈ نے  
کہا۔

”لیں سر۔ ہوڑ کیجیئے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ میکارتو بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی  
آواز سنائی دی۔ اسی لمحے جیکی نے ہاتھ بڑھا کر لاوڈر کا بٹن پر لیں  
کر دیا۔

”میکارتو۔ کیا ایشیا کے ملک پاکیشیا میں تمہارا کوئی سیٹ اپ  
ہے؟..... برائڈ نے پوچھا۔

”پاکیشیا میں۔ نہیں۔ کیوں وہاں میرا کیا کام ہو سکتا ہے؟۔ میکارتو  
کے لمحے میں حیرت نمایاں تھی۔

”وہاں ایک آدمی عمران کو فرش کرانا ہے لیکن وہ کوئی عام آدمی  
نہیں ہے۔ خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ وہ ایک فلیٹ میں رہتا ہے۔

ضروری نہیں کہ اسے ذاتی طور پر براہ راست ہلاک کیا جائے۔ اس  
فلیٹ یا اس بلڈنگ کو ہی جس میں وہ فلیٹ ہے میزائلوں سے اڑایا  
جا سکتا ہے۔..... برائڈ نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ وہاں پیشہ ور قاتلوں  
کا ایک گروپ ہے جو صرف خاص خاص کام لیتا ہے۔ اس کا  
انچارج کارڈن ہے۔ کارڈن ایکریمین ہے۔ اس سے میں بات کرتا  
ہوں پھر تمہیں فون کروں گا۔ تم کہاں موجود ہو؟..... میکارتو نے  
جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

”اپنی رہائش گاہ پر“..... برائڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بات کر کے فون کرتا ہوں“..... دوسری  
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو برائڈ نے  
بھی رسیور رکھ دیا۔

”اگر یہ کام ہو جائے تو کم از کم کسی حد تک اشک شوئی ہو  
جائے گی“..... جیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہو جائے گا۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔..... برائڈ نے کہا تو  
جیکی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے الماری کھول کر اس  
میں سے شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس نکالے اور انہیں میز پر رکھ  
دیا۔

”ویری گذ جیکی۔ میں واقعی اس کی شدید ضرورت محسوس کر رہا  
تھا۔..... برائڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیکی نے بھی مسکراتے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتا دو۔..... برائڈ نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی۔

”ٹھیک ہے۔ رقم ابھی تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جائے گی لیکن اسے کہو کہ کام فوری ہوتا چاہئے۔..... برائڈ نے کہا۔

”بے فکر رہو۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی ہے۔..... میکارتونے کہا۔

”اوکے۔..... برائڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈیٹ دبایا اور پھر ٹوں آنے پر اس نے اپنے بینک کے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد بینک منیجر کو ہدایات دے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

”چلو یہ کام تو ہوا۔ کچھ تو اطمینان ہوا۔..... برائڈ نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اگر ہو جائے۔..... جیکی نے کہا۔  
”نہیں۔ میکارتون غلط کام نہیں کرتا ورنہ وہ حامی ہی نہ بھرتا۔۔۔ برائڈ نے کہا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر بوتل کھول کر اس نے دونوں گلاسوں میں شراب انڈیلی اور پھر ایک گلاس اٹھا کر اس نے برائڈ کے سامنے رکھ دیا۔ برائڈ نے گلاس اٹھایا اور چسکیاں لے لے کر شراب پینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نجاحی تو برائڈ نے ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”برائڈ بول رہا ہوں۔..... برائڈ نے کہا۔

”میکارتون بول رہا ہوں برائڈ۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”ہاں۔ کیا رپورٹ ہے۔..... برائڈ نے پوچھا۔

”پہلے تو کارڈن نے صاف جواب دے دیا کیونکہ اس کے مطابق اس آدمی پر ہاتھ ڈالنا اس کے پورے گروپ کی موت کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ اس کے مطابق وہ شخص بظاہر انتہائی بھولا بھالا، معصوم اور مسخرہ سا آدمی ہے لیکن وہ حقیقت میں انتہائی خطرناک، خوفناک، عیار اور شاطر آدمی ہے۔ لیکن جب میں نے اسے فلیٹ یا بلڈنگ کو میزائلوں سے اڑانے کی بات کی تو وہ اس پر رضامند ہو گیا لیکن وہ دس لاکھ ڈالر پیشگی طلب کر رہا ہے۔..... میکارتونے کہا۔

”کیا وہ کام کر لے گا۔..... برائڈ نے پوچھا۔

”ہاں۔ اس بات کی گارنٹی میں تمہیں دیتا ہوں۔..... میکارتونے کہا۔

”اوکے۔ اسے ہاں کہہ دو اور رقم بھی خود ہی بھجوادو۔ میں ابھی فون کر کے تمہارے اکاؤنٹ میں رقم ٹرانسفر کرا دیتا ہوں۔ اپنا

کے ساتھ ساتھ سیکورٹی کے چار افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ سپلائی روم کا مخصوص میکنزم ٹوٹا ہوا تھا۔ اس کے ذریعے ہم لیبارٹری میں گئے تو وہاں لیبارٹری انچارج ڈاکٹر بشیر اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ملیں۔ انتہائی قسمی مشینری کو گولیاں مار کر تباہ کر دیا گیا تھا۔ البتہ وہاں فون صحیح تھا۔ لاشوں کی حالت دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ یہ ہولناک واقعہ چار پانچ روز پہلے کا ہے۔ اگر ہم خصوصی طور پر اس لیبارٹری میں نہ جاتے تو نجانے کتنے روز اور اس بارے میں پتہ ہی نہ چلتا۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اس کی عادت تھی کہ جب وہ آپریشن روم میں موجود ہوتا تو تمام کالیں خود ہی سنا کرتا تھا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لجھے میں کہا۔

”سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں“..... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا بات ہے سلیمان۔ کیوں یہاں فون کیا ہے۔ ابھی تو میں فلیٹ سے آ رہا ہوں“..... عمران نے اس بار اپنے اصل لجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”صاحب۔ فلیٹ پر میزائل فائر کئے گئے ہیں“..... دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔  
”بلیکو“..... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ کچھ تھکے ہوئے سے دکھائی دے رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ جو کچھ میں دیکھ کر آ رہا ہوں اس نے مجھے ذہنی طور پر تھکا دیا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ ذہنی تھکاوت جسمانی تھکاوت سے کہیں زیادہ موثر ہوتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”کیا آپ لیبارٹری کی بات کر رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ لیبارٹری باہر سے مکمل طور پر بند تھی۔ اسے مخصوص آلات سے کھولا گیا اور ہم سیکورٹی آفس میں پہنچ گئے۔ وہاں ڈاکٹر سلامت

وہاں سے سائیڈ گلی میں آ گیا تو میں نے سڑک سے تین میزائلوں کو فلیٹ سے نکلا کر نیچے گرتے دیکھا۔ پھر تین میزائل اور فائر کئے گئے لیکن وہ بھی نہ پھٹ سکے اور باغ میں گئے اور پھر خاموشی چھا گئی۔ میں دوڑ کر میں روز پر آ گیا تو میں نے ان تینوں آمیزوں کو دوڑ کر سڑک کراس کر کے نیلے رنگ کی کار میں بیٹھتے ہوئے دیکھا اور پھر یہ کار خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ لوگ فلیٹ کے قریب اکٹھے ہو گئے۔ میں بھی عقبی دروازے سے واپس فلیٹ میں آ گیا اور پھر میں سیرھیاں اتر کر نیچے آیا تو وہاں پولیس بھی پہنچ چکی تھی۔ انہوں نے میزائل اپنے قبضے میں کر لئے۔ مجھ سے پوچھ چکھ کی تو میں نے آپ کا نام بتایا اور اپنے آپ کو علم بتایا تو پولیس آپ کا نام سن کر واپس چلی گئی۔ اگر حفاظتی نظام آن نہ ہوتا تو اس وقت فلیٹ یقیناً مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہوتا۔ سلیمان نے تیز تیز لجھے میں ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن جو کچھ انہوں نے کیا اور جس انداز میں کیا ہے یہ تو انتہائی حماقت ہے۔ دن کے وقت اس طرح کھلے عام میزائل فائر کرنا اور پھر پہلے اسلی کرنا کہ میں فلیٹ میں موجود ہوں یا نہیں۔ اگر ان کا مقصد مجھے ہلاک کرنا ہوتا تو جیسے ہی تم نے اثبات میں سر اثبات میں سر ہلانے اور پھر وہ تینوں سڑک کراس کرنے لگے لیکن سڑک پر ٹریک زیادہ تھی اس لئے وہ رک گئے۔ میں ان تینوں کی پوزیشن دیکھ کر واپس اندر آیا اور میں نے فلیٹ کا خصوصی نظام آن کام رات کو زیادہ موثر طور پر کر سکتے تھے۔“..... عمران نے حیرت

بے اختیار اچھل پڑا۔ ”فلیٹ پر میزائل فائر کئے گئے ہیں۔ کیا مطلب؟“..... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”آپ کے جانے کے کچھ دیر بعد کال بیل بھی تو میں نے دروازے پر جا کر پوچھا تو باہر سے آپ کا نام پوچھا گیا۔ لہجہ اجنبی تھا۔ میں نے دروازہ کھولا تو سامنے ایک لمبے قد اور پھیلے ہوئے جسم کا آدمی کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں تیز سرخ رنگ کی تھیں۔ اس آدمی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں عمران ہوں تو میں نے اثبات میں سر ہلا دیا تو اس نے کہا کہ چونکہ اس کا باس تم سے ملنا چاہتا ہے اس لئے وہ معلوم کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی وہ مژکر تیزی سے سیرھیاں اترتا چلا گیا۔ اس نے اور کوٹ پہننا ہوا تھا اور جب وہ سیرھیاں اتر رہا تھا تو مجھے شک پڑا کہ اس نے اور کوٹ کے اندر کوئی بڑی گن چھپائی ہوئی ہے۔ میں اس کے پیچھے سیرھیوں میں گیا تو وہ آدمی سڑک کراس کر کے سامنے کھڑے دو آدمیوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ان دونوں نے بھی اور کوٹ پہنے ہوئے تھے۔ اس آدمی نے ان کے قریب جا کر کوئی بات کی تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلانے اور پھر وہ تینوں سڑک کراس کرنے لگے لیکن سڑک پر ٹریک زیادہ تھی اس لئے وہ رک گئے۔ میں ان تینوں کی پوزیشن دیکھ کر واپس اندر آیا اور میں نے فلیٹ کا خصوصی نظام آن کام رات کو زیادہ موثر طور پر کر سکتے تھے۔“..... عمران نے حیرت

ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پر لیں  
کرنے شروع کر دیئے۔

”پیشل ہسپتال“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے  
ایک نسوانی آواز سنائی دی تو بلیک زیر و چونک پڑا۔ شاید اس کے  
خیال میں بھی نہ تھا کہ عمران سلیمان کی رپورٹ سننے کے بعد فوری  
طور پر پیشل ہسپتال فون کرے گا۔

”ڈاکٹر صدیقی صاحب سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول  
رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
ایک آدمی کا تفصیلی حلیہ اور دوسروں کا سرسری سا حلیہ بتا دیا گیا۔ کار  
کے بارے میں بھی سلیمان صرف ماذل، رنگ اور کمپنی کا نام ہی بتا  
سکا تھا۔

”علی عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب۔ ٹائیگر کا کیا حال ہے۔“  
عمران نے پوچھا۔

”وہ اب پہلے سے بہت بہتر ہے۔“..... ڈاکٹر صدیقی نے جواب دیا۔  
”الحمد للہ۔ لیکن اسے آپ کب چھٹی دے رہے ہیں ہسپتال  
سے“..... عمران نے پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ اسے دو چار روز اور رہنا چاہئے“..... ڈاکٹر  
صدیقی نے کہا۔

”مجھے ایک کام کے سلسلے میں اس کی ضرورت پڑ گئی ہے لیکن  
میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ اس کی طبیعت پھر بگڑ جائے“..... عمران

بھرے لجھے میں کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں صاحب۔ شاید ان کو آپ کے بارے  
میں معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپ بھی ان کی طرح کے ہیں“..... دوسری  
طرف سے بڑے مسمے سے لجھے میں کہا گیا تو عمران بے اختیار  
کھلکھلا کر نہیں پڑا۔

”لیکن ملاقات تو ان کی تم سے ہوئی ہے اور تم نے بھی اثبات  
میں سر ہلا دیا تھا۔ بہر حال تم ان تینوں کا حلیہ اور کار کے بارے  
میں بتا دو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے  
کافی تفصیلی حلیہ اور دوسروں کا سرسری سا حلیہ بتا دیا گیا۔ کار  
کے بارے میں بھی سلیمان صرف ماذل، رنگ اور کمپنی کا نام ہی بتا  
سکا تھا۔

”تم فلیٹ کو تالا لگا کر کوٹھی پر چلے جاؤ۔ اماں بی سے میرے  
بارے میں یہی کہنا کہ میں شہر سے باہر گیا ہوا ہوں اس لئے تم کوٹھی  
آگئے ہو“..... عمران نے کہا۔

”میری واپسی کب ہو گی“..... سلیمان نے پوچھا۔  
”جب تک یہ گروپ پکڑا نہیں جاتا“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر میں گاؤں نہ چلا جاؤں کیونکہ میں دیے ہی جھوٹ نہیں  
بولتا اور پھر آپ کی خاطر“..... سلیمان نے کہا تو دوسری طرف بیٹھا  
ہوا بلیک زیر و بے اختیار مسکرا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ چلے جاؤ“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ



بلیک زیو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”سلیمان اب حریرے کھا کھا کر خطرناک حد تک ذہین ہو چکا ہے۔ میں نے حملہ آوروں کو احق کہا تھا تو اس نے یہ فقرہ کہا۔ اس کا مطلب تھا کہ شاید حملہ آوروں کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں بھی ان کی طرح احق ہوں۔“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو اس بار بلیک زیو بھی بے اختیار نہیں پڑا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور ڈاکٹر صدیقی کے بتائے ہوئے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ کیسی طبیعت ہے تمہاری؟“..... عمران نے کہا۔

”اب پہلے سے بہت بہتر ہے باس۔“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”ابھی ابھی میرے فلیٹ پر میزاںوں سے حملہ کیا گیا ہے۔“ سلیمان نے حملہ آوروں کو چیک کر لیا تھا اس لئے اس نے حفاظتی نظام آن کر دیا تھا جس کی وجہ سے میزاں پھٹ نہ سکے۔ سلیمان نے ایک حملہ آور کا انتہائی تفصیل سے حلیہ بتایا ہے۔ میں وہ حلیہ تمہیں بتا دیتا ہوں۔ تم بتاؤ کہ کیا اس آدمی کو پہچانتے ہو؟“..... عمران صاحب۔ سلیمان نے ایسی کیا بات کی تھی کہ آپ بے اختیار نہیں پڑے تھے۔ وہ بات جب اس نے کہا کہ انہیں آپ دروازے پر ملنے والے آدمی کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

نے کہا۔

”سوری عمران صاحب۔ ابھی دو چار روز انتظار کر لیں۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔“..... ڈاکٹر صدیقی نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اس سے بات تو کر دیں۔“..... عمران نے کہا۔

”میں ایک نمبر بتا دیتا ہوں۔ آپ اس نمبر پر دس منٹ بعد فون کر لیں۔“..... ڈاکٹر صدیقی نے کہا اور ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا۔

”اوکے۔ شکریہ۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”آپ ٹائیگر سے اس گروپ کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔“..... بلیک زیو نے کہا۔

”ہاں۔ وہ انہیں یقیناً جانتا ہو گا۔ اس قدر دلیری سے واردات کرنے والے کوئی عام مجرم نہیں ہو سکتے۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن انہوں نے کس کی ایماء پر یہ حرکت کی ہے۔“..... بلیک زیو نے کہا۔

”اب یہ تو وہی بتا سکتے ہیں۔ بظاہر تو کوئی ایسا گروپ نظر نہیں آ رہا جو اس انداز میں کارروائی کرنے کے بارے میں سوچے۔“

”عمران تو بلیک زیو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”عمران صاحب۔ سلیمان نے ایسی کیا بات کی تھی کہ آپ بے اختیار نہیں پڑے تھے۔ وہ بات جب اس نے کہا کہ انہیں آپ کے بارے میں معلوم ہو گا کہ آپ بھی ان کی طرح کے ہیں۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”باس۔ مجھے سوچنا پڑے گا لیکن اس وقت ایسا حملہ تو دیدہ دلیری کی انتہاء ہے۔“.....ٹائیگر نے جواب دیا۔

”ہاں۔ ایسا کام کوئی عام گروپ نہیں کر سکتا۔ اس آدمی کے دو اور ساتھی بھی تھے۔ ان کے لباس اور علیئے بھی سلیمان نے بتائے ہیں۔ ان کے پاس نیلے رنگ کی سیڈان کار بھی تھی۔“.....عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باقی دونوں افراد کے حلیئے بھی بتا دیئے اور کار کے بارے میں بھی تفصیلات بتا دیں۔

”میرے ذہن میں آ تو رہے ہیں بس لیکن واضح نہیں ہیں۔ آپ مجھے سوچنے کا کچھ وقت دیں۔“.....ٹائیگر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آدھے گھنٹے بعد اسی نمبر پر دوبارہ فون کروں گا۔ تم فون ابھی واپس نہ کرنا۔“.....عمران نے کہا۔

”لیں بس۔“.....ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے رسپور رکھ دیا۔

”ٹائیگر خاصا کمزور ہو گیا ہو گا اس لئے اس کی یادداشت پر بھی اثر پڑا ہے۔“.....بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ جس حالت سے وہ گزرا ہے وہ خاصی خطرناک تھی۔“.....عمران نے جواب دیا اور پھر آدھے گھنٹے بعد عمران نے ایک بار پھر رسپور اٹھا کر نمبر پر لیں کر دیئے۔

”ٹائیگر بول رہا ہوں۔“.....دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”کچھ یاد آیا ہے۔“.....عمران نے پوچھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”لیں بس۔ میرے ذہن میں خاکہ تو موجود تھا لیکن بات پوری طرح واضح نہیں ہو رہی تھی۔ جس آدمی کا حلیہ آپ نے تفصیل سے بتایا ہے اس کا نام ثمتو تھی ہے۔ اسے اندر ولڈ میں چیف کلر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کا تعلق پیشہ در قاتلوں کے ایک گروپ سے ہے جس کا انچارج کلائن کلب کا مالک اور جزل مینجر کارڈن ہے۔ یہ کلب ٹرزر روڈ پر ہے اور یہاں پاکیشیا کے انتہائی اعلیٰ ترین آفیسرز بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔ بظاہر یہ ایک ریستوران ہے لیکن نیچے تہہ خانوں میں ہر چیز ملتی ہے اور ہر قسم کی عیاشی بھی کرائی جاتی ہے۔ چونکہ کارڈن صرف پیشہ در قاتلوں کا سراغنہ ہے اس لئے میں نے اس سے زیادہ راہ درسم نہیں رکھی لیکن میں اکثر وہاں اس لئے آتا جاتا رہتا ہوں کہ وہاں غیر ملکی بھی کافی تعداد میں آتے جاتے ہیں۔ یہ چیف کلر وہیں کلائن کلب میں ہی رہتا ہے۔“.....ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ کارڈن کیا مقامی آدمی ہے۔“.....عمران نے پوچھا۔

”نہیں بس۔ یہ ایکریمین نژاد ہے۔ البتہ یہ ثمتو تھی مقامی آدمی ہے۔“.....ٹائیگر نے جواب دیا۔

”کتنے نمبرز ہیں اس گروپ میں۔“.....عمران نے پوچھا۔

”یہ تو مجھے نہیں معلوم۔ میں ان میں سے صرف اس چیف کلر کو جانتا ہوں کیونکہ اکثر اس سے کلب میں آمنا سامنا ہوتا رہتا ہے۔“.....ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اوکے۔ کافی ہے۔ اب میں خود ہی ان سے نہت لوں گا۔“  
عمران نے کہا اور پھر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے  
نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”رانا ہاؤس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے  
جوزف کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ جوانا کہاں ہے“..... عمران نے کہا۔

”موجود ہے باس“..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسے بلاو“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... جوزف نے کہا اور پھر رسیور رکھے جانے کی  
آواز سنائی دی۔

”لیں ماشر۔ میں جوانا بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد جوانا کی  
آواز سنائی دی۔

”جوانا۔ جوزف کے ساتھ جاؤ۔ ٹرزر روڈ پر ایک کلب ہے جس  
کا نام کلائس کلب ہے۔ بظاہر یہ ریستوران ہے لیکن نیچے تھہ خانے  
میں کلب ہے۔ اس کے مالک اور جزل مینجر کا نام کارڈن ہے۔ یہ  
کارڈن ایکریمین نژاد ہے۔ یہ پیشہ ور قاتلوں کے گروپ کا سر غنہ  
ہے اور اس گروپ کا ایک پیشہ ور قاتل ہے جس کا نام ٹموٹھی ہے  
لیکن اسے وہاں چیف کلر کہا جاتا ہے۔ اس چیف کلر نے اپنے دو  
ساتھیوں سمیت میرے فلیٹ پر دن دیہاڑے میزائل فائر کئے  
ہیں۔ حفاظتی نظام آن ہونے کی وجہ سے میزائل پھٹ نہ سکے لیکن

یہ لوگ دوسری بار بھی کوشش کر سکتے ہیں اس لئے اس چیف کلر کو تو  
دہیں ختم کر دینا البتہ اس کارڈن کو تم نے اٹھا کر رانا ہاؤس لے آتا  
ہے تاکہ اس سے پوچھ گچھ کی جا سکے“..... عمران نے تفصیل سے  
بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ بآس۔ اس کی یہ جرأت۔ میں اس کلب کی ایمنٹ سے  
ایمنٹ بجا دوں گا“..... جوانا نے غصیلے لبھے میں کہا۔

”وہاں قتل عام کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہاں سارے  
جرائم پیشہ افراد نہیں جاتے۔ البتہ اس چیف کلر کا خاتمه کرنا ہے اور  
اس کارڈن کو اٹھا کر لے آنا ہے“..... عمران نے سرد لبھے میں کہا۔

”لیں ماشر“..... جوانا نے جواب دیا۔

”جوزف کو رسیور دو“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... چند لمحوں بعد جوزف کی موڈبائنہ آواز سنائی دی۔

”جوانا کے ساتھ جاؤ۔ رانا ہاؤس کا حفاظتی نظام آن کر دینا اور  
والپسی کے وقت خیال رکھنا کہ کوئی تمہارا تعاقب تو نہیں کر رہا اور  
جب والپس آؤ تو مجھے چیف کے نمبر پر اطلاع دے دینا۔ میں خود آ  
کر اس آدمی سے پوچھ گچھ کر دوں گا“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے جوزف نے کہا تو عمران  
نے رسیور رکھ دیا۔

”آپ خود نہیں گئے“..... بلیک زیر دنے کہا۔

”جوانا اور جوزف دونوں سمجھدار ہیں“..... عمران نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”میرے خیال میں عمران صاحب جو پیکش ایکریمیا سے واپس لائے گئے ہیں یہ ساری کارروائی اسی سلسلے میں ہو رہی ہے۔“ - چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بلیک زیو نے کہا۔

”شاید۔ لیکن اگر ایسا ہے تو اس کا تو مطلب ہے کہ انہیں جیکب کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے۔“..... عمران نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پرلیس کرنے شروع کر دیئے اور تھوڑی دیر بعد اس کا رابطہ جیکب سے ہو گیا۔

”جیکب بول رہا ہوں،“..... جیکب کی آواز سنائی دی۔ ”چیف فرام دس اینڈ“..... عمران نے مخصوص لجھے میں کہا۔ ”لیں چیف“..... دوسری طرف سے جیکب نے مودبانہ لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پیکش کے بارے میں دوسری پارٹی نے کیا کارروائی کی ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”چیف۔ پولیس کام کر رہی ہے ڈکیتی کے آئندیے پر۔ دوسری پارٹی کا مجھے علم نہیں ہے۔“..... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم پر تو شک نہیں پڑا انہیں“..... عمران نے پوچھا۔ ”نوسر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”گراہم سے کہیں۔ وہ اس برائڈ اور جیکی کے بارے میں معلومات

حاصل کرے۔ آپ پر حملہ بلا وجہ نہیں ہو سکتا،“..... بلیک زیو نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ پہلے اس کارڈن سے معلوم کیا جائے کہ اس نے یہ حملہ کس کی ایماء پر کرایا ہے۔ پھر اس حملہ کرانے والے کے پیچھے گراہم کو لگایا جائے۔“..... عمران نے کہا۔

”اب اس فارمولے کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے۔ سرداور نے کچھ کہا ہے؟“..... بلیک زیو نے پوچھا۔

”انہوں نے کہا تھا کہ وہ واپس جا کر اس سلسلے میں مینگ کریں گے۔ پھر مل کر کوئی فیصلہ ہو سکے گا۔“..... عمران نے کہا تو بلیک زیو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ ”ایکسٹو،“..... عمران نے مخصوص لجھے میں کہا۔

”جوزف بول رہا ہوں۔ باس کو پیغام دے دیں کہ ان کا مطلوبہ آدمی رانا ہاؤس پہنچ گیا ہے۔“..... دوسری طرف سے جوزف کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”اوکے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

علاقہ سیریز

# ملٹی مشن

حصہ دوم

منظہ ہریم ایم اے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

## چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ”دیلی مشن“ کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پاکیشیا سے شروع ہونے والی کہانی اب تیزی سے وسعت پذیر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ایک مشن کے اندر کئی مشنر جب بیک وقت اکٹھے ہو جائیں تو پھر ان مشنر کی ہولناکی اور تیزی میں بھی لمحہ بے لمحہ اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف ہر میدان میں لڑنا پڑتا ہے بلکہ یہ لڑائی ذہانت کے ساتھ ساتھ جسمانی لڑائی میں بھی تبدیل ہو جاتی ہے تاکہ بیک وقت تمام مشنر میں کامیابی حاصل کی جاسکے۔

اس ناول میں بھی عمران، صدر، ٹائیگر اور بلیک زیرو کو علیحدہ علیحدہ خوفناک جسمانی فائنس کرنی پڑیں اور اس کے ساتھ ساتھ کارکردگی میں بے پناہ تیزی اور آگے بڑھنے کے لئے خوفناک جدوجہد سے کام لینا پڑا۔

مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی آپ کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنے خطوط اور ای میلو کے ذریعے مجھے اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے گا۔ صفحات کی کمی کے باعث صرف ایک ای میل کا جواب دیا جا رہا ہے۔

ملتان سے چودہ ری اے ڈی فراز ایڈوکیٹ نے بذریعہ ای میل

رابطہ کیا ہے۔ ”لکھتے ہیں آپ کے ناول گروپ فائلنگ اور بلیو بڑ گروپ بے حد پسند آئے ہیں۔ میں آپ کا باقاعدہ قاری ہوں۔ ایک گزارش ہے کہ مجھے آپ کے ناولوں کی مکمل لسٹ چاہئے۔“

محترم چوبدری اے ذی فراز ایڈوکیٹ صاحب۔ ای میل سے رابطہ کرنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ سابقہ ناولوں کی لسٹ کے لئے آپ ہر ناول میں کتب منگوانے کے لئے جو پتہ درج کیا جاتا ہے اس پتے پر جوابی لفافہ بھجوادیں۔ آپ کو اس وقت جو کتب موجود ہوں گی ان کی لسٹ بھجوادی جائے گی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی رابطہ کرتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران کے فلیٹ پر دن دھاڑے میزانلوں سے حملہ کیا گیا تھا جو سلیمان کی حاضر دماغی کی وجہ سے ناکام ہو گیا کیونکہ اس نے شک پڑتے ہی خصوصی حفاظتی نظام آن کر دیا تھا۔ پھر عمران نے ٹائیگر کے ذریعے حملہ آوروں کو جو دراصل دارالحکومت کے پیشہ ور قاتلوں کا گروپ تھا، ٹریس کر لیا۔ اس گروپ کا سر غنہ کلائنٹ کلب کا مالک ایکریمین نژاد کارڈن تھا۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو اس کارڈن کو اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آنے کا حکم دیا اور ان دونوں نے اس کے حکم کی تعییل کر دی اور پھر جوزف نے عمران کو اطلاع دی اور عمران اس کارڈن سے پوچھ چکھ کرنے کے لئے رانا ہاؤس پہنچ گیا۔

”کیا ہوا وہاں جوانا“..... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ ٹمو تھی عرف چیف کلروہیں مل گیا

تھا۔ اس کے مخصوص انداز کو دیکھتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ پیشہ ور قاتل ہو سکتا ہے۔ میں نے اسے اپنے بارے میں بتایا تو وہ مجھے علیحدہ کرے میں لے گیا۔ وہاں میں نے اس کے دل میں گولی اتار دی۔ اس دوران جوزف اس کارڈن تک پہنچ گیا تھا۔ اس کے آفس کا ایک عقبی راستہ تھا۔ جوزف اسے اس راستے سے باہر لے گیا۔ جب میں کار عقبی طرف لے گیا تو کارڈن کو کار میں ڈال کر ہم یہاں لے آئے۔ جوانا نے اس انداز میں جواب دیا جیسے اس کام میں لطف نہ آیا ہو۔

”اس کارڈن کا پورا گروپ ہے۔ میں اس سے اپنے مطلب کی باتیں پوچھتا ہوں۔ پھر تم جانو اور کارڈن اور اس کا گروپ جانے۔“

”تھینک یو ماشر۔ آپ اجازت دیں تو میں دار الحکومت میں ایسے تمام گروپوں کا خاتمه کراؤں۔“ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھ سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ تم سنیک کلر کے چیف ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس جوزف نے میرے ہاتھ باندھ رکھے ہیں۔ نجانے اس کے ذہن میں سنیک کی کیا تعریف ہے۔“ جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار نہیں پڑا۔ بلیک روم میں جوزف موجود تھا۔ عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ سامنے ایک لمبے قد اور

بھاری جسم کا آدمی راڑز میں جکڑا ہوا موجود تھا۔ اس کے چہرے کے مخصوص خدوخال بتا رہے تھے کہ وہ خاصا سنگدل اور سفاک فطرت کا مالک ہے۔

”اسے ہوش میں لے آؤ۔“..... عمران نے کہا تو جوزف نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور آگے بڑھ کر اس نے اس آدمی کی ناک سے لگا دی۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹا کر اس کا ڈھلن لگایا اور پھر شیشی واپس جیب میں ڈال کر وہ پیچھے مڑا اور عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑا ہو گیا جبکہ کرسی کے عقب کی دوسری طرف جوانا موجود تھا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے اس نے ناکام رہنا تھا۔ پھر اس کی نظریں عمران پر جنم گئیں اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ عمران نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری تھی۔

”مم۔ مم۔ میں کہاں ہوں۔ یہ مجھے کیوں جکڑا گیا ہے۔“ اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارا نام کارڈن ہے اور تم کلاس کلب کے مالک اور منیجر ہو۔“..... عمران نے سرد لہجے پہنچ کہا۔

”ہاں۔ مگر۔“..... کارڈن نے ہونٹ چھاتے ہوئے کہا۔

”تم نے پیشہ ور قاتلوں کا ایک بڑا گروپ بنایا ہوا ہے اور تمہارا آدمی ٹموٹھی عرف چیف کلر اپنے دو ساتھیوں سمیت میرے فلیٹ پر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

پہنچا اور پھر انہوں نے دن دیہاڑے فلیٹ پر میزائل فائر کر دیئے جو پھٹ نہ سکے۔ میں درست کہہ رہا ہوں،..... عمران نے انتہائی سرد لبجے میں کہا۔

”یہ سب غلط ہے۔ میرا کسی قاتلوں کے گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا تو کلب ہے،..... کارڈن نے احتیاجی لبجے میں کہا۔

”مجھے پہچانتے ہو،..... عمران نے سرد لبجے میں کہا۔

”ہا۔ تم عمران ہو۔ نائیگر کے استاد،..... کارڈن نے کہا۔

”اب پہلی بات تو یہ بتا دوں کہ تمہارے چیف کلر کو وہیں کلب میں ہی ہلاک کر دیا گیا ہے اور تمہارے گروپ کے دوسرے قاتلوں کا بھی یہی حشر ہو گا۔ میں ایسے معاملات میں مداخلت نہیں کرتا لیکن تم نے خود ہی میرے فلیٹ پر حملہ کر کے مجھے مداخلت کا موقع فراہم کیا ہے۔ اب تم یہ بتا دو کہ تمہیں یہ کام کس نے دیا ہے۔

عمران نے کہا۔

”میں کہہ رہا ہوں کہ میرا اس کام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور مجھ کہہ رہا ہوں،..... کارڈن نے کہا۔

”جوانا،..... عمران نے گردن موڑے بغیر کہا۔

”لیں ماسٹر،..... جوانا نے موڈبانہ لبجے میں جواب دیا۔

”کارڈن کی ایک آنکھ نکال دو،..... عمران نے کہا۔

”لیں ماسٹر،..... جوانا نے کہا اور وہ بڑے جارحانہ انداز میں کارڈن کی طرف بڑھ گیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم واقعی مجھ پر ظلم کرو گے،..... کارڈن نے یکنہ ہدیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ اٹھا کر جوانا کو رکنے کا اشارہ کر دیا۔

”وہیں رک جاؤ جوانا۔ اب اگر اس نے پہنچاہٹ کا مظاہرہ کیا یا جھوٹ بولا تو میں تمہیں اشارہ کر دوں گا اور اب ایک نہیں بلکہ دونوں آنکھ نکال دینا۔ پھر میں دیکھوں گا کہ یہ اپنی باقی زندگی کیسے گزارتا ہے،..... عمران نے انتہائی سرد لبجے میں کہا تو جوانا وہیں اس آدمی کے قریب ہی کھڑا ہو گیا۔

”مم۔ مم۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ مجھے یہ کام لنگلن کے سائیڈ روڈ کلب کے مالک میکارتو نے دیا تھا۔ میکارتو خود بھی لنگلن میں یہ کام کرتا ہے۔ وہ بہت بڑا آدمی ہے اور اس سے میرے گھرے تعلقات ہیں۔ اس نے مجھے کہا کہ تمہیں ہلاک کرنا ہے تو میں نے انکار کر دیا تو اس نے کہا کہ فلیٹ کو میزائلوں سے اڑا دو ورنہ تم خود بھی ختم کر دیئے جاؤ گے۔

میں نے مجبوراً حامی بھر لی۔ پھر میں نے اپنے آدمیوں کو حکم دے دیا لیکن انہوں نے واپس آ کر بتایا کہ میزائل سرے سے پھٹھے ہی نہیں تو میں نے سوچا کہ اسے فون کر دوں کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ پھر تمہارا یہ آدمی اچانک دفتر میں آ گیا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ بس یہ ہے ساری بات،..... کارڈن نے تیز تیز لبجے میں کہا تو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران اس کے لجھ سے ہی سمجھ گیا کہ وہ بچ بول رہا ہے۔  
”کیا نمبر ہے میکارتو کا“..... عمران نے پوچھا۔

”کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو“..... کارڈن نے چونک کر کہا۔  
”تاکہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ کنفرم کیا جاسکے“..... عمران نے  
سرد لجھ میں کہا اور پھر کارڈن نے نمبر بتا دیا۔ عمران نے پاس  
پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیس کرنے  
شروع کر دیئے۔ ایکریمیا اور لٹلن کے رابطہ نمبر اسے یاد تھے اس  
لئے اس نے انکوارری سے پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی تھی۔ آخر  
میں عمران نے لاڈر کا بٹن بھی پر لیس کر دیا اور جوانا کو اشارہ کیا تو  
جوانا نے فون سیٹ اٹھایا اور کارڈن کے قریب جا کر اس نے رسیور  
کارڈن کے کان سے لگا دیا۔

”روڈ سائیڈ کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز  
سنائی دی۔

”پاکیشیا سے کارڈن بول رہا ہو۔ میکارتو سے بات کراؤ“۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ میکارتو بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز  
سنائی دی۔

”ہا۔ کیا ہوا۔ کام ہو گیا ہے“..... دوسری طرف سے پوچھا  
گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”نہیں۔ عمران کے فلیٹ پر تین انتہائی طاقتور میزائل فائر کئے  
گئے ہیں لیکن وہ میزائل پھٹے ہی نہیں۔ مجھے راز رکھنے کے لئے  
اپنے آدمی ٹھوٹھی کو بھی ہلاک کرنا پڑا ہے اور سنو میکارتو۔ میں تمہاری  
رقم تھیں واپس بھجو رہا ہوں“..... کارڈن نے کہا۔

”کیا کوئی اور گروپ وہاں نہیں ہے جو یہ کام کر سکے“۔ میکارتو  
نے کہا۔

”نہیں میکارتو۔ یہاں اس عمران کا نام سنتے ہی سب کانوں کو  
ہاتھ لگا دیتے ہیں“..... کارڈن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر میں یہاں سے کسی کو بھیجا ہوں“..... دوسری  
طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوانا نے  
رسیور کارڈن کے کان سے ہٹایا اور پھر کریڈل پر رکھ کر اس نے  
فون تپائی پر رکھ دیا۔

”اب مجھے تو چھوڑ دو“..... کارڈن نے کہا۔

”یہ جوانا ایکریمیا کے مشہور پیشہ ور قاتل گروپ ماسٹر کلفرز کا  
رکن تھا اور اب بھی ہے۔ یہاں یہ سنیک گلر کا چیف ہے اس لئے تم  
دونوں ہم پیشہ جانو“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ  
کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف اس کے پیچھے آ رہا  
تھا۔ عمران فون روم میں آیا اور اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے  
نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ جوانا کارڈن  
سے پوچھ گچھ میں مصروف ہو گا اور جوزف حسب عادت دروازے

کے باہر ہی کھڑا ہو گا۔

”گراہم بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف فارن اینجنت گراہم کی آواز سنائی دی۔

”چیف بول رہا ہوں“..... عمران نے مخصوص لبجے میں کہا۔ ”لیں سر“..... دوسری طرف سے گراہم نے موڈبانہ لبجے میں جواب دیا۔

”ولنکشن میں ایک کلب ہے جس کا نام روڈ سائیڈ کلب ہے۔ اس کا مالک اور جزل مینجر ایک آدمی میکارتو ہے۔ کیا تم اسے جانتے ہو؟“..... عمران نے پوچھا۔

”لیں چیف۔ وہ یہاں کا خاصا مشہور گینکسٹر ہے“..... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس نے پاکیشیا میں ایک آدمی کارڈن کے ذریعے عمران کے فلیٹ پر میزاں فائز کرائے ہیں۔ وہ تو حفاظتی نظام آن ہونے کی وجہ سے میزاں پھٹ نہیں سکے لیکن میں جانا چاہتا ہوں کہ اس میکارتو کو یہ ٹاسک کس نے دیا ہے۔ کیا تم یہ کام کر لو گے؟“..... عمران نے مخصوص لبجے میں کہا۔

”لیں چیف“..... گراہم نے جواب دیا۔

”اوکے۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ کام کر کے مجھے رپورٹ دو۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”داور بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سردار کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ چیف صاحب معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فارمولے کے بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے؟“..... عمران نے سنجیدہ لبجے میں کہا۔

”میری شوگرانی سائنس دانوں سے بات ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر بشیر تو ہلاک کر دیئے گئے ہیں اب ان کی جگہ ان کا شاگرد ڈاکٹر رحمت اللہ اس پر کام کریں گے اور اسے خصوصی کو ردینے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس پر فافلکا کی سپر لیبارٹری میں کام کیا جائے۔ وہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے“..... سردار نے جواب دیا۔

”کیا وہاں اس پر کام کرنے کے لئے خصوصی مشینری موجود ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ مشینری تو شوگران سے منگوا کر نصب کرنا پڑے گی۔“ سردار نے جواب دیا۔

”کتنا عرصہ لگ جائے گا اس میں؟“..... عمران نے پوچھا۔ ”تقریباً دو ماہ لگ جائیں گے۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟“..... سردار نے چونک کر کہا۔

”اس فارمولے کے حصول کے لئے دوبارہ بھی کوشش کی جاسکتی ہے اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو جب تک مشینری نصب نہ ہو جائے یہ فارمولہ چیف کی تحویل میں ہی رہے گا۔ اس طرح یہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہر طرح سے محفوظ رہے گا،”..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ جب مشینزی نصب ہو جائے گی تو پھر میں تمہیں فون کر دوں گا،”..... سرداور نے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ اللہ حافظ،”..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”جوانا کو میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ کارڈن سے اس کے پیشہ ور قاتلوں کے گروپ کے بارے میں تمام معلومات حاصل کرے اور اس گروپ کا خاتمہ کر دے۔ تم نے اس کام میں اس کی مدد کرنی ہے،”..... عمران نے کمرے سے باہر آ کر دروازے پر کھڑے جوزف سے کہا۔

”لیں باس،”..... جوزف نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی کرٹل اسمتحہ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھا لیا۔

”لیں،”..... کرٹل اسمتحہ نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ ”جشن بول رہا ہوں باس،”..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ کیا رپورٹ ہے پاکیشیا کے بارے میں،”..... کرٹل اسمتحہ نے چونک کر کہا۔

”باس۔ جو حصی رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق ملٹری کے خصوصی ہیلی کاپڑ کے ذریعے پاکیشیا کی میں لیبارٹری کے انچارج سائنس داں سرداور اپنے دو ساتھیوں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے خطرنک ایجنت علی عمران کے ساتھ کا کاش لیبارٹری میں گئے اور انہوں نے وہاں کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

وہاں ملٹری پولیس کے افراد پہنچے اور وہاں سے سائنس دانوں اور ان کے آدمیوں کی لاشیں باہر نکال لی گئیں۔ جشن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ فارمولہ اور آلہ کہاں ہے۔ یہ بتاؤ۔“..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”باس۔ چونکہ پاکیشیا میں سرکاری طور پر تمام لیبارٹریاں اور سائنس دانوں کے انجمن سرداور ہیں اس لئے ہم نے سرداور کے فون کی ریکارڈنگ کی ہے اور پھر ایک کال سے ہمیں معلومات مل گئیں۔ یہ کال عمران کی تھی۔ سرداور نے اسے بتایا کہ انہوں نے شوگرانی سائنس دانوں سے بات کرتے ہوئے کہا۔ کرنل اسمتحن کے لئے فائل کا لیبارٹری کا انتخاب کیا گیا ہے لیکن ان کے مطابق وہاں مشینری شوگران سے منگوا کر نصب کرنے میں دو ماہ کا عرصہ لگ جائے گا۔ چنانچہ ان دونوں کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ فارمولہ اس دوران چیف کی تحویل میں رہے گا اور جب مشینری نصب ہو جائے گی تو پھر چیف یہ فارمولہ اس فائل کا لیبارٹری میں بھجوادے گا۔“..... جشن نے جواب دیا۔

”چیف کون ہے۔“..... کرنل اسمتحن نے چونک کر پوچھا۔

”چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس جناب کیونکہ عمران اسے ہی چیف کہتا ہے۔“..... جشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور وہ کون ہے۔“..... کرنل اسمتحن نے پوچھا۔

”اس کا نام کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران بھی اسے نہیں جانتے۔ ملک کا صدر اور دیگر حکام بھی اسے نہیں جانتے۔ صرف اس کا نام ایکسٹو سامنے آتا ہے اور اس کا حکم اور اس کے حکم کی فوری تعمیل کی جاتی ہے۔ البتہ جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں یہ عمران اس کے نمائندہ خصوصی کے طور پر سامنے آتا ہے۔ دیسے عمران کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے اس لئے وہ آزادانہ طور پر ایک فلیٹ میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے جبکہ سیکرٹ سروس کے ارکان سیکرٹ ہی رہتے ہیں۔ ان کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔“..... جشن نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن ان کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔“..... کرنل اسمتحن نے پوچھا۔

”وہ بھی خفیہ ہے۔ کوئی حصتی طور پر نہیں جانتا۔“..... جشن نے جواب دیا۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو گلتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس انسانوں کی بجائے جنوں پر مشتمل ہے۔“..... کرنل اسمتحن نے قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”یہ لوگ ہیں تو انسان۔ لیکن ان کے کام واقعی جنوں اور بھوتوں والے ہیں۔“..... جشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ پھر اب کیا کیا جائے۔ کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا جائے یا کوئی کام بھی کیا جائے۔“..... کرنل اسمتحن نے قدرے طنزیہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لنجے میں کہا۔

”انہیں دینا پڑے گا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ انغو اشہ سرداور تک نہ پہنچ سکیں۔ تم ایسا کرو کہ اسے انغو اکر کے ایکریمیا بھجوادو۔ وہ لوگ یہاں کچھ نہیں کر سکیں گے۔ اس کی حفاظت میں یہاں ذی سیکشن کے ذمے لگا دوں گا۔“..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”باس۔ عمران اور پاکیشیا سائکرٹ سروس بجائے آلہ اور فارمولہ واپس دینے کے خود لگنٹن پہنچ جائیں گے تاکہ سرداور کو رہا کر سکیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ آلہ ان سے اس انداز میں لے لیا جائے۔ یہ کام آسانی سے ہو سکے گا۔ البتہ فارمولہ بعد میں لیبارٹری سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔“..... جشن نے کہا۔

”وہاں پاکیشیا میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں تک پاکیشیا سائکرٹ سروس کسی طرح بھی نہ پہنچ سکے۔“..... کرنل اسمتحن نے پوچھا۔

”سینکڑوں جگہیں ایسی ہیں باس۔ جس گروپ کے ساتھ میں مسلک ہوں وہ پاکیشیا کا سب سے بڑا گروپ ہے۔ جو معلومات میں نے آپ تک پہنچائی ہیں یہ بھی اسی گروپ کی ہی دی ہوئی ہیں۔“..... جشن نے کہا۔

”کس گروپ کی بات کر رہے ہو تم۔“..... کرنل اسمتحن نے پوچھا۔

”باس۔ وہ عام جرائم پیشہ گروپ نہیں ہے۔ ان کا تعلق اسرائیل سے ہے۔ ان کا کام یہاں اسرائیل کے مفادات کے لئے کام کرنا ہے۔ یہاں کے اعلیٰ افران، بڑے بڑے کاروباری صنعت کار اور صحافیوں کے خلاف یہ ایسا بلیک میلنگ اسٹف تیار کرتے ہیں کہ پھر جشن نے کہا۔

”میرا خیال ہے چیف۔ اس وقت تک انتظار کیا جائے جب تک یہ فارمولہ فائل کا لیبارٹری میں نہیں پہنچ جاتا۔ وہاں سے اسے آسانی سے دوبارہ اڑایا جاسکتا ہے۔“..... جشن نے کہا۔

”اور وہ آلہ ڈبل ایس۔ وہ تو حکومت ایکریمیا کی ملکیت ہے اور اسے تو یہ لوگ لیبارٹری میں نہیں بھیجیں گے۔ اسے کیسے حاصل کیا جائے۔“..... کرنل اسمتحن نے پوچھا۔

”ہاں۔ یہ بات واقعی سوچنے کی ہے چیف۔ اس کے حاصل کے لئے تو لامحالہ پاکیشیا سائکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے اس پر حملہ کرنا ہو گا جو بظاہر ناممکن ہے چیف کیونکہ آج تک بیشمار بڑی بڑی ایجنسیوں نے کوشش کر لی لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکیں۔“..... جشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر ایک اور کام ہو سکتا ہے۔ تم نے بتایا ہے کہ سائنس دان سرداور سب کا انچارج ہے۔“..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”لیں باس۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس سرداور کو انغو اکرلو اور پھر اس کی رہائی کے بد لے فارمولہ اور آلہ ڈبل ایس حاصل کیا جاسکتا ہے۔“..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”باس۔ فارمولہ تو یہ لوگ کسی صورت نہیں دیں گے البتہ وہ آلہ ڈبل ایس سرداور کے بد لے میں واقعی حاصل کیا جاسکتا ہے۔“..... جشن نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

باقی ساری عمر یہ لوگ ان کے اشاروں پر ناچھتے رہتے ہیں۔ اس کام کے لئے انہوں نے بے شمار مقامات بنائے ہوئے ہیں اور ان کا تعلق دراصل اسرائیل کی خفیہ ایجنسیوں سے ہے اور پھر یہ ہر طرح سے تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ اس گروپ کا کوڈ نام بلیک اسکائی ہے۔ جشن نے کہا۔

”حیرت ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ پاکیشیا تو اسرائیل کا دشمن نمبر ایک ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کئی بار اسرائیل پہنچ کر اسرائیل کو عبرتاک شکستیں دی ہیں۔ اسی طرح بے شمار یہودی تنظیموں کا انہوں نے خاتمه کیا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ ان کے اپنے ملک میں یہودی کام کر رہے ہیں اور انہیں اس کا علم تک نہیں ہو سکا۔“..... کرنل اسمتحہ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”باس۔ یہ لوگ بظاہر فلاجی اداروں سے مسلک ہیں۔ انہوں نے پاکیشیا کے ہر بڑے شہر میں مختلف امراض کے فری ہسپتال قائم کئے ہوئے ہیں۔ یہ سب ایکری بی اور یورپی باشندوں کی حیثیت سے رہ رہے ہیں اور بظاہر ان کا کام واقعی فلاجی ہے اور یہ کام بھی کر رہے ہیں لیکن اصل کام ان کا وہی ہے جو میں نے بتایا ہے۔

یہ اسرائیل کی طویل المیاد منصوبہ بندی ہے۔ جب ان کا تمام بڑے بڑے افسروں سے رابطہ ہو جائے گا تو پھر وہ اچانک حرکت میں آ جائیں گے اور پاکیشیا کے تمام ایٹمی مرکز اور ان کے میزانکوں کو ناکارہ کر دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی کافرستان پاکیشیا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لے گا اور اس طرح اسرائیل کا یہ دشمن نمبر ایک ختم ہو جائے گا۔ یہ لوگ گزشتہ چار سالوں سے یہاں کام کر رہے ہیں اور آج تک کسی کو ان پر معمولی سا شک بھی نہیں پڑا۔“..... جشن نے کہا۔

”لیکن کیا یہ گروپ ہمارے ساتھ مل کر کام کرے گا۔“..... کرنل اسمتحہ نے پوچھا۔

”پاکیشیا میں بلیک اسکائی کا چیف کرنل جوڑی ہے جو چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرح خفیہ رہتا ہے۔ وہ یہاں میرا گھر ا دوست ہے اور وہ کافی عرصہ اسرائیل کی طرف سے ایکری میا میں رہ کر تربیت حاصل کر چکا ہے اور اسی تربیت کے دوران اس کی اور میری دوستی ہوئی تھی۔ وہ ہمارے یہ کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا اور پھر اس نے صرف اتنا کام ہی کرنا ہے کہ سرداور کو کسی خفیہ مقام پر رکھنا ہے جہاں تک پاکیشیا سیکرٹ سروس نہ پہنچ سکے۔ یہ کام ان کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔“..... جشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم بلیک اسکائی سے بات کر کے مجھے بتاؤ۔ پھر مزید لائے عمل طے کیا جائے گا۔“..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”لیں باس۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل اسمتحہ نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر خاصے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کس بات کا جواب“..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔ صالحہ بھی صدر کی طرف متوجہ ہو گئی اور صدر نے صدیقی کی بات دوہرا دی۔ ”صدیقی کی بات درست ہے۔ ہم جب بھی تفریغ کا پروگرام بناتے ہیں چیف اجازت بھی دے دیتا ہے اور پھر کوئی کیس شروع ہو جاتا ہے اور کیس بھی اپیسا کہ جس کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا اور اس کے بعد خاموشی چھا جاتی ہے اور تفریغ کا سارا مود چوپٹ ہو کر رہ جاتا ہے۔..... صالحہ نے صدیقی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا۔ تم نے تفریغ کا پروگرام بنایا۔ چیف نے اجازت دے دی اور پھر اچانک برائڈ اور جنکی کا معاملہ شروع ہو گیا اور پھر پتہ چلا کہ وہ دونوں واپس جا چکے ہیں اور اس کے ساتھ ہی سارا معاملہ ختم ہو گیا۔ نہ کوئی کیس شروع ہوا اور نہ ہی تفریغ پر جا سکے“..... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن چیف کو چکر بازی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ ویسے بھی تو اجازت دینے سے انکار کر سکتا ہے۔..... جولیا نے کہا۔

”چیف چکر بازی نہیں کرتا۔ یہ ساری شرارت عمران کی ہوتی ہے۔..... خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”ہمیں حکم چیف دیتا ہے یا عمران“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم اس کی سازشوں کو نہیں سمجھ سکتیں۔ جب بھی اسے معلوم ہوتا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جولیا کے فلیٹ میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ جولیا اور صالحہ دونوں کچن میں ان سب کے لئے چائے کی تیاری میں مصروف تھیں۔

”میرا خیال ہے کہ چیف ہمیں دانتے کسی بھی تفریحی مقام پر جانے سے روک دیتا ہے۔..... اچانک صدیقی نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم“..... صدر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا اور پھر صدیقی کے جواب دینے سے پہلے جولیا اور صالحہ ٹرالیاں دھکیلتی ہوئیں اندر آ گئیں اور انہوں نے سب کے سامنے چائے کی پیالیاں اور دیگر لوازمات کی پلیٹیں رکھیں اور پھر خود بھی وہ اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔

”تم نے جواب نہیں دیا صدیقی“..... صدر نے کہا۔

پڑتی ہے کہ ہمیں حرکت میں لایا جائے تو وہ چیف کو کہہ دیتا ہے اور چیف ہمیں حرکت میں لے آتا ہے لیکن ہم صرف سائیڈ کام کرتے ہیں۔ اصل مشن پر عمران کام کرتا رہتا ہے اور ہم فارغ ہو کر بیٹھ جاتے ہیں،..... کیپشن شکلیں نے اپنے طور پر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں ہمیں ایک بار پھر چیف سے تفریق کرنے کی اجازت مانگتی چاہئے“..... صالحہ نے کہا۔

”ہاں۔ اس سے کم از کم یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ جو مشن شروع ہوا تھا وہ ختم ہوا ہے یا نہیں“..... صدر نے کہا تو جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھیا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ سب کے چہروں پر اشتیاق کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”ایکسٹو“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”جولیا بول رہی ہوں چیف۔ اس وقت تمام ممبران یہاں موجود ہیں۔ ہم نے پہلے بھی آپ سے بوریت کی وجہ سے کسی تفریجی مقام پر جانے کی اجازت طلب کی تھی اور آپ نے اجازت دے دی تھی لیکن پھر وہ برائذ اور جیکی کیس سامنے آ گیا لیکن اس کیس کے بارے میں بھی خاموشی طاری ہو گئی ہے۔ اگر یہ کیس ختم ہو گیا ہے تو کیا ہم دوبارہ تفریق کا پروگرام بنائیں“..... جولیا نے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

ہے کہ ہم تفریق پر جا رہے ہیں اور چیف نے بھی اجازت دے دی ہے تو یہ چیف کے کان میں ایسی پھونک مارتا ہے کہ چیف ہمیں حکم دے دیتا ہے۔ اصل میں ہوتا ہوا تا کچھ نہیں اس لئے ہوتا صرف یہ ہے کہ ہم تفریق سے محروم ہو جاتے ہیں“..... تنوری نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات اس حد تک تو درست ہے کہ اس بار واقعی برائذ اور جیکی کا کوئی سنجیدہ کیس سامنے نہیں آیا لیکن چیف اب اتنا احمق تو نہیں ہے کہ صرف عمران کے کہنے پر فضول کاموں کے لئے سیکرٹ سروس کو حرکت میں لے آئے“..... صدر نے کہا۔

”تو پھر تم بتاؤ کہ یہ کیا کیس تھا اور اس کا کیا انجام ہوا۔ صرف یہی کہ ہم تفریجی مقام پر جانے سے رہ گئے“..... تنوری نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے خود اسے سنجیدہ مشن نہیں کہا لیکن بہر حال کچھ نہ پچھے بنیاد تو اس کی ہو گی ورنہ چیف اس طرح عمران کے ہاتھوں بے وقوف نہیں بن سکتا“..... صدر نے کہا۔

”تنوری اس حد تک تو درست کہہ رہا ہے کہ کیس کے بارے میں عمران ہی چیف کو آگاہ کرتا ہے لیکن یہ بات غلط ہے کہ بغیر کسی سنجیدہ کیس کے چیف ہمیں حکم دے دیتا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے عمران اپنے طور پر کیس پر کام کرتا رہتا ہے اور چیف اس کی رپورٹ کا انتظار کرتا ہے۔ البتہ جب عمران کو اس بات کی ضرورت

”بہر حال چیف نے تفریغ پر جانے کی اجازت دے دی ہے اس لئے ہمیں وہ پروگرام بنانا چاہئے“..... صالح نے کہا۔

”دیکھیں۔ اب جب تک اس کیس کے بارے میں تفصیلات معلوم نہیں ہوں گی تفریغ کا لطف ہی نہیں آئے گا“..... جولیا نے کہا۔

”چیف نے کہا ہے کہ اس کا پہلا فیز ختم ہو گیا ہے جبکہ دوسرا کسی بھی وقت شروع ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مکمل مشن ابھی ختم نہیں ہوا“..... کیپشن ٹکلیل نے کہا۔

”یہ بھی عمران کی ہی شرارت ہو گی تاکہ چیف اس خلجان میں رہ جائے کہ نجات کب کیس شروع ہو جائے ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مشن کا پہلا فیز ختم ہو گیا اور ہم چاہیں تو تفریغ پر جاسکتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا“..... تنوری نے کہا۔

”یہی تو عمران سے معلوم کرنا ہے“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ بتائے گا تو معلوم بھی ہو گا۔ اسے تو اللہ ایسا موقع دے“۔ تنوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چیف نے کہا ہے کہ وہ عمران کو ٹریس کر کے اسے حکم دیں گے کہ وہ یہاں آ کر ہمیں تفصیل بتائے اور جب چیف حکم دے دے تو پھر عمران کی مجال نہیں کہ وہ حکم عدوی کرے“..... جولیا نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”تم نے جس انداز میں بات کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کیس کے سلسلے میں تمہارے ذہنوں میں الجھنیں موجود ہیں اور تم دراصل اس بارے میں تفصیل معلوم کرنا چاہتی ہو۔ فی الحال کیس بظاہر ختم ہو گیا ہے لیکن کسی بھی وقت اس کا دوسرا فیز شروع ہو سکتا ہے لیکن اس بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہے کہ یہ دوسرا فیز کب شروع ہوتا ہے اس لئے تم تفریغ پر جاسکتی ہو اور تمہارے ساتھی کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک کیس کی تفصیل کا تعلق ہے تو اس کیس پر بنیادی کام عمران نے کیا ہے اس لئے اس کی تفصیل بھی تمہیں دیتے ہتائے گا۔ میں اسے ٹریس کر کے حکم دیتا ہوں۔ وہ تمہارے فلیٹ پر پہنچ کر تمہیں تفصیل بتائے گا“..... چیف نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”ایسا چیف جو اندازے سے اصل بات سمجھ جائے اسے عمران بھلا کیسے چکر دے سکتا ہے“..... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران ہے ہی ایسا آدمی جو چیف کو بھی چکر دے جاتا ہے۔ اب دیکھو۔ چیف خود بھی تو کیس کی تفصیلات بتا سکتا تھا لیکن اس نے بھی بات عمران پر ڈال دی اور عمران بجائے کچھ بتانے کےاثر نہیں زوج کر کے رکھ دے گا“..... تنوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”مس جولیا۔ آپ ہم سب سے بھی زیادہ اچھی طرح عمران کو جانتی ہیں۔ وہ پہلے کسی حکم کی پرواف کرتا تھا جواب کرے گا۔“ صالح نے کہا۔

”اگر نہیں کرے گا تو میں پھر چیف کوفون کر دوں گی اور پھر عمران کو عبرناک سزا ملے گی۔“..... جولیا نے کہا۔

”یہی تو اصل روشنی ہے کہ تم اسے عبرناک سزا تو ایک طرف معمولی سی سزا بھی دلوانے کے حق میں نہیں ہو۔ وہ ہمارے سروں پر چڑھا بھی اسی لئے ہوا ہے کہ تم نے اسے ڈھیل دے رکھی ہے۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اب ایسا نہیں ہو گا۔“..... جولیا نے بڑے اعتماد بھرے لمحے میں کہا تو سب مسکرا کر خاموش ہو گئے۔

”عمران تو آ کر تفصیل بتاتا رہے گا ہمیں تفریجی پروگرام کے بارے میں تو فائل کر لینا چاہئے۔“..... صالح نے کہا تو سب اس بحث میں مصروف ہو گئے اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کے بحث و مباحثے کے بعد نہ صرف مقام کا تعین ہو گیا بلکہ انتظامات کے بارے میں بھی طے کر لیا گیا۔ اسی لمحے کاں بیل کی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔ ظاہر ہے وہ سب سمجھ گئے تھے کہ عمران کی آمد ہوئی ہے۔ نعمانی جو ہال کرے میں تھا اور دروازے کے قریب بیٹھا ہوا تھا اسکا اور تیزی سے فلیٹ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے۔“..... نعمانی نے دروازہ کھولنے سے پہلے اوپری آواز میں پوچھا۔

”فرستادہ چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس،“..... باہر سے عمران کی آواز سنائی دی تو نعمانی نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

”عمران صاحب۔“ آپ نے فرستادہ کا لفظ تو اس انداز میں بولا ہے جیسے آپ کو جبرا یہاں بھیجا گیا ہو۔“..... سلام دعا کے بعد نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بس یہی غنیمت ہے کہ دست بستہ اور پابھولاس نہیں بھیجا۔“ عمران نے ہال کرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”اتنی گاڑھی زبان نہ بولا کریں۔“..... نعمانی نے اس کے پیچھے آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”تمہاری اس بات سے ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ ایک آدمی دو اخانے میں گیا اور حلق سے آواز نکال کر شیرہ مانگا تو دو اخانے والے نے کہا کہ شیرہ تو ہے لیکن اتنا گاڑھا نہیں ہے جتنا تم مانگ رہے ہو۔“..... عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ یا اہل فلیٹ جولیا۔“..... عمران نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے بڑے خشوع و خضوع سے کہا تو سب مسکرا دیئے۔

”ہم اہل فلیٹ کیسے ہو گئے عمران صاحب۔ اہل فلیٹ تو مس جولیا ہیں۔ ہم تو مہمان ہیں،“..... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”شکر ہے تم نے اہل کا مطلب وہ اہل و عیال والا نہیں لے لیا۔ پہلے نعمانی نے بھی مجھے یہی سبق دیا تھا کہ یہاں گاڑھی زبان استعمال نہیں کرنی چاہئے اور اب تمہاری بات سے واقعی مجھے درست طور پر سمجھ آ گئی ہے۔“..... عمران نے معصوم سے لجھے میں کہا تو سب بے اختیار نہ پڑے۔

”فضول باتیں مت کرو۔ تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعییں کرو۔“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”حکم اور مجھے۔ یہ کیا کہہ رہی ہو۔ میں کسی کا ملازم نہیں ہوں۔ میں کیوں کسی انسان کا حکم مانوں۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات ہی کافی ہیں کیونکہ میں صرف اس کا بندہ ہوں۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہیں چیف نے نہیں کہا کہ تم یہاں پہنچ کر ہمیں برائڈ اور جیکی کے کیس کی تفصیل بتاؤ۔“..... جولیا نے اور زیادہ بھٹانے ہوئے لجھے میں کہا۔

”چیف نے خواہ مخواہ تمہیں سپنس میں بیتلہ کر رکھا ہے۔ برائڈ اور جیکی میاں بیوی ہیں اور میاں بیوی کے بارے میں مزید تفصیل کیا بتائی جاسکتی ہے۔ جو کچھ میاں بیوی کے ساتھ ہوتا ہے وہی کچھ ہوا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”کیا ہوا ہے۔“..... جولیا نے چونک کر پوچھا۔ ”میاں کو ہر وقت شک رہتا ہے کہ اس کی خوبصورت بیوی کو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کہیں کوئی دوسرا نہ لے ازے۔ چنانچہ جیسے ہی اسے معلوم ہوا کہ علی عمران عرف پرنس چارمنگ جیکی کو تلاش کر رہا ہے تو وہ اسے لے کر استعمال نہیں کرنی چاہئے اور اب تمہاری بات سے واقعی مجھے درست کر کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ سوئزر لینڈ کی شہزادی کو دیکھ لیتا تو جیکی بے چاری باقی ساری عمر آہ و زاری میں گزار دیتی۔“..... عمران کی زبان روای ہو گئی اور جولیا جس کا چہرہ عمران کے ابتدائی فقردوں کو سن کر بگزرتا جا رہا تھا اس کے آخری فقرے سن کر بے اختیار کھل اٹھا اور سوائے تنویر کے باقی سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”عمران صاحب۔ یہ جیکی اور برائڈ یہاں کیا کرنے آئے تھے۔“ صدر نے پوچھا۔

”ان کے کاغذات کے مطابق وہ سیاحت کے لئے آئے تھے۔“ عمران نے مختصر سا جواب دیا تو صدر بے اختیار ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

”عمران صاحب۔ ہم تفریغ کے لئے جا رہے ہیں۔ کیا آپ ہمارے ساتھ چلیں گے۔“..... صالحہ نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”سوری۔ میں میرا تھن ریس کا قائل ہی نہیں ہوں۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”میرا تھن ریس۔ کیا مطلب ہے آپ کا۔“..... صالحہ نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

کہا۔

”بڑا آسان سانسخہ ہے۔ تمہارے چیف کو اطلاع ملی کہ سیکرٹری سائنس کے تعلقات ایسے گروپ سے ہیں جو اسلیے سمگل کرتا ہے اور اسکے کوئی پیکٹ وہ خود اپنے ساتھ سرکاری طور پر قابلی علاقے میں لے جاتا ہے جہاں خفیہ لیبارٹری ہے لیکن پھر پہلے اس گروپ کو ٹریس کرنے کا کام چیف نے میرے ذمے لگا دیا۔ میں نے پولیس والوں کی مشہور مثال کے تحت یہ کام نایگر کے ذمے لگا دیا۔“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”مثال کیا ہے عمران صاحب؟“..... اس بار نعمانی نے پوچھا۔

”ایک بار ایک پولیس آفیسر نے مجھے بتایا کہ ایک شہر میں صدر صاحب کا دورہ تھا۔ چنانچہ سیکورٹی کا فول پروف انظام کیا گیا اور وہ فول پروف انظام یہ تھا کہ پولیس کے اعلیٰ افسر نے اپنے ماتحت اس افسر کو بلایا جس نے مجھے مثال سنائی تھی اور کہا کہ مسٹر صدر یہ میرا کام ہے کہ میں کسی مشن کے ایک ہزار فیزر بنا دوں گا۔ میرے دوست پولیس افسر نے اپنے افسر کو سیلوٹ کرتے ہوئے یہ سر کہا اور آگیا۔ اس نے اپنے ماتحت افسر کو بلایا اور اسے کہا کہ اگر صدر صاحب کو کچھ ہوا تو تمہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اس ماتحت نے ایڑیاں بجا کر سیلوٹ کرتے ہوئے یہ سر کہا اور مرکز کر دفتر سے چلا گیا۔ اس نے جا کر اپنے ماتحت کو بلایا اور پھانسی چڑھانے والا فقرہ دو ہرا دیا۔ بس یہ ہوتا ہے سیکورٹی کا فول پروف انظام۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”تم نے کہا ہے کہ میں چلوں۔ اب تم خود بتاؤ کہ میرا تھن رلیں میں ہی آدمی اتنا فاصلہ چل کر گزارتا ہے جتنے فاصلے پر یہاں دارالحکومت سے کوئی تفریجی مقام آئے گا؟“..... عمران نے جواب دیا تو صاحب کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ برائڈ اور جیکی کا فیزروں کیا تھا اور چیف کے مطابق فیزروں کی بھی وقت شروع ہو سکتا ہے۔ یہ فیزروں کیا ہے اور یہ کب سے مشن فیزروں اور فیزروں میں تقسیم ہونا شروع ہو گئے ہیں؟“..... اچانک کیپین شکلیل نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”کیا چیف نے یہی کہا ہے؟“..... عمران نے انتہائی اشتیاق بھرے لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ کیوں؟“..... کیپین شکلیل نے بھی حیران ہو کر پوچھا۔ ”واہ۔ اسے کہتے ہیں قسمت کی خوبی۔ اب چیف کو مجھے ہر مشن کا ایک نہیں بلکہ کئی چیک دینے پڑیں گے۔ ہر فیز کا ایک چیک اور یہ میرا کام ہے کہ میں کسی مشن کے ایک ہزار فیزر بنا دوں گا۔“..... عمران نے بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے کہا تو سب اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

”لیکن آپ کیسے کریں گے فیز۔ اس کی تو وضاحت کر دیں؟“.....

”جیسے اس مشن کو بنایا ہے؟“..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن کیسے؟“..... صدر نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے

عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار  
کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ آپ بتا رہے تھے کہ چیف نے آپ سے کہا  
اور آپ نے ٹائیگر کے ذمے یہ کام لگا دیا۔ پھر کیا ہوا،“..... صدر  
نے عمران کو دوبارہ پڑھی پڑھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر پولیس کی طرف صرف یہ سر کہنے والا نہیں ہے اس  
لئے اس نے واقعی کام کر ڈالا اور یہ بھی بتا دوں کہ اس گروپ کا  
سرغناہ ایک آدمی فرنیک ہے جو گولڈن کلب کا مالک اور جزل منیج  
ہے۔ میں نے ٹائیگر سے کہا کہ وہ فرنیک کو اغوا کر کے رانا ہاؤس  
پہنچا دے تاکہ اس سے تفصیلی پوچھ گچھ ہو سکے۔ ٹائیگر اسے اٹھا کر  
لا رہا تھا کہ فرنیک کے آدمیوں نے اس پر حملہ کر دیا اور وہ فرنیک  
کو چھڑوا کر لے گئے اور اپنی دانست میں وہ ٹائیگر کو مار کر ڈال گئے  
لیکن ٹائیگر سٹی ہسپتال پہنچ گیا اور پھر اسے چیف کے حکم پر پیش  
ہسپتال پہنچا دیا گیا جہاں اللہ تعالیٰ نے خصوصی رحمت کی اور وہ نق  
گیا۔ اس نے فرنیک سے جو ابتدائی پوچھ گچھ کی تھی اس سے پتہ  
چلا کہ دو ایکریمین برائڈ اور جیکی بھی اس سے اور سیکرٹری سائنس  
سے ملتے رہے ہیں۔ چنانچہ چیف نے ان کے کاغذات تمہارے  
ذریعے ایرپورٹ سے منگوائے اور تمہیں ان کی تلاش پر لگا دیا جبکہ  
دوسری طرف فرنیک کو تلاش کیا گیا تو پتہ چلا کہ وہ چارٹرڈ طیارے  
سے کافرستان اور وہاں سے ایکریمیا فرار ہو گیا ہے۔ ادھر تم لوگوں

نے چیف کو اطلاع دی کہ برائڈ اور جیکی دونوں طیارے سے  
کافرستان چلے گئے ہیں تو چیف نے وہاں اپنے فارن ایجنٹ ناٹران  
کی ڈیوٹی لگائی۔ ناٹران نے رپورٹ دی کہ یہ دونوں کافرستان کے  
گرائند ہوٹل میں ٹھہرے اور پھر اچانک وہاں سے چارٹرڈ طیارے  
کے ذریعے گریٹ لینڈ چلے گئے ہیں۔ البتہ ناٹران نے یہ معلومات  
بھی حاصل کر لیں کہ برائڈ نے ہوٹل سے روائی گی سے پہلے ہوٹل  
میں ایک کاؤنٹر سے جو کسی انٹریشنل کوریئر سروس کا تھا، دو پیکش  
ایکریمیا کے لئے بک کرائے تھے جس پر تمہارے چیف نے ان  
پیکشوں کی تفصیلات معلوم کرائیں تو پتہ چلا کہ یہ دونوں پیکش لنگشن  
میں موجود ایکریمیا کی سرکاری ایجنٹی جسے ڈی ایجنٹ کہا جاتا ہے،  
کے چیف کرنفل استھن کو اس کے ہیڈ کوارٹر کے ایڈریس پر بھجوائے  
گئے ہیں جس پر چیف نے لنگشن میں اپنے کسی خصوصی ایجنٹ کی  
ڈیوٹی لگائی کہ یہ دونوں پیکش وہاں سے حاصل کر کے پاکیشا بھجو  
دے۔ اس ایجنٹ نے باقاعدہ اس وین پر ڈیکٹی کی واردات کی اور  
دونوں پیکش وہاں سے حاصل کر کے ایک اور کوریئر سروس کے  
ذریعے واپس پاکیشا چیف کو پہنچا دیئے۔ یہ دونوں پیکش جب  
پاکیشا پہنچے تو ان میں سے ایک پیکٹ میں کوئی فارمولہ تھا جبکہ  
دوسرے پیکٹ میں کوئی آله تھا۔ جس پر سرداور سے رجوع کیا گیا  
کہ یہ دونوں کس لیبارٹری سے متعلق ہیں۔ فارمولے کا جائزہ لے  
کر سرداور نے بتایا کہ یہ فارمولہ کا سوس از جی کا ہے جس پر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بہادرستان سے ملحقہ قبائلی علاقے میں واقع کا کاش علاقے کی ایک ناپ سیکرٹ لیبارٹری میں کام ہو رہا ہے۔ وہاں رابطہ کیا گیا لیکن رابطہ نہ ہوا تو میں تمہارے چیف کے نمائندہ خصوصی کے طور پر سرداور کے ساتھ اس لیبارٹری میں گیا۔ اسے باہر سے کھولا گیا تو پتہ چلا کہ وہاں سب سائنس دان ہلاک کر دیے گئے ہیں اور متعلقہ مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ بہر حال ایک بچت ہو گئی کہ اس فارمولے پر پاکیشیائی سائنس دانوں کے ساتھ شوگرانی سائنس دان بھی کام کر رہے تھے اور وہ سب شوگران کے قومی دن کی تقریب میں شرکت کے لئے شوگران گئے ہوئے تھے اس لئے وہ بچ گئے ہیں اور اس آلے کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ ایکریمیا کا انتہائی خاص آله ہے جو ہر قسم کے سائنسی حفاظتی انتظامات کو مکمل طور پر زیرِ کردیتا ہے۔ سرداور نے شوگران کے سائنس دانوں سے مل کر اس فارمولے پر نئے سرے سے کام کرنے کی پلانگ کی اور مشینری نصب ہو گی پھر اس پر کام شروع ہو گا تو تک فارمولہ اور آله دونوں تمہارے چیف کی تحویل میں رہیں گے۔ اس طرح برائڈ اور جیکی نے فرینیک اور سیکرٹری سائنس سے مل کر جو مشن مکمل کیا تھا اور جس کی انہوں نے یہاں پاکیشیائی سیکرٹ سروس سمیت کسی کو بھی ہوانہ لگنے دی تھی صرف اپنے ایجنٹوں کے ذریعے تمہارے چیف نے راستے سے ہی واپس منگوا لیا۔ سیکرٹری سائنس یورپ کے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کسی ملک میں کانفرنس کے لئے گئے ہوئے تھے۔ انہیں سرسلطان کے ذریعے واپس بلا لیا گیا اور پھر سرسلطان کی موجودگی میں تمہارے چیف کے نمائندہ خصوصی نے ان سے پوچھ گچھ کی۔ ان کے خفیہ اکاؤنٹس کی تفصیل دکھائی گئی جن میں اچاک اور تقریباً روزانہ اس وقت تک رقمات جمع ہوتی رہیں جب تک برائڈ اور جیکی یہاں نہیں آ گئے تو سائنس سیکرٹری صاحب نے سب کچھ بتا دیا کہ اس لیبارٹری کا سیکورٹی آفیسر ان کا خاص آدمی تھا اور وہ سرکاری دورے پر وہاں جاتے تو اس آلے کا ایک حصہ ساتھ لے جاتے اور انہیں دے آتے۔ اس طرح یہ آله لیبارٹری کے اندر پہنچ گیا کیونکہ دیسے وہاں یہ آله مکمل طور پر داخل نہ ہو سکتا تھا۔ شوگرانی سائنس دانوں نے اس کا وہاں خصوصی انتظام کیا ہوا تھا اور اس طرح اس مشن کا فیزروں مکمل ہو گیا۔..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو وہ سب اس طرح بیٹھے عمران کی بتائی ہوئی تفصیل سن رہے تھے جیسے بچے کسی بڑے سے اشتیاق بھرے انداز میں کوئی دلچسپ اور سفنتی خیز کہانی سنتے ہیں۔

”اور فیزرو کیا ہے عمران صاحب“..... صدر نے پوچھا۔  
”ارے۔ نہ کوئی پانی پوچھا گیا نہ چائے پلوائی گئی۔ بس تقریں کرتے رہو سو کھے منہ“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آئی ایم سوسوری عمران۔ میں لے آتی ہوں چائے“..... جو لیا

نے قدرے شرمندہ سے انداز میں کہا۔  
”واہ۔ اسے کہتے ہیں عروج بخت کہ تم اپنے ہاتھوں سے چائے پلواؤ گی۔ واہ۔ پھر تو میں ایسی ایک ہزار کہانیاں سن سکتا جاتی اور چیف ایسا نہ چاہتا ہو گا۔“..... صدر نے بات کو رفع دفع کرنے کے انداز میں کہا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے وہ سب صدر کے خیال سے متفق ہوں۔ اسی لمحے جولیا ٹرے اٹھائے اندر آ گئی۔ اس نے ٹرے میں رکھی ہوئی چائے کی پیالی اور ایک پیکٹ جس میں نمکوٹھی عمران کے سامنے رکھ دی اور ٹرے میز کے نچلے حصے میں رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

”عمران صاحب۔ ان برائٹ اور جیکی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا گیا ہے۔“..... صدیقی نے پوچھا۔

”ان کے خلاف کیا کام ہو سکتا تھا۔“..... عمران نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

”ان کا خاتمه تو ہو سکتا تھا۔“..... صدیقی نے ایسے لمحے میں جواب دیا جیسے اسے عمران کی بات کی سمجھنا آئی ہو۔

”وہ ایک سرکاری ایجنسی سے متعلق ہیں۔ جیسے تمہارا تعلق سیکرت سروس سے ہے اور ایجنسیاں تو مشن کمکمل کرتی ہی رہتی ہیں۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”انہوں نے لیبارٹری میں پاکیشائی سائنس دانوں کو ہلاک کیا ہے۔ انتہائی قیمتی مشینری تباہ کر دی۔ کیا یہ جرم کم ہے۔“..... صدیقی

”چھوڑ تویر۔ چیف کو معلوم ہوتا ہے کہ کون سا کام کون کر سکتا ہے۔ ٹائیگر کے حرکت میں آنے سے ڈی ایجنسی کو معلوم نہیں ہو سکے گا جبکہ ہم حرکت میں آتے تو لا محالہ ڈی ایجنسی تک اطلاع پہنچ جاتی اور چیف ایسا نہ چاہتا ہو گا۔“..... صدر نے بات کو رفع دفع کرنے کے انداز میں کہا تو سب نے اس انداز میں سر ہلا دیئے جیسے وہ سب صدر کے خیال سے متفق ہوں۔ اسی لمحے جولیا ٹرے اٹھائے اندر آ گئی۔ اس نے ٹرے میں رکھی ہوئی چائے کی پیالی اور ایک پیکٹ جس میں نمکوٹھی عمران کے سامنے رکھ دی اور ٹرے میز کے نچلے حصے میں رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”کیا مطلب۔ کیا یہ تمہاری خود ساختہ کہانی تھی۔“..... جولیا نے قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”اس ساری کہانی میں میرا ذکر ہی کتنا تھا۔ اگر یہ خود ساختہ ہوتی تو اس پوری کہانی کا ہیر و صرف میں ہی ہوتا اور ہیر وہن تم۔ اور ہم دونوں مل کر سماج چھوڑ دینے والا گانا گاتے۔“..... عمران نے کہا تو جولیا ایک جھٹکے سے اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی کچن کی طرف بڑھ گئی جبکہ سوائے تویر کے باقی سب بے اختیار ہنس پڑے تھے۔

”جو کام چیف تم سے اور ٹائیگر سے لیتا ہے کیا وہ سیکرٹ سروس سے نہیں لے سکتا۔“..... تویر نے قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”تم نے اپنی کارکردگی کی دھاک ہی ایسی بٹھا رکھی ہے چیف پر کہ وہ بے چارہ اس دھاک کے زیر اثر کرسی پر بیٹھا کانپتا رہتا ہے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ہم سب سیکرٹ سروس کے رکن نکھے ہیں اور تمہارا شاگرد ٹائیگر ہم سے زیادہ کام کر سکتا ہے۔“..... تویر نے اس بار انتہائی غصیلے لمحے میں کہا۔

نے تیز لمحے میں کہا۔

”یہ کام ہم تم بھی تو کرتے ہی رہتے ہیں۔ یہی تو مشن ہوتا ہے۔ ہم نے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار ایسا کام کیا ہو گا۔ کیا دوسرے ممالک کی ایجنسیاں ہمیں سزا دینے پہنچ جاتی ہیں؟“ عمران نے جواب دیا۔

”آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ واقعی ہم لوگ اپنے معاملے میں جذباتی ہو جاتے ہیں۔“ صدیقی نے ایک طویل سائنس لیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اب فیزٹو کا کیا ہو گا؟“ صدر نے پوچھا۔

”ہو گا سے اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ یہ شروع کچھ عرصہ بعد ہو گا تو یہ خیال غلط ہے۔ دوسرا فیزٹو شروع ہو چکا ہے۔“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

”لیکن چیف نے تو کہا تھا کہ فیزٹو بعد میں شروع ہو گا اور ہم اس وقفے کے دوران تفریح کر سکتے ہیں۔“ صدر نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اسی لئے تو میں روتا ہوں۔ تمہارے چیف کے نزدیک میری اور میرے ساتھیوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ ہاں جب اپنی سروں پر کوئی ضرب پڑتی ہے تو پھر عمران یاد آ جاتا ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟“ جولیا نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”میرے فلیٹ پر میزائلوں سے حملہ ہوا ہے اور اگر سلیمان حاضر دماغی سے کام نہ لیتا تو اب تک شاید ہم دونوں کی قتل خوانی بھی ہو چکی ہوتی لیکن تمہارے چیف کے لحاظ سے فیزٹو شروع ہی نہیں ہوا۔“..... عمران نے کہا تو وہ سب حیرت سے ایک دوسرے کامنہ دیکھنے لگے۔

”آپ کے فلیٹ کو میزائلوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ کب۔ اور سلیمان کا کیا ہوا؟“..... سب نے ہی یک زبان ہو کر کہا۔

”میں نے یہ کب کہا ہے کہ فلیٹ کو اڑا دیا گیا ہے۔ میں نے تو کہا ہے کہ فلیٹ پر میزائلوں سے حملہ ہوا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”کیا ہوا ہے۔ تفصیل بتاؤ۔“..... جولیا نے انتہائی بے چین سے لمحے میں کہا تو عمران نے سلیمان کی بتائی ہوئی ساری تفصیل دوہرایا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ یہ کام ڈی ایجنسی کا ہے۔“ صدر نے کہا۔

”سلیمان نے جو حلیہ بتایا تھا اس کے بارے میں ٹائیگر سے ہسپتال میں فون پر بات کی گئی تو اس نے ایک پیشہ ور قاتلوں کے گروپ کی نشاندہی کی۔ چنانچہ جوزف اور جوانا اس گروپ کے سرغناہ کو اٹھا کر لے آئے۔ اس نے بتایا کہ اسے یہ کام ایکریمیا کے ایک آدمی میکارتو نے دیا تھا۔ میں نے ایکریمیا کی ایک پارٹی کے ذریعے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ میکارتو کو یہ ٹاک ڈی بھرے لمحے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ٹو شروع ہو گیا ہے اور تمہارا چیف کہتا ہے کہ دو ماہ بعد شروع ہو گا۔..... عمران نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”ابھی آپ نے خود ہی کہا ہے کہ آپ اپنے خلاف انتقامی کارروائی کا برائیں مناتے اور بقول آپ کے یہ برائی کی انتقامی کارروائی تھی اس لئے اب آپ کو کیوں گلہ ہے۔..... صدر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اچھا۔ اب مزید میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ بہر حال تمہیں تفریغ مبارک ہو۔ مجھے اجازت۔ مس جولیا چائے کا شکریہ۔..... عمران نے کہا۔

”کیا تم ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گے۔..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”اس کو اس معاملے میں شامل نہ کرو۔ یہ سبز قدم آدمی ہے۔ دو ماہ کی بجائے ابھی فیز ٹو شروع ہو جائے گا اور ہماری تفریغ دھری کی دھری رہ جائے گی۔..... تنور نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی نج اٹھی۔

”میرا خیال ہے کہ اس کی سبز قدمی نے صرف جولیا کے ایک ہی فقرے کی وجہ سے ہی رنگ دکھا دیا ہے۔..... تنور نے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے جبکہ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

ابنی کے ایجنٹ برائی نے دیا تھا جس پر میں خاموش ہو گیا۔..... عمران نے جان بوجھ کر چیف کے ذریعے فارن ایجنٹ گراہم کا حوالہ دینے کی بجائے کسی پارٹی کا کہہ دیا تھا کیونکہ وہ انہیں احساس دلانا چاہتا تھا کہ چیف نے اس معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔

”عمران صاحب۔ یہ کام یقیناً برائی نے انتقامی طور پر کیا ہو گا ورنہ اگر اسے باقاعدہ یہ مشن ملتا تو وہ خود یہاں آ کر کارروائی کرتا۔..... کیپشن شکلیل نے کہا۔

”ہاں اور تمہیں معلوم ہے کہ میں اپنے خلاف انتقامی کارروائی کا برائیں منایا کرتا اس لئے خاموش ہو گیا۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ نئی لیمارٹری کب تک کام کرے گی وہ فائل کا والی۔..... صدر نے پوچھا۔

”سردار کے بقول دو ماہ کے بعد۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور فارمولہ جو چیف کی تحویل میں ہے دو ماہ بعد وہاں بھیجا جائے گا۔..... صدر نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو۔..... عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ دو ماہ کا وقت ہے اس لئے چیف نے ہمیں تفریغ کرنے کی اجازت دے دی ہے۔..... صدر نے کہا۔

”تم بھی اپنے چیف کی طرح کٹھور ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ فیز

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”جولیا بول رہی ہوں“..... جولیا نے کہا۔  
”ایکسٹو۔ عمران ہے یہاں“..... دوسری طرف سے مخصوص لمحے میں کہا گیا۔

”لیں چیف“..... جولیا نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کوچہ محبوب سے بول رہا ہوں جہاں ایک دہن بھی موجود ہے“..... عمران نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

”سرداور کو انغو اکر لیا گیا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”کب۔ کہاں سے“..... عمران نے حقیقتاً بوکھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

”ابھی سرسلطان نے اطلاع دی ہے کہ سرداور اپنے ڈرائیور کے ساتھ کسی لیبارٹری میں جا رہے تھے کہ راستے میں ان کی کار کو روکا گیا اور پھر ڈرائیور اور سرداور دونوں کو گن پوائنٹ پر دوسری کار میں بٹھایا گیا۔ اس کے بعد ڈرائیور کے سر پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا گیا۔ اسے جب ہوش آیا تو وہ ماڑی آباد کے ایک دیران علاقے میں پڑا ہوا تھا۔ وہ وہاں سے دوڑتا ہوا قربی تھانے گیا اور وہاں جا کر اس نے اطلاع دی اور اس ڈرائیور نے تھانے سے ہی سرسلطان کو فون کر دیا کیونکہ بقول اس کے سرداور نے کہا

ہوا تھا کہ کسی بھی ایسے مرحلے میں وہ سرسلطان کو ضرور اطلاع دے۔ یہ اطلاع ملتے ہی سرسلطان نے فوری طور پر تمام ایجنسیوں کو حرکت میں آنے کے احکامات دیئے اور پھر مجھے فون کر کے اطلاع دی۔..... چیف نے پوری تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

”ڈرائیور اب کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ وہیں ماڑی آباد کے تھانے میں ہے۔ تم اس سے مل سکتے ہو“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ سرداور کو کیا ڈی ایجنسی نے انغو اکیا ہے“..... صدر نے کہا۔

”ہاں۔ میرے خیال میں انہیں یہی خیال ہو گا کہ یہ فارمولہ اور آله دونوں سرداور کی ہی تحویل میں ہوں گے“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی سارے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”ارے۔ ارے۔ تم کیوں کھڑے ہو گئے۔ تم جاؤ تفریح کرو۔ چیف نے تمہیں تو کچھ نہیں کہا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اب اپنے آپ کو فوری شاک سے سنبھال چکا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی ایک بار پھر نج اٹھی تو جولیا نے ساتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ عمران ظاہر ہے جو باہر جانے کے لئے مڑ رہا تھا رک گیا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”لیں سر“..... صدیقی نے موڈبانہ لبجے میں کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے سنجیدہ لبجے میں کہا۔ سرداور کے اغوا کے بعد بلیک اسکائی کا نام سن کر اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی ابھر آئی تھی۔

”عمران۔ تم بلیک اسکائی کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟“  
دوسری طرف سے ایکسٹو نے پوچھا۔

”یہ نام میرے لاشور میں موجود ہے لیکن شور میں نہیں آ رہا۔ بہر حال جلد ہی یاد آ جائے گا۔ اس ڈرائیور نے ان آدمیوں کے حلیئے اور کار کے بارے میں بتایا ہو گا“..... عمران نے موڈبانہ لبجے میں کہا۔

”ہا۔ اب اس پرنٹرل اٹھیلی جنس کام کر رہی ہے اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اس ڈرائیور کو اپنے ساتھ ہیڈ کوارٹر لے گیا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”جولیا بول رہی ہوں“..... جولیا نے موڈبانہ لبجے میں کہا۔ ”ایکسٹو۔ عمران موجود ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیں چیف“..... جولیا نے جواب دیا۔

”صدیقی بھی یہاں ہے“..... چیف نے پوچھا تو صدیقی اپنا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”لیں چیف“..... جولیا نے کہا۔

”اسے رسیور دو“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”صدیقی بول رہا ہوں سر“..... صدیقی نے آگے بڑھ کر جولیا کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے کہا۔

”صدیقی۔ تم اپنے فور شارز سہیت شہر میں پھیل جاؤ اور بلیک اسکائی کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ یہ نام سرداور کے ڈرائیور نے ملٹری اٹھیلی جنس کو بتایا ہے۔ اس کے مطابق اغوا کرنے والے چار افراد تھے اور وہ چاروں ہی مقامی تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں جو مشین پسلل تھا اس کے دستے پر بلیک اسکائی کے الفاظ لکھے ہوئے تھے جو اس ڈرائیور نے پڑھ لئے تھے کیونکہ ڈرائیور پڑھا لکھا ہے“..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔

”لیں سر۔ لیکن سر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ مشین پسلل بنانے والی کمپنی کا نام ہو“..... صدیقی نے کہا۔

”جو کچھ بھی ہے اسے ٹریس کرو اور رسیور عمران کو دو“..... چیف کا لبجہ یکخت سرد ہو گیا۔

واقع ایک بڑے شہر عالم پور میں ہے۔ عالم پور میں لکڑی کا مخصوص انداز کا فرنچیپر تیار ہوتا ہے جو پورے پاکیشیا میں نہ صرف پسند کیا جاتا ہے اور فروخت ہوتا ہے بلکہ پوری دنیا میں ایکسپورٹ بھی کیا جاتا ہے۔ وہاں ایسے فرنچیپر کی بڑی بڑی دکانیں، فیکٹریاں اور گودام ہیں۔ غیر ملکی وہاں خاصی تعداد میں آتے جاتے رہتے ہیں بلکہ بعض غیر ملکی تو وہاں اپنی کمپنیوں کی نمائندگی کے لئے مستقل طور پر رہتے ہیں۔ وہاں فائیو شار ہوٹل بھی ہیں اور کلب بھی۔ شہر خاصا بڑا ہے اور وہاں چونکہ بیرونی سرمایہ کافی مقدار میں آتا رہتا ہے اس لئے یہاں ہر طرف دولت کی ریل پیل دکھائی دیتی ہے۔ یہ تفصیل بتانے سے میرا مقصد ہے کہ وہاں برائڈ اور اس کے سیکشن کے افراد کو دیکھ کر کوئی نہیں چونکے گا۔ عالم پور میں ایک وڈا فیکٹری ہے جس کا نام عالم پور وڈا فیکٹری ہے۔ اس فیکٹری کے نیچے خفیہ تہہ خانے ہیں۔ یہ فیکٹری بلیک اسکائی کا اس شہر میں گڑھ ہے اور یہ ان کا انتہائی خفیہ پوائنٹ ہے جہاں تک کوئی نہیں جا سکتا۔ بلیک اسکائی نے اسے ہمارے لئے خالی کر دیا ہے اور اب وہاں برائڈ سیکشن موجود ہے۔ سردار کو ایک لیبارٹری جاتے ہوئے راستے میں ان کے ڈرائیور سمیت بلیک اسکائی کے آدمیوں نے انگوا کیا۔ پھر ڈرائیور کو سر پر چوٹ لگا کر بے ہوش کر کے دارالحکومت کے ہی ایک دریان علاقے میں پھینک دیا گیا تاکہ وہ سردار کے انگوا کے بارے میں حکومت کو بتا سکے جبکہ سردار کو بے ہوش کر کے عالم پور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

فون کی گھنٹی بجتے ہی کرٹل اسمتحہ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... کرٹل اسمتحہ نے کہا۔

”جشن بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے جشن کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے“..... کرٹل اسمتحہ نے چونک کر پوچھا۔

”بلیک اسکائی کامیاب ہو گئی ہے سر۔ سردار کو انگوا کر کے خصوصی پوائنٹ پر پہنچا دیا گیا ہے اور اب وہاں برائڈ اور اس کا سیکشن ان کی حفاظت کر رہا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تفصیل بتاؤ۔ کیسے انگوا کیا ہے۔ کس نے کیا ہے اور یہ خصوصی پوائنٹ کہاں ہے“..... کرٹل اسمتحہ نے پوچھا۔

”باس۔ یہ پوائنٹ دارالحکومت سے سائز ہے تین سو کلو میٹر دور“

”آپ بے فکر ہیں بات۔ وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ویسے موجود ہے۔ میں خود بھی دارالحکومت میں ہوں اور میرا رابطہ خصوصی فون پر چیف آف بلیک اسکائی کرنل جوڈی سے ہے۔ کرنل جوڈی نے مجھے بتایا ہے کہ سرداور کے انگوا کا علم ہوتے ہی پولیس، سنٹرل انٹلی جنس اور ملٹری انٹلی جنس تینوں ایجنسیاں حرکت میں آگئی ہیں لیکن اب سرداور کو صرف سنٹرل انٹلی جنس ٹریں کر رہی ہے۔“

”اس بارے میں حالات دیکھ کر فیصلہ کرنے سے پہلے برائڈ اور جیکی سے مشورہ کر لینا اور یہ سن لو کہ تم نے صرف پلانگ کرنی لیکن اب فیلڈ میں کام برائڈ اور اس کا سیکشن کرے گا۔“..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”لیں بات۔ مجھے معلوم ہے۔“..... جشن نے کہا۔

”اوکے۔ مجھے حالات کی تبدیلی کے بارے میں ساتھ ساتھ آگاہ کرتے رہنا۔ اپنا یہ سیٹلائز فون نمبر بھی مجھے بتا دو۔ برائڈ کو تم نے بلیک اسکائی سے جوفون لے کر دیا ہے اس کا نمبر بھی بتا دو۔“..... کرنل اسمتحہ نے کہا تو جشن نے دونوں نمبرز بتا دیئے۔

”وش یو گڈ لک۔“..... کرنل اسمتحہ نے کہا اور ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔“..... ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

”چیف بول رہا ہوں۔“..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”اوہ آپ چیف۔ میں برائڈ بول رہا ہوں۔“..... اس بار برائڈ نے اپنی اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لے جایا گیا ہے اور اب وہ اس وڈ فیکٹری کے نیچے تھہ خانے میں موجود ہے۔ میں خود بھی دارالحکومت میں ہوں اور میرا رابطہ خصوصی فون پر چیف آف بلیک اسکائی کرنل جوڈی سے ہے۔ کرنل جوڈی نے مجھے بتایا ہے کہ سرداور کے انگوا کا علم ہوتے ہی پولیس، سنٹرل انٹلی جنس اور ملٹری انٹلی جنس تینوں ایجنسیاں حرکت میں آگئی ہیں لیکن اب سرداور کو صرف سنٹرل انٹلی جنس ٹریں کر رہی ہے۔“

”عمران کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔ اس کا اس انگوا پر کیا روکل ہے۔“..... کرنل اسمتحہ نے پوچھا۔

”عمران ابھی تک سامنے نہیں آیا بات۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اب تم نے حکومت سے بات کرنی ہے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا فون ٹریں نہ کیا جاسکے گا۔“..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

”لیں بات۔ یہ خصوصی سیٹلائز فون ہے اور اس کا رابطہ ایکریمیا سے نہیں بلکہ اسرائیلی خلائی سیارے سے ہے۔ یہ فون کرنل جوڈی نے مجھے دیا ہے اور بلیک اسکائی گزشتہ کئی سالوں سے یہی فون استعمال کر رہی ہے اور آج تک یہ ٹریں نہیں ہو سکا۔“..... جشن نے کہا۔

”خیال رکھنا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی تیز، فعال اور خطرناک سروس ہے۔“..... کرنل اسمتحہ نے کہا۔

اور رسیور رکھ کر اس نے ساتھ پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھالیا۔  
اس سارے انتظامات سے پوری طرح مطمئن ہو۔..... کرنل اسمتحن  
نے کہا۔

”جشن پاکیشیا گیا ہوا ہے۔ اس کے یہاں تمام کاموں کو تم  
نے چیک کرنا ہے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ یہاں وہ کیا کرتا ہے۔“  
کرنل اسمتحن نے کہا۔

”لیں بآس۔ دیے یہاں سے جانے سے پہلے وہ مجھے اچھی  
طرح سمجھا گیا ہے۔..... ٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل  
اسمتحن نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور  
پھر اس سے پہلے کہ وہ سامنے پڑی ہوئی فائل پر نظریں ڈالتا فون  
کی گھنٹی ایک بار پھر نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔  
”لیں۔ کرنل اسمتحن بول رہا ہوں،“..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”ڈیفس سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے،“..... دوسری طرف  
سے ڈیفس سیکرٹری کی پرشیل سیکرٹری کی مترجم آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔..... چند لمحوں بعد ڈیفس سیکرٹری کی مخصوص آواز سنائی  
دی۔

”کرنل اسمتحن بول رہا ہوں سر،“..... کرنل اسمتحن نے مودبانہ  
لنجے میں کہا۔

”تم نے فارمولہ اور آلہ واپس لینے کی جو پلانگ بنائی تھی اس  
کا کیا ہوا۔ ہمیں آله ضرور چاہئے۔ آئندہ ماہ اس سور کا پیش

”مجھے ابھی جشن نے تفصیلی رپورٹ دی ہے۔ تم بتاؤ۔ کیا تم  
اس سارے انتظامات سے پوری طرح مطمئن ہو۔..... کرنل اسمتحن  
نے کہا۔

”لیں بآس۔ میں نے جشن کے ساتھ مل کر یہ پلانگ کی  
ہے۔ یہ فیکٹری ہر لحاظ سے محفوظ ہے اور اس کے باوجود اگر کوئی  
اچنکھی یہاں تک پہنچ بھی گئی تو یہاں کی پچونیشن ایسی ہے کہ ہم  
انہیں مار گرائیں گے۔“..... برائڈ نے کہا۔

”اور اگر حکومت پاکیشیا نے تمہارا مطالبہ مان لیا تو پھر تم نے کیا  
پلانگ کی ہے۔“..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”ایسی صورت میں ہم انہیں کہیں گے کہ وہ کوریئر سروں کے  
ذریعے دونوں پیکش ایکریمیا کے رونالڈ کلب کے جزل منیجر کار میں  
کے نام بھجوادیں۔ آپ کو معلوم تو ہے اس سارے سیٹ اپ کا۔  
جب وہاں سے تصدیق ہو جائے گی تو ہم سرداور کو بے ہوش کر کے  
کسی بھی میدانی مقام پر ڈال دیں گے۔“..... برائڈ نے کہا۔

”لیکن یہ سوچ لو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروں ان پیکش کو واپس  
حاصل کرنے کے لئے لازماً ایکریمیا آئے گی اور تمہارا یہ سیٹ اپ  
بہر حال وہ چیک کر لیں گے۔“..... کرنل اسمتحن نے کہا۔

”جب وہ لوگ ایکریمیا آئیں گے تو انہیں کلب ملے گا اور نہ  
ہی کار میں۔“..... برائڈ نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ وش یو گڈ لک،“..... کرنل اسمتحن نے کہا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

آڈٹ ہونا ہے اور آڈٹ کے وقت وہ آله وہاں موجود ہونا چاہئے ورنہ میرا ایک اہم ترین آدمی جیل جاسکتا ہے اور یہ میرے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہو گا۔..... ڈینفس سیکرٹری نے کہا۔

”آپ بے فکر ہیں بس۔ یہ آله تو چند روز میں ہی یہاں پہنچ جائے گا۔..... کرفل اسمتحہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تمام پلانگ کی تفصیل بتا دی۔

”میں نے سرداور کے بارے میں سنا ہوا ہے۔ وہ پاکیشیا کے بہت بڑے سائنس دان ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ ان کی زندگی کے بدلتے وہ آله دینے پر تیار ہو جائیں گے اور سنو۔ اگر وہ فارمولہ دینے میں چکچا ہیں تو تم نے اس پر اصرار نہیں کرنا۔ مجھے ہر صورت میں ایک ماہ سے پہلے وہ آله چاہئے۔..... ڈینفس سیکرٹری نے قدرے تحکمانہ لجھے میں کہا۔

”لیں سر۔ آپ کے حکم کی تعییل ہو گی سر۔..... کرفل اسمتحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں اب صرف آلبے کی واپسی کی خوشخبری سننا پسند کروں گا۔..... ڈینفس سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرفل اسمتحہ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اب جشن کوفون کر کے بتانا چاہتا تھا کہ سرداور کی زندگی کے عوض فارمولے کی بجائے صرف آله واپس مانگا جائے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران داش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ سرداور کو انغو ہوئے آج دوسرا روز تھا۔ عمران نے دارالحکومت سے باہر جانے والے والے تمام راستوں پر خصوصی چیکنگ کے انتظامات کرائے تھے۔ خاص طور پر بندرگاہ پر انتہائی سخت انتظامات کئے گئے تھے۔ اسی طرح ریلوے اسٹیشن، بسوں اور شہر سے باہر جانے والے ہر چھوٹے بڑے راستے پر حکومت کی طرف سے چیکنگ کی جا رہی تھی اور یہ کام عمران نے سرسلطان سے کہہ کر کرایا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ پوری سیکرٹ سروس سرداور کو ٹریس کرنے میں مصروف تھی۔ وہ بڑے بڑے ہوٹلوں میں پیشل پولیس کے انداز میں چیکنگ کر رہے تھے جبکہ ٹائیگر بھی ہسپتال سے فارغ ہو کر اس کام میں مصروف تھا۔ وہ اندر ورلڈ میں ایسے کسی گروپ کو ٹریس کر رہا تھا جنہوں نے یہ کام

نے باقاعدہ ڈرائیور کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔ اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ سرداور کے اغوا کی باقاعدہ خبر حکومت تک پہچانا چاہتے تھے اس لئے مجھے یقین ہے کہ سرداور جہاں بھی ہوں گے بہر حال بخیریت ہوں گے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”تو پھر انہیں اغوا کیوں کیا گیا ہے۔ یہ بلیک اسکائی کیا چاہتی ہے۔ یہ کس ملک کی ایجنسی ہے۔..... بلیک زیرو نے انتہائی الجھے ہوئے لبھے میں کہا۔

”کسی کی ہو۔ اس بارے میں علم نہیں ہے۔ میرے لاشور میں یہ نام موجود ہے لیکن شور میں نہیں آ رہا۔ بہر حال جلد ہی صورت حال واضح ہو جائے گی۔..... عمران نے کہا اور جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھا لیا۔

”ایکسلو۔..... عمران نے ایکسلو کے مخصوص لبھے میں کہا۔

”جو لیا بول رہی ہوں باس۔..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔..... عمران نے جواب دیا۔

”باس۔ صدیقی نے ابھی اطلاع دی ہے کہ انہوں نے وہ کار جس میں سرداور کو اغوا کیا گیا ہے تلاش کر لی ہے۔ یہ کار اس وقت انٹریشنل آٹو موبائلز کی ورکشاپ میں کھلی پڑی ہے۔ اس کو مکمل طور پر کھول دیا گیا ہے۔..... جولیا نے کہا۔

کیا ہو۔ دیسے یہ کام واقعی منظم اور ماہر انہ انداز میں کیا گیا تھا کہ ڈرائیور کے بتائے ہوئے حلیوں اور قدو مقابمت کے افراد میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی معلوم نہ ہو سکا تھا۔ اس طرح اس کار کے بارے میں بھی معلومات نہ مل سکی تھیں جس پر سرداور کو لے جایا گیا تھا۔ کسی طرف سے بھی کوئی رپورٹ نہ آ رہی تھی۔ ہر طرف پر اسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

”عمران صاحب۔ صورت حال عجیب ہے۔ کہیں سے معمولی سا سراغ بھی نہیں مل رہا۔..... سامنے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو نے کہا۔ ”ہاں۔ ہمارا ہی ملک ہے اور ہمیں ہی بے بس کر کے رکھ دیا گیا ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سرداور کو اغوا کر کے وہ سیدھے دار الحکومت سے باہر نکال لے گئے ہوں اور ہم صرف دار الحکومت کی چیلنج کر رہے ہیں۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اب پورے ملک کی تو چیلنج نہیں کی جاسکتی۔ ملک سے باہر جانے والی ٹرینیں، میدانی اور سمندری تمام راستوں پر بھی ملٹری ائمیلی جنس اور پولیس باقاعدگی سے چیلنج کر رہی ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”سرداور کو اگر ہلاک کر دیا گیا تو پھر۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اگر ایسا کرنا ہوتا تو مجرم انہیں اغوا کیوں کرتے۔ انہیں ہلاک کرنا ان کے لئے اغوا کرنے سے زیادہ آسان ہوتا۔ پھر انہوں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”پھر صدیقی کو کیسے یقین ہوا ہے کہ وہ وہی کار ہے“..... عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”اس کے مطابق اس کے ساتھیوں نے اس جگہ جہاں اس ڈرائیور کو ہوش آیا تھا، کے ارد گرد علاقے میں ایک ایک آدمی سے پوچھ گچھ کی اور پھر ایک چوکیدار نے انہیں بتایا کہ وہ اپنے گاؤں سے بس میں سوار ہو کر پچھلے موڑ پر اترتا تھا اور پھر وہاں سے پیدل اس کالونی میں جا رہا تھا جو وہاں سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے کہ اچانک اس نے ایک کار کو انتہائی تیز رفتاری سے سڑک سے اس جھاڑیوں والے علاقے میں آتے دیکھا۔ کار سیاہ رنگ کی اور نئے ماذل کی تھی۔ اس کی رفتار اور اس کے چلنے کا انداز ایسا تھا کہ وہ قدرے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ وہ کار ایک درخت کے نیچے رک گئی۔ اس میں چار افراد سوار تھے۔ یہ چاروں کار سے نیچے اترے۔ انہوں نے بغور ادھر ادھر کا کچھ دیر تک جائزہ لیا اور پھر مطمئن ہو کر انہوں نے کار کا عقبی دروازہ کھول کر ایک بے ہوش یا مردہ آدمی کو باہر نکالا اور پھر اسے جھاڑیوں میں ڈال کر وہ دوبارہ کار میں بیٹھے اور اسے موڑ کر واپس اسی انداز میں سڑک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ چوکیدار کے بقول وہ یہی سمجھا کہ انہوں نے کوئی لاش چینکی ہے اس لئے وہ پولیس اور قانونی کارروائی کے خوف سے وہاں سے بھاگتا ہوا واپس اس کالونی میں آ گیا۔ البتہ اس نے دوسرے روز اخبار میں پڑھا کہ کسی سائنس دان کا وہ ڈرائیور تھا اور وہ بے ہوش تھا۔ یہ خبر

پڑھنے سے اسے اطمینان تو ہو گیا لیکن اس نے دانتے پولیس والوں کو کوئی اطلاع نہ دی۔ بہر حال صدیقی کے ساتھیوں نے اس سے کار کا نمبر، ماذل اور رنگ کے علاوہ اس کے عقبی بپر پر موجود ایک خاص نشانی بھی معلوم کر لی۔ یہ سرخ رنگ کی مکڑی تھی جو کار کے عقبی بپر پر باقاعدہ بنائی گئی تھی یا اس کا اسٹیکر اس پر چپکایا ہوا تھا۔ چوکیدار سات آٹھ جماعتیں پڑھا ہوا تھا اس لئے اس نے کار کے نمبر پڑھ لئے تھے۔ اس کے بعد صدیقی نے اس رجسٹریشن نمبرز کی مدد سے ایک سائز آفس سے اس کار کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اسے بتایا گیا کہ یہ کار آخری بار جوتے بنانے والی ایک فیکٹری کے منیجر راشد حسین کے نام ٹرانسفر کی گئی ہے۔ اس کا ایڈریس حاصل کر کے صدیقی اور نعمانی دونوں اس ارشد حسین سے جا کر ملے تو اس نے بتایا کہ اس نے یہ کار چھ ماہ پہلے ایک مقامی کلب جس کا نام روزِ کلب تھا، کے مالک اور جزل منیجر سعادت حسین سے خریدی تھی۔ پھر یہ کار اس نے انٹرنشنل آٹو موبائلز والوں کو فروخت کر دی تھی جس کے بعد یہ دونوں وہاں پہنچے تو وہاں کے نچلے عملے میں سے ایک آدمی کو بھاری رقم دینے کے بعد انہیں بتایا گیا کہ اس کار کو جزل منیجر نے اچانک کھول دینے کا حکم دیا ہے حالانکہ یہ اچھی خاصی جدید ماذل کی کار ہے لیکن چونکہ یہ جزل منیجر کا حکم تھا اس لئے ان کے حکم کی تعمیل میں کار کو کھول کر مخصوص شور میں بھجوادیا گیا۔ صدیقی اور نعمانی نے اس آٹو موبائلز کے

چوکیدار سے رابطہ کیا اور وہ بھی بھاری رقم کے عوض انہیں عقی راستے سے سشور میں لے گیا جہاں صدیقی اور نعمانی دونوں نے وہ نمبر پلیٹس چیک کر لیں اور وہ بپر بھی جس پر سرخ رنگ کی مکڑی کا اسٹریکر چپکا ہوا تھا، ..... جولیا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ جزل منیجر کون ہے۔ اس کے بارے میں کیا گیا ہے۔“  
عمران نے سرد لمحے میں پوچھا۔

”جزل منیجر کا نام روشن علی ہے اور وہاں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ آج صبح ہی ایکریمیا بنس ٹور پر چلا گیا ہے۔ اس کی واپسی ایک ہفتے بعد ہو گی۔“ ..... جولیا نے جواب دیا۔

”ایئر پورٹ سے چینگ کی گئی ہے۔“ ..... عمران نے سرد لمحے میں پوچھا۔

”جی ہاں۔ میرے اس سوال پوچھنے پر صدیقی نے بتایا کہ وہ فلاںٹوں کا ریکارڈ چیک کر چکا ہے۔ یہ جزل منیجر آج کسی بھی فلاںٹ پر سوار نہیں ہوا۔“ ..... جولیا نے کہا۔

”پھر اس جزل منیجر کو ٹریس کیا گیا ہے۔“ ..... عمران نے پوچھا۔

”صدیقی اس کی رہائش گاہ پر بھی گیا ہے لیکن وہاں سے بھی یہی بتایا گیا ہے کہ وہ ایکریمیا گیا ہوا ہے۔“ ..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”صدیقی سے کہو کہ وہ اس کے کسی ملازم کے ذریعے اصل بات معلوم کرے اور اس کا رجسٹریشن نمبر اور دیگر تفصیل تم

سیکرٹ سروس کے ارکان کو دے کر انہیں کہو کہ وہ اس کا رک نقل و حرکت کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ اس کا رک میں سرداور کو انغو کیا گیا ہے تو لازماً اس کا رک میں ہی انہیں کہیں پہنچا کر واپس درکشاپ لا کر کھولا گیا ہو گا۔“ ..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”لیں سر۔“ ..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔

”کچھ بات آگے بڑھی ہے۔“ ..... بلیک زیر دنے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میرے خیال میں منیجر روشن علی میں آدمی ہے۔ اگر یہ ہاتھ آجائے تو اصل صورتحال سامنے آجائے گی۔“ ..... عمران نے جواب دیا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو۔“ ..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لمحے میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں عمران ہے یہاں۔“ ..... دوسری طرف سے سرسلطان کی تشویش سے بھری آواز سنائی دی۔

”جی۔ حکم فرمائیے۔ بندہ حاضر ہے۔“ ..... عمران نے اصل لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”عمران بیٹا۔ ابھی ابھی مجھے ایک فون کاں ملی ہے۔ کوئی آدمی رچڑ بول رہا تھا۔ اس نے کہا ہے کہ سرداور ان کی تحویل میں ہیں اور وہ انہیں آزاد کر سکتے ہیں اگر ان کی رہائی کے عوض وہ آله انہیں بات معلوم کرے اور اس کا رجسٹریشن نمبر اور دیگر تفصیل تم

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

واپس کر دیا جائے جسے ڈبل ایس کہا جاتا ہے اور اس رچڑنے سے بھی کہا ہے کہ یہ آله سیکرٹ سروس کے چیف کی تحویل میں ہے۔..... دوسری طرف سے سلطان نے کہا تو عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔

”پھر آپ نے کیا جواب دیا“..... عمران نے سنجیدہ لمحے میں پوچھا۔

”میں نے اسے کہا ہے کہ وہ مہلت دے تاکہ چیف سے بات کی جائے تو اس نے کہا کہ وہ دو گھنٹے بعد دوبارہ فون کرے گا“..... سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کے ہاں خصوصی طور پر وہ فون سیٹ ہے جس میں دوسری طرف سے آنے والی تمام کالیں نہ صرف ریکارڈ ہوتی ہیں بلکہ ہر کال کے ساتھ اس کے فون نمبرز بھی موجود ہوتے ہیں جہاں سے فون کیا جا رہا ہو۔ کیا اب بھی ایسا ہی ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیا تم اس کال کی شیپ چاہتے ہو؟“..... سلطان نے کہا۔

”جی ہاں۔ شیپ اور وہ فون نمبرز جہاں سے یہ کال کی گئی ہے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اسے کہاں بھجواؤ؟“..... سلطان نے کہا۔

”میرے فلیٹ پر سلیمان کو“..... عمران نے جواب دیا۔

”اور دو گھنٹے بعد فون آئے تو پھر میں کیا جواب دوں؟“..... سلطان

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے پوچھا۔

”اس سے کچھ مزید وقفہ مانگ لیں۔ کل شام تک کا“..... عمران نے کہا۔

”وہ سردار کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں“..... سلطان نے تشویش بھرے لمحے میں کہا۔

”اگر انہوں نے ایسا کرنا ہوتا تو وہ انہیں اغوانہ کرتے۔ وہیں سڑک پر ہی ہلاک کر دیتے اور ویسے بھی انہیں معلوم ہے کہ سردار ان کے ہاتھ میں ترپ کاپتہ ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ کون سا آله ہے جس کے لئے وہ اس حد تک چلے گئے ہیں؟“..... سلطان نے پوچھا تو عمران نے اس کی تفصیل بتا دی۔

”اوکے۔ میں شیپ اور فون نمبرز بھجواتا ہوں تمہارے فلیٹ پر۔“..... سلطان نے قدرے اطمینان بھرے لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبا دیا اور پھر انہوں نے پر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے اور پھر اس نے سلیمان کو تفصیلی ہدایات دے کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ انہوں نے صرف آله کیوں طلب کیا ہے۔ وہ ساتھ ہی فارمولہ بھی تو طلب کر سکتے تھے“..... بلیک زیر د نے کہا۔

”یہ آله کسی وجہ سے ان کی نظرؤں میں اس فارمولے سے بھی

زیادہ اہم ہے اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان کا خیال ہو کہ ہم فارمولہ انہیں دیں گے کیونکہ فارمولہ ہماری ملکیت ہے جبکہ ہم یہ آہل انہیں دے دیں گے کیونکہ یہ ہماری ملکیت نہیں ہے۔ عمران نے کہا۔

”آپ انہیں سرداور کے بدلتے آہل انہیں دینا چاہتے“۔ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”تم نے یہ اندازہ کیسے لگایا“۔ عمران نے حیرت بھرے لمحے میں پوچھا۔

”یہ کام آسانی سے ہو سکتا تھا لیکن آپ نے سرسلطان سے شیپ اور فون نمبر منگوایا ہے اور اس کے ساتھ ہی انہیں کہا ہے کہ وہ فون کرنے والے سے کل شام تک کی مہلت لے لیں۔ اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اس فون نمبرز کے ذریعے ان کا ٹھکانہ معلوم کرنا چاہتے ہیں اور پھر وہاں سے سرداور کو نکال لانا چاہتے ہیں“۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”گذ۔ آج اندازہ ہوا کہ داش منزل میں بیٹھنے والے کو واقعی کچھ نہ کچھ عقل آہی جاتی ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ تو عام سی بات ہے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ یہ عام سی بات نہیں ہے۔ باقاعدہ صورت حال کا تجزیہ کر کے نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ دیے میں اس آئے کے بدلتے درمیان ہونے والی بات چیت سنتا رہا۔ میز کی دوسری طرف بلیک میں سرداور کو چھڑوا لوں گا لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ انہیں

آسانی سے یہاں سے نکلنے کا موقع نہیں دینا چاہتا اس لئے جیسے ہی سرداور ہمارے پاس پہنچیں گے میں ان کے خلاف کارروائی شروع کر دوں گا۔“..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ویسے عمران صاحب۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ ساری کارروائی اس ڈی اچنسی کے ایجنٹوں کی ہے۔ بلیک اسکائی کوئی علیحدہ تنظیم نہیں ہے۔“..... بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد مخصوص طریقے سے ایک پیکٹ ان تک پہنچ گیا اور عمران نے اسے کھولا تو اس میں ایک شیپ اور ساتھ ہی ایک کاغذ تھا جس پر فون نمبر لکھا ہوا تھا اور نیچے سرسلطان کے دستخط تھے۔

”شیپ ریکارڈر لے آؤ“۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو اٹھا اور ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری سے ایک جدید ساخت کا شیپ ریکارڈر نکالا اور اسے لا کر میز پر رکھ دیا۔ عمران نے اس میں کیسٹ ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن پر لیس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔ دوسری طرف ایک موڈبانہ آواز تھی لیکن لمحے سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ بولنے والا ایکریکیں نژاد ہے۔ عمران خاموش بیٹھا سرسلطان اور اس آدمی کے درمیان ہونے والی بات چیت سنتا رہا۔ میز کی دوسری طرف بلیک زیرو بھی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا یہ بات چیت سن رہا تھا۔ جب

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

گفتگو ختم ہو گئی تو عمران نے شیپ ریکارڈر آف کر دیا۔

”میں لیبارٹری میں جا کر اس نمبر کو ٹریس کرتا ہوں۔ ویسے نمبروں کے لحاظ سے یہ کسی سیٹلائٹ سے مر بوٹ لگتا ہے۔“..... عمران نے کاغذ کی طرف دیکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

”یہ آدمی ایکریمین ہے تو یہ سیٹلائٹ بھی لازماً کوئی ایکریمین ہی ہو گا۔“..... بلیک زیر دنے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تیز قدم اٹھاتا ہوا لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے لیبارٹری پہنچ کر اس نمبر کے ذریعے اس سیٹلائٹ کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اس کی لیبارٹری میں ایسے آلات موجود تھے جو ایسے تمام سیٹلائٹ کے بارے میں مطلوبہ معلومات خود بخود حاصل کر سکتے تھے۔ عمران نے سیٹلائٹ کو چیک کیا۔ اس وقت ایکریمیا کے چار ایسے سیٹلائٹ فضا میں موجود تھے جن سے لاسکنی رابطہ ہو سکتا تھا لیکن موجودہ نمبر ان چاروں میں سے کسی کا نہ تھا۔ اس کے بعد عمران نے کافرستان سیٹلائٹ کو چیک کیا لیکن یہ نمبر اس سیٹلائٹ سے بھی منسلک نہ تھا۔ کافرستان کا صرف ایک ہی سیٹلائٹ فضا میں موجود تھا۔ عمران مسلسل کام کرتا رہا۔ اس نے فضا میں موجود تمام ملکوں کے سیٹلائٹ کو باری باری چیک کرنا شروع کر دیا۔ یورپی ممالک کے سیٹلائٹ، شوگرانی، روسیا ہی سیٹلائٹ، گریٹ لینڈ اور کارمن کے سیٹلائٹ، پاکیشی سیٹلائٹ لیکن یہ نمبر ان میں سے کسی سیٹلائٹ سے بھی لنک نہ ہو رہا تھا۔ اچانک ایک خیال عمران کے

ذہن میں برقی کوندے کی طرح پکا۔ اسے اسرائیلی سیٹلائٹ کا خیال آ گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ بے اختیار یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ یہ نمبر واقعی چار اسرائیلی سیٹلائٹ میں سے ایک سیٹلائٹ کا تھا۔ عمران کے چہرے پر انتہائی حرمت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ گو وہ اس ساری چینگ میں ذہنی طور پر کافی تحک کیا تھا لیکن اسرائیلی سیٹلائٹ کا پتہ چلتے ہی اس کا ذہن ایک جھٹکے سے ہوشیار ہو گیا تھا۔ اس کی چھٹی حس نے سائرن بجانا شروع کر دیا تھا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ معاملہ اس کی توقع سے کہیں زیادہ گھمبیر ہے۔ اس نے ایک مخصوص فون الماری سے نکالا۔ اس پر ایسا آلہ نصب تھا جس کے ذریعے اس مخصوص فون کا رابطہ کسی بھی سیٹلائٹ سے مخصوص انداز میں کیا جا سکتا تھا۔ اس نے اس مخصوص فون کا رابطہ اس اسرائیلی سیٹلائٹ سے منسلک کیا اور پھر اس کا رابطہ قریب موجود ایک مشین کے ساتھ کر کے اس مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد مشین کی سکرین پر ایک نقشہ ابھر آیا۔ یہ پاکیشی دارالحکومت کا انتہائی تفصیلی نقشہ تھا۔ عمران نے مخصوص فون کا رسیور اٹھایا اور پھر کاغذ پر لکھے ہوئے نمبر پر لیں کر دیئے۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف گھٹنی بجھنے کی آواز سنائی دی اور پھر جیسے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا نقشہ پر ایک سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

”ہیلو۔“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور گو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بولنے والے نے ایک لفظ ہی بولا تھا لیکن یہ ایک لفظ سنتے ہی عمران پہچان گیا کہ یہ وہی آدمی ہے جس نے سرسلطان سے بات چیت کی تھی۔

”تل ابیب سے بول رہا ہوں۔ ماسٹر رمہنڈ سے بات کرائیں۔“

عمران نے اسرائیلی زبان اور لجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”رانگ نمبر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ دوسری طرف موجود آدمی کو یہ باور کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا کہ یہ کال اسرائیلی سیپلاسٹ میں موجود مشین کی کسی غلطی کی وجہ سے اس کے فون نمبر پر ٹرانسفر ہو گئی ہے اور پھر اس نے اسرائیلی زبان اور لجھے میں بات کی تھی اور جس مطمئن انداز میں رانگ نمبر کہا گیا تھا اس سے عمران یہ بات سمجھ گیا تھا کہ دوسری طرف بولنے والے آدمی کو بھی یہ معلوم ہے کہ اس فون کا رابطہ اسرائیلی سیپلاسٹ سے ہے۔ اب عمران کی نظریں سکرین پر جلتے بجھتے سرخ نقطے پر جم گئیں۔ نقطہ جس جگہ پر چمک رہا تھا وہاں روز کلب کا نام لکھا ہوا تھا۔ عمران چند لمحے غور سے دیکھتا رہا اور پھر اس نے مشین آف کر دی اور مژ کر لیمارٹری سے واپس آپریشن روم میں آگیا۔

”آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ بہت تھک گئے ہیں۔ آپ بیٹھیں میں چائے لے کر آتا ہوں“..... بلیک زیر و نے اسے دیکھتے ہی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے منہ سے کوئی

جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلایا اور اپنی مخصوص کری پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر گھری سنجیدگی طاری تھی۔ اس نے ایک طرف موجود ٹرانسمیٹر انٹھایا اور اس پر ٹائیگر کی فریکنوں ایڈ جست کرنا شروع کر دی۔ فریکنوں ایڈ جست کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اور“..... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے بلیک زیر و چائے لے کر آ گیا۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی انٹھائے وہ میز کی دوسری طرف موجود اپنی مخصوص کری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بار بار کال دیتا رہا۔

”لیں۔ ٹائیگر اشٹنگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”کوئی رپورٹ نہیں دی تم نے اب تک۔ اور“..... عمران نے سرد لجھے میں کہا۔

”باس۔ ابھی تک میں کوئی کلیو حاصل نہیں کر سکا۔ اور“..... ٹائیگر نے قدرے مغذرت خواہانہ لجھے میں کہا۔

”روز کلب کے بارے میں کچھ جانتے ہو“..... عمران نے پوچھا۔

”لیں بارے۔ خاصا معروف کلب ہے لیکن وہاں جرائم پیشہ نہیں جاتے ہیں بلکہ شہر کے امیر طبقے کا پسندیدہ کلب ہے۔ اور“..... ٹائیگر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ان میں سے کتنے فلیٹس ایسے ہیں جن میں صرف عورتیں رہ رہی ہیں اور کتنے فلیٹس میں جوڑے اور کتنے میں صرف مرد۔ پھر جن میں مرد رہ رہے ہوں گے ان کروں میں فون کروں گا۔ کوئی بھی بہانہ بنایا جا سکتا ہے اور اس طرح چینگ بھی ہو جائے گی۔ اور،..... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر بے اختیار تھیں کے تاثرات ابھر آئے۔

”گذ۔ یہ بہت اچھا طریقہ سوچا ہے تم نے۔ اگر یہ آدمی وہاں موجود ہو تو انتہائی احتیاط سے اس کی چینگ کرو اور ٹرانسپریز پر مجھے رپورٹ دو۔ یہ سن لو کہ ہو سکتا ہے یہ آدمی اسرائیلی ایجنت ہو اس لئے انتہائی محتاط رہنا ہو گا تھیں۔ اور،..... عمران نے کہا۔

”لیں باس۔ آپ بے فکر ہیں۔ اور،..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسپریز آف کر دیا اور پھر اس پر اپنی فریکنوسی ایڈ جسٹ کر دی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسو،..... عمران نے ایکسو کے مخصوص لمحے میں کہا۔ ”سلطان بول رہا ہوں۔ عمران ہے یہاں،..... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا اس آدمی کا دوبارہ فون آیا تھا،..... عمران نے سنجیدہ لمحے میں پوچھا۔

”ہاں۔ اور میں نے اس سے کل شام کا وعدہ کر لیا ہے کہ کل

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ کلب رہائش گاہ بھی ہے یا صرف کلب ہے۔ اور،..... عمران نے پوچھا۔

”اس کی تیری منزل پر رہائشی فلیٹس بھی ہیں۔ خاصاً مہنگا کلب ہے۔ اور،..... ٹائیگر نے کہا۔

”میں ایک فقرہ بول رہا ہوں۔ میرے لمحے کو خاص طور پر نوت کرنا۔ تم نے اس لمحے کے آدمی کو اس روز کلب میں ٹریس کرنا ہے۔ اور،..... عمران نے کہا۔

”لیں باس۔ بولیں۔ اور،..... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اس آدمی کے لمحے میں ایک خاصاً طویل فقرہ بول دیا جس نے سرسلطان سے بات چیت کی تھی۔

”لیں باس۔ میں نے ذہن نشین کر لیا ہے۔ یہ ایکریمین لمحہ ہے۔ اور،..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ آلات نے نشاندہی کی ہے کہ یہ آدمی روز کلب سے ایک ایسے فون سے کالیں کر رہا ہے جس کا تعلق اسرائیلی سیپلاٹ سے ہے۔ اور،..... عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا باس۔ ابھی چیک کرتا ہوں۔ اور،..... ٹائیگر نے کہا۔

”کیسے چیک کرو گے۔ اور،..... عمران نے پوچھا۔

”تیری منزل پر چھ قلیٹ ہیں۔ میں جا کر معلوم کرتا ہوں کہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

شام تک وہ آله انہیں پہنچا دیا جائے گا۔..... سرسلطان نے کہا۔  
”ٹھیک ہے۔ اب آپ بے فکر ہو جائیں۔ اب چیف جانے  
اور اس کا مجرم۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو کیا کلیوں گیا ہے تمہیں۔..... دوسری طرف سے سرسلطان  
نے پوچھا۔

”معلوم نہیں۔ یہ تو چیف کو معلوم ہو گا۔..... عمران نے گول  
مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب یہ سوچ لو کہ شاید اس سے زیادہ ہمیں مہلت نہ  
دی جائے۔..... سرسلطان نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”میں چیف سے بات کر لوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ چیف  
سردار کی جان بچانے کے لئے آله دینے پر آمادہ ہو جائے گا اور  
دیے بھی یہ آله ایکریمیا کی ملکیت ہے۔ ہماری نہیں اور نہ ہی اس  
سے ہمیں مستقبل میں کوئی بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔..... عمران نے  
تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم بہر حال مجھ سے زیادہ بہتر انداز میں ان  
معاملات کو سمجھتے ہو۔..... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی  
رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیر و کا چہرہ بتا  
رہا تھا کہ وہ عمران کے گول مول جواب کی وجہ جانتا ہے کہ کہیں  
سرسلطان کا فون چیک نہ کیا جا رہا ہواں لئے اس نے اس معاملے  
پر کوئی بات نہ کی تھی۔

”عمران صاحب۔ اس آدمی پر ہاتھ ڈالا گیا تو اس کی اطلاع  
لامحالہ ان لوگوں کو ہو جائے گی جن کی تحویل میں سردار ہوں گے  
اس لئے وہ یہ اطلاع ملتے ہی سردار کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔  
بلیک زیر و نے کہا۔

”میں اس آدمی کو گرفتار نہیں کرنا چاہتا۔ صرف اس کی نگرانی کی  
جائے گی۔ یہ لازماً وہاں پر فون کرے گا جہاں سردار موجود ہیں۔  
اس جگہ کو ٹریس کر لینے کے بعد پھر سوچیں گے کہ اس ڈرامے کا  
ڈرپ سین کس انداز میں ہونا چاہئے۔ ٹریجڈی انجام ہو یا کامیڈی۔  
عمران نے کہا تو بلیک زیر و بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ اب عمران کی  
پلانگ کو سمجھے چکا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”مجھے تو یوں لگتا ہے برائڈ کہ جیسے سردار کی پاکیشیائی حکام کی نظر میں کوئی اہمیت ہی نہ ہو۔..... خاموش بیٹھی ہوئی جیکی نے اچانک کہا تو برائڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ کیا کہہ رہی ہو۔ سردار پاکیشیا کے موست سینیر سائنس دان ہیں اور پھر تقریباً تمام لیبارٹریاں ان کے تحت ہیں۔..... برائڈ نے کہا۔

”اب تک تو بھونچال آ جانا چاہئے تھا لیکن یہاں ہر طرف سکون ہے۔ جشن نے بھی کوئی کال نہیں کی۔..... جیکی نے کہا۔

”میں نے اسے کم سے کم فون کرنے کا کہا تھا۔ یہ بھیک ہے کہ مصروف تھا۔ وہ ایک شہر عالم پور کی ایک وڈ فیکٹری کے نیچے بنے ہوئے مخصوص تھے خانوں میں موجود تھے۔ یہ تھے خانے دراصل اسرائیلی تنظیم بلیک اسکائی کے زیر استعمال رہے تھے لیکن پھر جشن کی وجہ سے ان کے چیف نے انہیں خالی کر کے برائڈ اور اس کے سیکشن کے حوالے کر دیئے تھے۔ پاکیشیا کے معروف سائنس دان سردار کو بلیک اسکائی کے آدمیوں نے اغوا کر کے یہاں پہنچایا تھا اور وہ ایک علیحدہ کمرے میں بند تھے جس کی انتہائی سختی سے نگرانی کی جا رہی تھی۔ وہاں کا مکمل کنٹرول برائڈ کے سیکشن کے افراد کے پاس تھا۔ ان کی تعداد دس تھی۔ ان تھے خانوں تک پہنچنے کا راستہ انتہائی پیچیدہ تھا اور وہاں ایسے سائنسی حفاظتی انتظامات کے گئے تھے کہ سردار تک کسی کا بغیر اجازت پہنچنا تقریباً ناممکن تھا۔

”ہیلو۔ جشن کا لگ۔..... دوسری طرف سے جشن کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ برائڈ بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔..... برائڈ نے پوچھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

برائڈ، جیکی کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ وہ ایک شہر عالم پور کی ایک وڈ فیکٹری کے نیچے بنے ہوئے مخصوص تھے خانوں میں موجود تھے۔ یہ تھے خانے دراصل اسرائیلی تنظیم بلیک اسکائی کے زیر استعمال رہے تھے لیکن پھر جشن کی وجہ سے ان کے چیف نے انہیں خالی کر کے برائڈ اور اس کے سیکشن کے حوالے کر دیئے تھے۔ پاکیشیا کے معروف سائنس دان سردار کو بلیک اسکائی کے آدمیوں نے اغوا کر کے یہاں پہنچایا تھا اور وہ ایک علیحدہ کمرے میں بند تھے جس کی انتہائی سختی سے نگرانی کی جا رہی تھی۔ وہاں کا مکمل کنٹرول برائڈ کے سیکشن کے افراد کے پاس تھا۔ ان کی تعداد دس تھی۔ ان تھے خانوں تک پہنچنے کا راستہ انتہائی پیچیدہ تھا اور وہاں ایسے سائنسی حفاظتی انتظامات کے گئے تھے کہ سردار تک کسی کا بغیر اجازت پہنچنا تقریباً ناممکن تھا۔

”میری سرسلطان سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے کل شام تک کی مہلت مانگی ہے۔ کل شام کو وہ ڈبل ایس آله ہمارے حوالے کر دیں گے۔۔۔ جشن نے کہا تو برائذ کے چہرے پر یکخت کھنچاؤ کے سے تاثرات ابھر آئے۔ جیکی بھی چونک پڑی تھی۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہمارے خلاف گھیرا ٹنگ کرنے کے لئے مہلت لے رہے ہیں اور تم نے انہیں مہلت دے دی،۔۔۔ برائذ نے چیختے ہوئے کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں برائذ۔ ظاہر ہے ڈبل ایس آله حکام کی تحویل میں تو نہیں ہے بلکہ سیکرٹ سروس کے چیف کی تحویل میں ہے اور اسی لئے اس انداز میں ہم مانگ رہے ہیں اور اس کے ساتھ فارمولے کی شرط بھی اس لئے نہیں لگائی تھی تاکہ آله ہمیں مل جائے۔ فارمولہ تو بعد میں لیبارٹری سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن اس آلے کو سیکرٹ سروس کی تحویل سے نکالنا ناممکن تھا اس لئے انہیں وقت تو چاہئے۔ ویسے وہ چاہے کچھ بھی کر لیں نہ وہ تم تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ ہی مجھ تک۔ فون اور اس کی کال کسی صورت چیک ہی نہیں ہو سکتی،۔۔۔ جشن نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”لیکن اگر وہ مان جاتے ہیں تو تم نے کیا پلانگ کی ہوئی ہے۔۔۔ برائذ نے اس بار نرم لمحے میں کہا کیونکہ جشن کی باقیں اس کی سمجھ میں بھی آگئی تھیں۔

”چیف نے اس سلسلے میں مجھے خصوصی ہدایات دی ہیں تاکہ نہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہم کسی صورت ٹریس ہو سکیں اور نہ ہی بلیک اسکائی کو یہ لوگ کسی صورت ٹریس کر سکیں،۔۔۔ جشن نے کہا۔

”کیا پلانگ ہے،۔۔۔ برائذ نے قدرے جھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

”پلانگ کے مطابق ہم وہ آله خود نہیں لیں گے اور نہ ہی ہمارا کوئی آدمی لے گا بلکہ ہم انہیں کہیں گے کہ وہ آله اس ایڈریس پر جو ہم انہیں مہیا کریں گے کوریئر سروس کے ذریعے بھجوادیں۔ یہ آله جب مطلوبہ ایڈریس پر پہنچ جائے گا اور اس بات کی تصدیق ہو جائے گی کہ آله درست ہے تو ہم یہاں سرداور کو ان کے حوالے کر دیں گے اور اس کے لئے سرداور کو بے ہوش کر کے یہاں سے نکالا جائے گا اور پھر فاضل پور لے جا کر وہیں کسی آبادی کے قریب انہیں ڈال دیا جائے گا۔ جب انہیں ہوش آئے گا تو وہ خود ہی حکام کے ساتھ رابطہ کر لیں گے،۔۔۔ جشن نے کہا۔

”لیکن وہ لوگ شاید اس بات پر آمادہ نہ ہوں،۔۔۔ برائذ نے کہا۔

”کیوں۔ وجہ،۔۔۔ جشن نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ان کی جگہ اگر ہم ہوتے تو کیا ہم اسے تسلیم کر لیتے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ آله پہنچ جانے کے بعد ہم سرداور کو زندہ رہا کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس ہاتھ دو اور اس ہاتھ لو پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے،۔۔۔ برائذ نے کہا۔

”لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس طرح ہم سب گھیرے میں آ جائیں گے۔ البتہ تمہارے ذہن میں کوئی اور اچھا حل ہو تو بتاؤ۔“

”میں جیکی سے مشورہ کر لوں۔ پھر تمہیں خود کال کروں گا۔“

”اوکے۔ میں انتظار کروں گا۔ ویسے بھی کل شام تک تو ہمارے پاس مہلت موجود ہے۔“..... جشن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا تو برائڈ نے رسیور رکھ دیا۔

”ہاں۔ اب بتاؤ جیکی۔ تمہارے ذہن میں کوئی پلانگ ہے۔“

برائڈ نے جیکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ فون میں چونکہ لاڈر کا بٹن پہلے سے ہی پریسڈ تھا اس لئے جیکی خاموش بیٹھی جشن اور برائڈ کے درمیان ہونے والی گفتگو بخوبی سنتی رہی تھی۔

”ہو سکتا ہے کہ چیف کی منصوبہ بندی کا میاب رہے کیونکہ اگر ایسا ہو گیا تو پھر واقعی کسی کو کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔“..... جیکی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”کیا کہہ رہی ہو۔ وہ اتنے احتق نہیں ہو سکتے جتنے چیف اور ہم نے انہیں سمجھ لیا ہے۔ وہ اپنے سائنس دان کو زندہ حاصل کرنے کے لئے آلهہ ہمیں دے دیں گے لیکن بہر حال وہ ہم پر انداھا اعتماد کسی صورت نہیں کر سکتے۔“..... برائڈ نے کہا۔

”تمہاری بات صحیک ہے۔ ہمیں واقعی متبادل طریقہ سوچ لینا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

چاہئے۔“..... جیکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں اگر ہم انہیں کہیں کہ وہ آلهہ کسی بینک لا کر جشن نے کہا۔ میں رکھ دیں اور جب ہم چیک کر لیں گے تو سرداور کو ان کے حوالے کر دیں گے تو وہ اس پر مان جائیں گے کیونکہ آلهہ بہر حال ان کے ملک میں ہی موجود ہو گا۔“..... برائڈ نے کہا۔

”لیکن ظاہر ہے وہ اس لا کر کی نگرانی کریں گے اور جیسے ہی ہم وہ آلهہ دہاں سے نکالیں گے تو وہ ہمیں دیکھ لیں گے۔“..... جیکی نے کہا تو برائڈ اچانک ٹھللکھلا کر ہنس پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اچانک کوئی سرت بخش خیال آ گیا ہو۔

”کیا ہوا۔“..... جیکی نے چونک کر کہا۔

”بینک لا کر کی بجائے ہم ریلوے اسٹیشن پر موجود گلوک روم استعمال کرائیں گے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ ریلوے گلوک روم میں لا کر ز اس انداز میں بنے ہوتے ہیں کہ اسٹیشن کے باہر سے سامان ان لا کر ز میں رکھ کر مخصوص فیس ادا کر دی جاتی ہے جس کی رسید وہ دے دیتے ہیں۔ پھر جب ہم سفر شروع کرتے ہیں تو اسٹیشن پر جا کر اس لا کر کے عقبی حصے کو اس پر لگے ہوئے مخصوص نمبروں والے تالے کو کھول کر سامان لے لیتے ہیں اور یہ وہی نمبرز ہوتے ہیں جو نے انہیں سمجھ لیا ہے۔ وہ اپنے سائنس دان کو زندہ حاصل کرنے کے لئے آلهہ ہمیں دے دیں گے لیکن بہر حال وہ ہم پر انداھا اعتماد کسی صورت نہیں کر سکتے۔“..... برائڈ نے کہا۔ سرداور کو لینے آئیں گے تو ہم خاموشی سے وہ لا کر خالی کر دیں

گے۔ اٹیشن بہت بڑا شاپ ہے۔ سرداور کو کسی بھی دور دراز کی جگہ پر بٹھایا جا سکتا ہے۔..... برائڈ نے کہا۔

”ایسے انتظامات ایکریمیا اور یورپ میں تو ہوتے ہیں لیکن یہاں اس پہماندہ ملک میں شاید ایسا نہ ہو“..... جیکی نے کہا۔

”میں جشن کو کہتا ہوں کہ وہ اس پر کام کرے اور اگر ایسا ہے تو یہ سب سے محفوظ اور آسان راستہ ہو گا“..... برائڈ نے کہا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اس وقت اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ مہلت آج شام تک کی تھی اور عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ یہ آلہ انہیں دے کر سرداور کو ان سے زندہ سلامت وصول کرے گا۔ اس کے بعد وہ ان سے نہیں گا لیکن نہ ہی ابھی تک نائیگر نے اسے دوبارہ کال کیا تھا اور نہ ہی بلیک زیرو کی طرف سے کوئی کال آئی تھی حالانکہ اس نے بلیک زیرو کو خصوصی ہدایات کر دی تھیں کہ اگر کوئی اہم رپورٹ ہو تو وہ اسے فلیٹ پر فون کرے گا۔ وہ اسی ادھیزر بن میں تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایسی۔ ذی ایسی (آکسن) بول رہا ہوں“۔ ذہنی الجھنوں کے باوجود عمران نے اپنے مخصوص خوشگوار لجھے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ٹائیگر بول رہا ہوں بس“..... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”کہاں سے فون کر رہے ہو“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔  
”ریلوے اسٹیشن سے بس“..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران محاورتا نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔

”ریلوے اسٹیشن سے کیوں“..... عمران نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”باس۔ میں نے روز کلب میں موجود اس آدمی کا پتہ چلا لیا ہے جس کا لہجہ آپ نے مجھے سنایا تھا۔ اس کا نام جشن ہے اور یہ ایکریمیا سے آیا ہوا ہے۔ یہ روز کلب کے کمرہ نمبر اٹھارہ میں تھہرا ہوا ہے۔ اصل شکل میں ہے میک اپ میں نہیں ہے۔ اس کے پاس ایک خصوصی ساخت کا فون ہے۔ ویسے عام طور پر تو وہ کمرے میں موجود کلب کا فون استعمال کرتا ہے لیکن خاص باتوں کے لئے وہ خصوصی فون استعمال کرتا ہے۔ میں نے کراس ایریل کے ذریعے اس خصوصی فون سے ہونے والی گفتگو ٹیپ کر لی ہے۔ اس نے پہلے ایک آدمی کو فون کیا جس کا نام اس نے برائڈ لیا۔ پھر دوسرا فون بھی اس نے اسے ہی کیا اور پھر وہ یہاں ریلوے اسٹیشن پر آ گیا۔

میں اس کے پیچھے یہاں تک آیا۔ اب وہ واپس روز کلب چلا گیا ہے تو میں نے سوچا کہ آپ کو فون کر کے تفصیل بتا دوں۔ میں آپ کو فون کی ٹپس سنوانا چاہتا ہوں جو میں نے کراس ایریل کے

ذریعے حاصل کی ہیں۔ یہ انتہائی اہم ٹپس ہیں،“..... ٹائیگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آ جاؤ“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ سلیمان کچن میں تھا۔ عمران نے اوپنجی آواز میں اسے ٹائیگر کی آمد کے بارے میں بتا دیا تاکہ وہ کافی وغیرہ کا بندوبست کر لے کیونکہ ٹائیگر عام طور پر چائے کی بجائے کافی پینے کا عادی تھا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران نے ہاتھ میں کپڑی ہوئی کتاب بند کر کے اسے میز پر رکھ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی ٹائیگر سنگ روم میں داخل ہوا اور سلام کر کے وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کون سی ٹپس ہیں۔ دو مجھے“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے دو ماٹیکروٹپس نکال کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیں۔ عمران نے اٹھ کر الماری میں سے ماٹیکروٹیپ ریکارڈر نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے باری باری دونوں ٹپس کی طرف دیکھا۔

”ان میں سے پہلی کون سی ہے“..... عمران نے پوچھا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس نے ایک ٹیپ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ٹیپ ریکارڈر میں اسے ایڈجسٹ کیا اور پھر بٹن آن کر کے وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

”لیں۔ برائڈ بول رہا ہوں“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”جشن بول رہا ہوں“..... دوسری آواز سنائی دی اور عمران یہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

آواز سنتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی آواز ہے جس نے سرسلطان سے سرداور کے بارے میں بات کی تھی۔ دونوں کے درمیان باتیں ہوتی رہیں اور عمران خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ جب گفتگو ختم ہو گئی تو عمران نے ریکارڈر آف کر دیا۔

”یہ کال کس نمبر پر کی گئی ہے“..... عمران نے نائیگر سے پوچھا تو اس نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اسے کھول کر چیک کیا تو وہ اسی انداز کا نمبر تھا جیسا اس نے اس جشن کا نمبر چیک کیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ دونوں ہی اسرائیلی خلائی سیارے سے لند فون استعمال کر رہے ہیں اور شاید اسی لئے ان دونوں نے کھل کر باتیں کی تھیں کہ ان کے خیال کے مطابق اس فون کو چیک نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ اس کا میکانگی تعلق اسرائیلی خلائی سیارے سے تھا۔

”تم نے یہ ٹپس کراس ایریل سے کی ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”لیں باس۔ میں نے کراس ایریل کے ساتھی ایس ٹو کو منسلک کر دیا تھا“..... نائیگر نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکخت تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”گذ۔ تم واقعی چینیں ہو“..... عمران نے تحسین آمیز لمحے میں کہا تو نائیگر کے چہرے پر یکخت جیسے گلاب کھل اٹھے جبکہ عمران نے پہلی ٹیپ ریکارڈر سے نکال کر دوسری ٹیپ ریکارڈر میں ایڈ جست

کی اور پھر اسے آن کر دیا۔ ایک بار پھر جشن اور برائڈ کے درمیان بات چیت شروع ہو گئی اور عمران خاموشی سے باتیں سنتا رہا۔ پھر جب بات چیت ختم ہو گئی تو اس نے ریکارڈر آف کر دیا۔

”تم نے واقعی انتہائی اہم ترین گفتگو ٹیپ کی ہے۔ اس گروپ کا سارا پلان سامنے آ گیا ہے۔ ریلوے اسٹیشن کے کلوک روم میں کون سالا کر کب کرایا ہے اس نے“..... عمران نے پوچھا۔

”لا کر نمبر ایک سو ایک“..... نائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”ٹھیک ہے۔ ہمارے پاس شام تک کی مهلت ہے۔ میں اب اس مقام کو ٹریس کروں گا جہاں برائڈ نے کال رسیو کی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”باس۔ کیوں نہ اس جشن پر ابھی ہاتھ ڈال دیا جائے۔ اس سے سب کچھ آسانی سے معلوم ہو جائے گا اور پھر ایکشن کر کے سرداور کو برآمد کیا جا سکتا ہے“..... نائیگر نے کہا۔

”نہیں۔ ابھی نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان خصوصی فون سسیس میں کوئی ایسا کاشفز ہو کہ اس کا ہمیں علم ہی نہ ہو سکا ہو اور برائڈ کو جشن سے اس کی اطلاع مل جائے اور وہ سرداور کو ہلاک کر دیں“..... عمران نے کہا۔ اس دوران سلیمان بھی ٹرے میں کافی کہا تو نائیگر کے ہاتھے اندر آ گیا اور نائیگر نے کافی بنا کر ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی خود لے کر گھونٹ گھونٹ پینے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

لگ گیا۔  
”تو کیا آپ انہیں کھلی چھٹی دے دیں گے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ وہ فوری کسی صورت یہاں سے نہیں نکل سکتے۔ جب وہ کسی رہائش گاہ پر پہنچیں گے اور سرداور بھی زندہ سلامت ہمارے پہنچ جائیں گے تو پھر ہم کارروائی کریں گے۔ پہلے نہیں“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تم اس جشن کی اسی انداز میں نگرانی کرتے رہو اور اس برائڈ کے علاوہ وہ اگر کسی اور کوکال کرے تو وہ کال بھی شیپ کر لینا۔“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اس دوران کافی ختم کر چکا تھا۔

”لیں باس“..... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر سٹنگ روم سے باہر چلا گیا جبکہ عمران اٹھا اور ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے لباس تبدیل کیا اور پھر باہر آ کر میز پر موجود دونوں ٹپس اٹھا کر اس نے کوٹ کی جیب میں ڈالیں اور سلیمان کو دروازہ بند کرنے اور شیپ ریکارڈر واپس الماری میں رکھنے کا کہہ کر وہ تیزی سے نیچے آیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے داش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ داش منزل پہنچتے ہی عمران آپریشن روم سے ہوتا ہوا لیبارٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک زیرو جو اس کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا تھا اس کے لیبارٹری کی طرف مرتے ہی دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ البتہ سلام

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

دعا انہوں نے آپس میں کر لی تھی۔ عمران نے لیبارٹری میں جا کر ٹائیگر کے دیئے ہوئے فون نمبر کو ایک مشین میں فیڈ کیا اور پھر اس نے اس مشین کا رابطہ ایک اور مشین سے کر کے اس کا بٹن دبایا تو اس مشین کی سکرین پر پاکیشیائی دار الحکومت کا تفصیلی نقشہ آ گیا۔ یہ وہی مشین تھی جس سے اس نے پہلے جشن کی رہائش گاہ ٹریس کی تھی۔ اب وہ اس کی مدد سے اس برائڈ کی رہائش گاہ ٹریس کرنا چاہتا تھا کیونکہ شیپ شدہ جشن اور برائڈ کی گفتگو سن کر وہ سمجھ گیا تھا کہ سرداور اس برائڈ کی تحویل میں ہے اور یہ وہی برائڈ ہے جو پہلے کا کاش لیبارٹری سے فارمولہ اور آلہ نکال کر لے گیا تھا۔ یہ تو ناٹران کی بروقت اطلاع تھی جس کی وجہ سے دونوں چیزیں اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی واپس حاصل کر لی گئی تھیں ورنہ عمران کو شیم لے کر وہاں جانا پڑتا اور پھر اس فارمولے کی واپسی کے لئے اس نے کہاں کہاں دھکے کھانے پڑتے۔ اس نے اس مشین کا ایک بٹن دبایا جس میں فون نمبر فیڈ تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک اور بٹن دبایا تو دوسری طرف سے گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ برائڈ بول رہا ہوں“..... مشین سے برائڈ کی آواز سنائی دی لیکن عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے ایک اور بٹن دبادی تو مشین پر جلتی ہوئی سبز رنگ کی لائٹ بجھ گئی اور اب وہاں سرخ رنگ کی لائٹ جل اٹھی تھی۔ عمران نے ایک اور بٹن پر لیں کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساتھ موجود اس مشین کی سکرین کو دیکھا

جس پر پاکیشائی دار الحکومت کا تفصیلی نقشہ موجود تھا لیکن وہ یہ دیکھے کر بے اختیار چونک پڑا کہ نقشے کے کسی مقام پر بھی سرخ نقطہ جل بجھنہ رہا تھا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ برائٹ دار الحکومت میں موجود نہیں ہے۔“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور مشین کے نیچے موجود ایک بٹن کو پریس کیا تو سکرین پر پورے پاکیشائی کا نقشہ ابھر آیا اور اس کے ساتھ ہی ایک کونے میں سرخ رنگ کا نقطہ جلتا بجھتا دکھائی دیا تو اس نے چونک کر اس جگہ کو غور سے دیکھا۔

”اوہ۔ تو یہ برائٹ عالم پور میں ہے۔“..... عمران نے غور سے اس جگہ کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر مشین کے نحلے حصے سے ایک پلیٹ باہر نکال لی۔ اس پرفون کی طرح بٹن تھے اور ان میں سے ہر ایک پر حروف درج تھے۔ عمران کی انگلیاں تیزی سے ان بٹنوں پر اس انداز میں چلنے لگیں جیسے وہ ٹاپ کر رہا ہو۔ جب عمران نے ہاتھ ہٹا کر پلیٹ کو واپس اندر دھکیلا تو سکرین کے کونے پر عالم پور کے الفاظ جملگاتے نظر آ رہے تھے۔ عمران نے ایک نظر ان الفاظ کو دیکھا اور پھر مشین کا ایک بٹن دبایا تو عالم پور کا تفصیلی نقشہ سکرین پر پھیلتا چلا گیا۔ اس نقشے کے کونے میں سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ عمران نے اس جگہ کو غور سے دیکھا۔

”عالم پور وڈ فیکٹری“..... عمران نے اس جگہ پر موجود تحریر کو غور سے پڑھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر اس نے مشین کو آف کر دیا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اور اٹھ کر وہ آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو اسے آتا دیکھ کر ایک بار پھر احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو۔“..... رسکی فقروں کی ادائیگی کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کوئی خاص بات تھی کہ آپ سیدھے لیبارٹری چلے گئے تھے۔“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ جگہ ٹریس کرنے گیا تھا جہاں سرداور موجود ہیں۔“..... عمران نے بڑے سادہ سے لبجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو پھر۔“..... بلیک زیرو نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

”وہ اس وقت عالم پور میں ایک وڈ فیکٹری میں موجود ہیں۔“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو اس طرح حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

”عالم پور۔ لیکن۔“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لبجھے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ عالم پور یہاں سے بہت دور ہے اور غیر اہم سا شہر ہے لیکن ایسی جگہیں ہی محفوظ ہوتی ہیں۔ ہم انہیں یہیں دار الحکومت میں ہی تلاش کرتے رہ جاتے۔“..... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ آپ کی بات واقعی درست ہے لیکن آپ نے کیسے معلوم کیا۔“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ٹائیگر کے آنے سے پڑھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر اس نے مشین کو آف کر دیا

سے لے کر برائڈ کے نمبرز میں کرنے تک کی ساری تفصیل دو ہرا دی۔

”ہاں۔ ویسے جوبات تمہارے ذہن میں ہے وہ مجھے معلوم ہے۔ بے فکر ہو۔ میں نے اسے کھول کر اچھی طرح نہ صرف چیک کر لیا ہے بلکہ اس کا ڈایا گرام بھی تیار کر لیا ہے۔ سرداور اس پر مزید کام کریں گے تو ایسا آلہ یہاں بھی تیار ہو جائے گا۔“ عمران نے کہا تو اس بار بلیک زیرو کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”تو آپ خاموش کیوں بیٹھے ہیں۔ ہمیں لازماً اس وڈ فیکٹری کا گھیراؤ کر لیتا چاہئے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”تاکہ وہ سرداور کو ہلاک کر دیں۔ جب وہ خود انہیں ہمارے حوالے کر رہے ہیں تو پھر ہمیں کیا ضرورت ہے رسک لینے کی۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن عمران صاحب۔ اس طرح پاکیشیا کی توہین نہ ہو گی۔“ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ایکسو ایسی سیٹ ہے بلیک زیرو جس پر بیٹھنے والے کو جذباتی نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ملک کی توہین وغیرہ جذباتی باتیں ہیں۔ ہم اس توہین کو دیکھتے رہیں اور وہ لوگ سرداور کے دل میں گولی اتار دیں۔ سرداور کی زندگی پاکیشیا کے لئے انتہائی اہم ہے۔ توہین کا مسئلہ بعد میں دیکھا جاسکتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن میں پہلی بار آپ کا یہ رویہ دیکھ رہا ہوں۔“ بلیک زیرو نے کہا تو عمران ایک بار پھر مسکرا دیا۔

”ایسا اس لئے ہے کہ مجھے سرداور کی اہمیت کا احساس ہے۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ یہ آلہ واقعی ان لوگوں کے حوالے کر دیں گے۔“..... اچانک بلیک زیرو نے ایسے انداز میں کہا جیسے اسے

اچانک اس کا خیال آ گیا ہو۔

”تمہارے چہرے پر پریشانی کیوں ہے برائڈ“..... جیکی نے  
کمرے میں داخل ہوتے ہی چونک کر کہا۔  
”پیش فون کی گھنٹی بجی ہے لیکن جب میں نے اسے آن کیا تو  
کوئی کال نہیں آئی“..... برائڈ نے انہاتائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔  
”تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے“..... جیکی نے حیرت  
بھرے لمحے میں کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہے اور بغیر کسی کال کے گھنٹی بھی بج سکتی ہے۔ اس میں اتنی پریشانی  
کی کیا بات ہے اور یہ بات تمہیں بھی معلوم ہے کہ ان فونز کا تعلق  
بلیک اسکائی سے ہے اور ان کا رابطہ اسرا یلی خلائی سیارے سے ہے  
اور بلیک اسکائی طویل عرصے سے انہیں استعمال بھی کر رہی ہے اس  
لئے اس بارے میں کوئی دوسرا کیسے چیک کر سکتا ہے۔ یہاں تو اگر  
کسی کو معلوم بھی ہو جائے تب بھی وہ اس اسرا یلی سیارے کو چیک  
نہیں کر سکتا“..... جیکی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا  
ہوں“..... برائڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”پھر وہ ریلوے کلوک روم والا آئیڈیا فائل ہوا ہے یا نہیں“.....  
جیکی نے شاید موضوع بد لئے کی غرض سے کہا۔

”میں نے یہ آئیڈیا جشن کو دیا تھا لیکن اسے یہ پسند نہیں آیا“.....  
برائڈ نے کہا تو جیکی بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر غصے  
کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیوں پسند نہیں آیا۔ وجہ۔ کیا خرابی ہے اس میں“..... جیکی  
نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”اس کا کہنا ہے کہ معاملات کو جس قدر سادہ رکھا جائے گا اتنا  
ہی بہتر رہے گا۔ اس نے تجویز دی ہے کہ وہ حکومت پاکیشیا سے  
کہے گا کہ وہ ڈبل ایس آئے کو پاکیشیا میں ایکریمین سفارت خانے  
کے سفیر کو پہنچا دے اور سفیر صاحب اسے سفارتی بیگ کے ذریعے

ایکریمیا پہنچا دیں گے۔ جب یہ آله صحیح سلامت ایکریمیا پہنچ جائے گا تو سفیر صاحب سرداور کو گا تو ہم سرداور کو دارالحکومت کے کسی بھی علاقے میں چھوڑ دیں گے اور میرے خیال میں یہ بہتر رہے گا۔ اس طرح کام یقینی ہو جائے گا کیونکہ میرے ذہن میں بھی اصل خدشہ یہی ہے کہ سرداور کو حاصل کرنے کے بعد وہ کسی صورت ڈبل ایس کو ملک سے باہر نہ جانے دیں گے کیونکہ یہ انتہائی اہم ترین آله ہے اور اس آ لے کی مدد سے وہ اپنے کسی بھی دشمن ملک کے کسی بھی اڑے کے تمام انتظامات زیر و کر سکتے ہیں،”..... برائڈ نے کہا۔

”لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اس پر رضامند نہیں ہوں گے۔“ جیکی نے کہا۔

”کیوں؟“..... برائڈ نے چونک کر پوچھا۔

”جب یہ آله ایکریمیا پہنچ جائے گا تو کیا یہ ضروری ہے کہ ہم سرداور کو زندہ ان کے حوالے کریں۔ ہم ان کی لاش بھی تو کہیں پھینک سکتے ہیں،“..... جیکی نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ اور جشن کے ذہن میں بھی یہ بات موجود ہے لیکن جشن نے اس کا ایک اور حل نکالا ہے۔“ برائڈ نے کہا۔

”وہ کیا؟“..... جیکی نے پوچھا۔

”سرداور کو ایکریمین سفارت خانے پہنچا دیا جائے گا اور ایکریمین سفیر اس کی زندگی کی ضمانت پاکیشیائی حکام کو دیں گے اور

جب ڈبل ایس آله ایکریمیا پہنچ جائے گا تو سفیر صاحب سرداور کو حکام کے حوالے کر دیں گے،“..... برائڈ نے کہا۔

”تو کیا سفیر صاحب اس پر رضامند ہو جائیں گے؟“..... جیکی نے کہا۔

”جشن نے کریل اسٹھن سے بات کر لی ہے۔ کریل اسٹھن نے اس بارے میں ایکریمیا کے سیکرٹری ڈیپس کو رضامند کر لیا ہے اور سیکرٹری ڈیپس نے پاکیشیا میں ایکریمین سفیر سے بات کر لی ہے۔“ برائڈ نے جواب دیا۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی معاملہ ٹھیک ہے لیکن ہم کب اور کیسے واپس جائیں گے؟“..... جیکی نے کہا۔

”یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہاں ہمارے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ ہم کسی بھی وقت بطور سیاح واپس جاسکتے ہیں۔ جشن سے میری بات ہوئی ہے۔ جشن تو فوری واپس چلا جائے گا جبکہ ہم چند روز یہاں ٹھہریں گے،“..... برائڈ نے کہا۔

”کیوں۔ کیا کرنا ہے ہم نے یہاں؟“..... جیکی نے کہا۔

”فائل کا لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں اس لئے ہم بطور سیاح فائل کا کا چکر بھی لگائیں گے کیونکہ ہم نے بہر حال وہ فارمولہ بھی واپس لے جانا ہے اور وہ فارمولہ ہم نے فائل کا لیبارٹری سے ہی حاصل کرنا ہے۔ چاہے ہم دونوں کی زندگیاں خطرے میں ہوں بہر حال کام تو مکمل کرنا ہے،“..... برائڈ نے کہا تو

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر رکھے ہوئے پیش فون کی گھنٹی نج اٹھی تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ دو تین پار گھنٹی بجھنے پر برائڈ نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا اور اسے آن کرنے سے پہلے اس کے لاڈر کا بٹن پر لیں کر دیا۔

”لیں۔ برائڈ بول رہا ہوں“..... برائڈ نے کہا۔

”جسٹن بول رہا ہوں۔ پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے میری بات ہو چکی ہے۔ وہ اس پر پوری طرح رضامند ہیں کہ سرداور کو ایکریمین سفیر کی تحولی میں دے دیا جائے اور جب ایکریمین سفیر انہیں بتا دیں گے کہ سرداور ان کے پاس پہنچ چکے ہیں تو وہ ڈبل ایس آلہ سفیر صاحب کو پہنچا دیں گے اور پھر سفیر صاحب سفارتی ڈاک کے ذریعے اسے فوراً ایکریمیا بھجوادیں گے۔ پھر جب چیف کو یہ آہمل جائے گا تو وہ ایکریمین سفیر کو اطلاع دے دیں گے اور سفیر صاحب، سرداور کو پاکیشیا حکام کے حوالے کر دیں گے۔“..... جسٹن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ بے حد اچھا انتظام ہے۔ اب ہم نے کیا کرنا ہے“۔ برائڈ نے پوچھا۔

”تم نے سرداور کو ڈیکٹری سے نکال کر عالم پور کے معروف ہوٹل ویگارو لے جانا ہے۔ وہاں ان کے لئے کمرہ نمبر بارہ ریزو رو کرا دیا گیا ہے۔ دیسے یہ بتا دوں کہ یہ ہوٹل بھی بلیک اسکائی کی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ملکیت ہے اس لئے یہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ وہاں ایکریمین سفارت خانے کی گاڑی آئے گی اور سفارت خانے کا فرست سیکرٹری جن کا نام آرٹھر ہے تمہیں اپنا سفارتی کارڈ دکھائیں گے اور تم نے سرداور کو ان کے حوالے کر دینا ہے۔ وہ انہیں اپنی سفارتی گاڑی میں دارالحکومت لے جائیں گے۔ اس کے بعد تم دونوں آزاد ہو گے۔“..... جسٹن نے کہا۔

”اور اگر پاکیشیا حکام نے راستے میں گاڑی کو روک کر سرداور کو نکال لیا اور ڈبل ایس آلہ نہ دیا تو پھر“..... برائڈ نے کہا تو دوسری طرف سے جسٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

”ایسی کوئی بات نہیں ہو گی کیونکہ تمہارے اور میرے فون کی کالیں چیک نہیں کی جاسکتیں۔ اس لئے پاکیشیا حکام کو تو علم تک نہ ہو گا اور سرداور سفارت خانے پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد سفیر صاحب ان کے بارے میں حکام کو اطلاع دیں گے۔“..... جسٹن نے کہا۔

”کیا وہ سفارت خانے پر حملہ تو نہ کر دیں گے“..... برائڈ ابھی تک تذبذب میں تھا۔

”ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ سفارت خانے پر حملہ اس ملک پر حملہ سمجھا جاتا ہے اور پھر سفارت خانہ ایکریمیا جیسی سپرپاور کا ہو۔“..... جسٹن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں“..... برائڈ نے ایک طویل

سنس لیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم سرداور کو وڈ فیکٹری سے نکال کر ہوٹل ویگارو پہنچ جاؤ اور وہاں پہنچ کر مجھے کال کروتا کہ میں سفیر صاحب کو اطلاع دے دوں،..... جشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن سرداور کے جانے کے بعد کیا ہو گا۔ یہ بھی بتا دو تا کہ ہم اس کے مطابق اپنا آئندہ لائچہ عمل تیار کر سکیں۔“  
برائڈ نے کہا۔

”سرداور کے جانے کے بعد تم دونوں دارالحکومت پہنچ جانا۔ میں یہاں روز کلب میں موجود ہوں۔ تم نے اپنا فون سیٹ مجھے دینا ہے تا کہ میں اسے اور اپنے فون سیٹ کو واپس کرنل جوڈی کو پہنچا سکوں۔ اس کے بعد میں بھی آزاد ہوں گا اور تم بھی،..... جشن نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔..... برائڈ نے اطمینان بھرے لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران داش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے بلیک زیو کے چہرے پر بھی گہری سنجیدگی نمایاں تھی۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو۔..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لمحے میں کہا۔  
”صفدر بول رہا ہوں سر۔ ہوٹل ویگارو سے ایکریمین سفارت خانے کی کار سرداور کو لے گئی ہے۔ سرداور نیم بے ہوشی کی حالت میں ہیں لیکن وہ اپنے پیروں پر چل کر گئے ہیں اور کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے ہیں۔..... صفار نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”برائڈ اور جیکی کی کیا پوزیشن ہے۔..... عمران نے سرد لمحے میں

کہا۔

”وہ ابھی تک ہوٹل میں ہی موجود ہیں“..... صدر نے جواب دیا۔

”کیپٹن شکیل، سرداور کی کار کی تعاقب کر رہا ہے یا نہیں“ - عمران نے پوچھا۔

”لیں سر۔ وہ اس کے پیچھے گیا ہے“..... صدر نے جواب دیا۔  
”اوکے۔ تم نے خیال رکھنا ہے۔ برائڈ اور جیکی کی نگرانی کرنی ہے۔ یہ لوگ لامحالہ اب دارالحکومت آئیں گے۔ جہاں یہ آ کر ٹھہریں تم نے وہیں سے اطلاع دینی ہے لیکن خیال رکھنا یہ تربیت یافتہ ایجنسٹ ہیں اور ان کے اور بھی ساتھی ہوں گے“..... عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”لیں سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر دواڑھائی گھنٹے گزرنے کے بعد فون کی گھنٹی دوبارہ نج اٹھی تو عمران نے اس انداز میں سر ہلاایا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ فون کرنے والا کیا کہنا چاہتا ہے۔

”ایکسٹو“..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لمحے میں کہا۔  
”کیپٹن شکیل بول رہا ہوں سر۔ ایکریمین سفارت خانے سے قریب پیلک فون بوٹھ سے۔ سرداور ایکریمین سفارت خانے پہنچ چکے ہیں“..... کیپٹن شکیل نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔  
”راستے میں کوئی خاص بات“..... عمران نے پوچھا۔

”نو سر۔ عالم پور کے ویگارڈ ہوٹل سے کار روانہ ہوئی تو راستے میں ایک جگہ انہوں نے پڑوں نیکی فل کروائی اور پھر کار بغیر کسی جگہ رکے سفارت خانے پہنچ کر اندر داخل ہو گئی ہے“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں جولیا کو احکامات دے دیتا ہوں۔ وہ تمہارے پاس ٹیک کے دو ممبران کو بھجوادے گی۔ سرداور جب سفارت خانے سے باہر آئیں تو تم نے اپنے ساتھیوں سمیت اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ میں لیبارٹری تک پہنچنے کے دوران ان پر قاتلانہ حملہ نہ کیا جائے یا ان کی کار پر میزائل فائرنگ نہ کی جائے۔ تم نے خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا ہے“..... عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زریو بے اختیار چونک پڑا۔

”ٹھیک ہے سر“..... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں“..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو“..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لمحے میں کہا۔  
”لیں سر“..... جولیا کا لمحہ مزید موڈ بانہ ہو گیا۔

”کیپٹن شکیل ایکریمین سفارت خانے کے پاس موجود ہے۔ سرداور ایکریمین سفارت خانے میں پہنچ گئے ہیں اور ابھی تھوڑی دیر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بعد سیکرٹری وزارت خارجہ سرسلطان کے آدمی انہیں لینے اور ان کی لیبارٹری پہنچانے کے لئے آئیں گے اور ہو سکتا ہے کہ دشمن ایجنس سرداور کو راستے میں ختم کرنے کی کوشش کریں اس لئے تم دو ممبران کو فوری طور پر سفارت خانے بھجوادو اور انہیں ہدایات بھی دے دینا کہ وہ ہر طرح سے چونکا اور محتاط رہیں۔ عمران نے کہا۔

”لیں سر“..... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”آپ کو یہ خیال کیسے آ گیا۔ اگر انہوں نے یہ کام کرنا ہوتا تو اس وقت بھی کر سکتے تھے جب سرداور ان کی تحویل میں تھے۔“

”کیسی بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو۔ اس وقت انہیں ڈبل ایس آلہ نہیں ملا تھا لیکن اب جب سرسلطان کے آدمی سرداور کو لینے کے لئے سفارت خانے جائیں گے تو وہ اپنے ساتھ ڈبل ایس آلہ بھی لے جائیں گے اور یہ آلہ ایکریمین سفیر کے حوالے کرنے کے بعد ہی سرداور کو واپس لے آیا جائے گا اور اگر اب وہ سرداور کو ہلاک کر دیں تو ڈبل ایس آلہ تو واپس نہیں کیا جا سکتا۔“..... عمران نے تیز لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہ کیوں ایسا کریں گے۔ ان کا مقصد“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”انہیں ابھی تک یہ معلوم نہیں ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ سرداور کس کے قبضے میں رہے ہیں اور کہاں رہے ہیں جبکہ اب سرداور ان کے خیال کے مطابق ہمیں برائڈ اور جیکی کے بارے میں تفصیل بتا دیں گے۔“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد میز پر موجود ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر اپنی ذاتی فریکوئنی اس وقت سے ایڈجسٹ کر رکھی تھی جب اس نے جشن کے بارے میں ٹائیگر کو ہدایات دی تھیں اس لئے عمران ٹرانسمیٹر کی سیٹی کی آواز سننے ہی سمجھ گیا تھا کہ کال ٹائیگر کی طرف سے کی جا رہی ہے۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ اوور۔“..... عمران کے ٹرانسمیٹر آن بلیک زیرو نے کہا۔

کرتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور۔“..... عمران نے کہا۔

”وجشن روز کلب میں ہی موجود ہے۔ البتہ اسے یہ اطلاع مل چکی ہے کہ سرداور کو عالم پور کے دیگار وہوں سے نکال کر سفارت خانے کی کار میں دارالحکومت لے جایا گیا ہے لیکن باس اس اطلاع کے بعد اسے ایک اور کال کسی کرفل جوڑی نے کی ہے۔ جشن نے کرفل جوڑی سے کہا ہے کہ چونکہ اس کا کام مکمل ہو گیا ہے اس لئے اب وہ واپس جا رہے ہیں لیکن برائڈ کے پاس جوفون ہے اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اس نے مختلف مشینوں کے ذریعے ٹائیگر کا بتایا ہوا نمبر چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ جس نمبر پر جشن نے کرنل جوڈی سے بات کی تھی وہ نمبر دار الحکومت کی بجائے دار الحکومت سے مغرب میں تقریباً دو سو کلومیٹر دور ایک عام سے قبے جعفر آباد میں اٹھ کیا گیا تھا۔ عمران نے جعفر آباد کا تفصیلی نقشہ چیک کیا تو اسے پتہ چلا کہ جہاں یہ نمبر اٹھ کیا گیا ہے وہاں ایک کاٹن فیکٹری ہے۔ اس فیکٹری کا نام بھی جعفر آباد کاٹن فیکٹری ہے۔ ..... عمران کے ذہن میں دھاکے سے ہونے لگے کیونکہ کسی کرنل کا عام سے قبے کی کسی کاٹن فیکٹری میں بیٹھ کر جشن کی کال اٹھ کرنا بتا رہا تھا کہ معاملات عام سے نہیں ہیں۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے مشینیں آف کیں اور اٹھ کر لیپارٹری سے واپس آپریشن روم میں آ گیا۔

”کیا رزلٹ رہا عمران صاحب؟“..... بلیک زیرو نے بے چین سے لمحے میں کہا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

”عمران صاحب۔ معاملات بہت زیادہ گھمپیر ہیں۔۔۔۔۔ بلیک  
زیاد نے قدرے پریشان سے لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ اب ہمیں کوئی بڑا آپریشن کرنا ہو گا۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے رسپورٹھا تے ہی مخصوص لمحے میں کہا۔

اس کے پاس جو فون ہے وہ اسے واپس کرنا چاہتا ہے تو کرنل جوڈی نے اسے کہا کہ وہ یہ دونوں فون کراوَن بار کے جزء میں خبر کروشو کو دے دے۔ یہ دونوں اس تک پہنچ جائیں گے۔ اور،“  
ٹائیگر نے کہا۔

”یہ کرنل جوڑی کون ہے۔ اور“..... عمران نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”مجھے تو معلوم نہیں ہے اور نہ میں نے یہ نام پہلے کبھی سننا ہے۔  
ویسے کرفل کے لقب سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی ایجنسی سے  
متعلق ہے۔ اور،..... ما سیگر نے جواب دستے ہوئے کہا۔

”اس نے کس نمبر پر کال کی ہے۔ اور“..... عمران نے پوچھا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا کیونکہ ٹائیگر با قاعدہ جشن کی طرف سے کی جانے والی کالیں نہ صرف ٹیپ کر رہا تھا بلکہ وہ مخصوص مشین کے ذریعے نمبر بھی ساتھ چیک کر رہا تھا۔

”اس جھٹن کو بے ہوش کر کے راتا ہاؤس پہنچا سکتے ہو یا میں جوانا کو روڑ کلب بھیج دوں۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”میں اسے لے آؤں گا بآس۔ اور“..... نائیگر نے کہا تو  
عمران نے اور اپنے آل کہہ کر ٹھانے سے پھر آف کر دیا۔

”میں اس نمبر کو چیک کر لوں“..... عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا لیمارٹی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”صفر بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے صدر کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”برائڈ اور جیکی دنوں نیکسی میں سوار ہو کر دارالحکومت پہنچ ہیں اور یہاں انہوں نے مین مارکیٹ میں نیکسی چھوڑ دی اور پھر ایک دوسری نیکسی کے ذریعے یہ روشن کالونی کی کوئی نمبر اٹھائیں میں پہنچے ہیں۔ یہاں ان کے ساتھی پہلے سے موجود ہیں“..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسلہ ہے“..... عمران نے مخصوص لجھ میں کہا۔

”لیں باس“..... صدر نے جواب دیا۔

”اس کوئی میں گیس فائر کر دو اور پھر اندر جا کر انہیں چیک کرو اور جولیا کو اطلاع دو۔ وہ آئندہ کے انتظامات کرے گی“..... عمران نے مخصوص لجھ میں کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”جولیا بول رہی ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسو“..... عمران نے ایکسو کے مخصوص لجھ میں کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ مزید مواد بانہ ہو گیا۔

”برائڈ اور اس کے ساتھی روشن کالونی کی کوئی نمبر اٹھائیں میں موجود ہیں۔ صدر اندر گیس فائر کر کے انہیں چیک کرے گا اور پھر وہ تمہیں کال کرے گا۔ تم اسٹیشن ویگن میں دو مبران کو وہاں بھیج دینا تاکہ وہ ان سب افراد کو وہاں سے اٹھوا کر رانا ہاؤس پہنچا دیں“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”رانا ہاؤس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے جوزف کا لہجہ یلخخت انتہائی مواد بانہ ہو گیا۔

”ٹائیگر ایک آدمی کو لے کر رانا ہاؤس پہنچے گا اور صدر اور اس کے ساتھی کئی دوسرے افراد کو۔ یہ سب کے سب تربیت یافتہ لوگ کر دیے۔

”ہیں“..... عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”لیں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”اب جعفر آباد مجھے خود جانا پڑے گا،“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

”آپ کا مطلب اس کرنل جوڈی سے ہے،“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ کرنل جوڈی کو بھی رانا ہاؤس پہنچانا پڑے گا تاکہ اس سے معلومات حاصل کی جائیں کہ وہ کرنل ہو کر یہاں کیا کر رہا ہے اور وہ بھی جعفر آباد جیسے عام سے قبے میں،“..... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ وہ اسرائیلی ایجنسٹ ہے،“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”تم ان فوز کے رابطے اسرائیلی خلائی سیارے سے ہونے کی وجہ سے کہہ رہے ہو،“..... عمران نے کہا۔

”ہاں عمران صاحب۔ سوائے اسرائیلوں کے اور کوئی ایسا نہیں کر سکتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس کرنل جوڈی کو میں جعفر آباد سے لے آؤں،“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”تم اسے پہچانوں گے کیسے۔ ابھی تک اس کا کوئی حلیہ وغیرہ تو معلوم نہیں ہو سکا اور اگر وہ واقعی کوئی اسرائیلی ایجنسٹ ہے تو پھر لازماً اس نے وہاں انتہائی سخت انتظامات کر رکھے ہوں گے،“..... عمران نے کہا۔

”میں تمام انتظامات بھی چیک کر لوں گا اور اسے بھی ٹریس کر لوں گا،“..... بلیک زیرو نے بے چین سے لبھے میں کہا تو عمران اس

کی بے چینی پر بے اختیار مسکرا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اب یہیں رہوں گا۔ تم جا سکتے ہو۔ لیکن خیال رکھنا تمہارے بعد اگر مجھے آغا سلیمان پاشا کو ایکسو بنانا پڑا تو اس نے مجھے وہ چھوٹا سا چیک بھی نہیں دینا جو تم از راہ مہربانی دے دیتے ہو،“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ڈرینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ایک کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے براہڈ“..... خاموش بیٹھی ہوئی جیکی نے ساتھ بیٹھے ہوئے براہڈ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہ نیلے رنگ کی کار ویگارو ہوٹل سے ہی ہمارے پیچے ہے۔..... براہڈ نے قدرے مطمئن لجھ میں کہا۔ وہ دونوں ہوٹل کی طرف سے منگوائی گئی جیکی میں سفر کرتے ہوئے دارالحکومت کی طرف بڑھ رہے تھے۔ سفارت خانے کی کار سرداور کو لے کر جب ویگارو ہوٹل سے روانہ ہو گئی تو پھر براہڈ اور جیکی واپس اپنے کمرے میں آئے اور پھر انہوں نے جیکی کمرے میں ہی کھانا منگوا کر کھایا۔ کھانے کے بعد انہوں نے جیکی طلب کی اور اپنا مختصر سامان لے کر جیکی میں بیٹھے اور دارالحکومت کی طرف روانہ ہو گئے۔ عالم پور اور دارالحکومت کے درمیان کافی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

فاصلہ تھا اس لئے انہیں معلوم تھا کہ انہیں دارالحکومت پہنچنے میں کافی وقت لگے گا۔ وہ دونوں ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر تقریباً آدھے سے زیادہ راستہ طے ہو جانے پر اچانک جیکی نے اس کے کان میں سرگوشی کی تو براہڈ نے بھی سرگوشی میں ہی اسے جواب دیا کیونکہ وہ انہیں چاہتے تھے کہ جیکی ڈرائیور کے کانوں تک بات پہنچے۔

”یہ کون ہو سکتا ہے“..... جیکی نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

”کوئی بھی ہو۔ فی الحال ہم نے خاموش رہنا ہے“..... براہڈ نے مختصر سا جواب دیا تو جیکی نے اس انداز میں سر ہلا�ا جیسے بات ہوئی کیا اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔ پھر جیکی جیسے ہی دارالحکومت میں داخل ہوئی براہڈ نے جیکی ڈرائیور کو انہیں میں مارکیٹ میں ڈریپ کرنے کے لئے کہا اور جیکی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ان دونوں کو میں مارکیٹ کی مخصوص پارکنگ میں جا کر ڈریپ کر دیا۔ براہڈ نے ڈگی سے اپنا بیگ اٹھایا اور کاندھے پر لادا اور پھر جیکی ڈرائیور کو کرایہ ادا کر کے وہ دونوں پیدل ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔ البتہ انہوں نے جلد ہی چیک کر لیا تھا کہ ایک لمبے قد اور سمارٹ اور ورزشی جسم کا آدمی اس نیلی کار کو پارکنگ میں کھڑی کر کے ان کے تعاقب میں تھا۔

”یہ آدمی پوری طرح تربیت یافتہ ہے“..... براہڈ نے کہا۔

”ہاں۔ اس کا تعاقب کرنے کا انداز بے حد ماہر انہے ہے۔ اگر ہم پہلے سے اس کے بارے میں نہ جانتے تو اب کسی صورت بھی نہ جان سکتے۔“..... جیکی نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ سارا سیٹ اپ کسی ایجنسی کی نظروں میں آ گیا ہے۔“..... برائڈ نے کہا اور پھر وہ جیکی کو وہیں رکنے کا کہہ کر ایک پرستور میں داخل ہو گیا۔ جیکی اس کا بیک اٹھائے وہیں کھڑی تھی۔ برائڈ نے اس پرستور میں داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کاؤنٹر سے ذرا ہٹ کر باقاعدہ فون روم تھا جس کا دروازہ بند تھا۔ برائڈ نے کاؤنٹر پر موجود لڑکی سے فون کرنے کے لئے مخصوص ٹوکن لیا اور پھر فون روم کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور پھر دروازہ بند کر کے اس نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”روز کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”برائڈ بول رہا ہوں۔ روم نمبر میں کے جشن صاحب سے بات کرائیں“..... برائڈ نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیں۔ جشن بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد جشن کی آواز سنائی دی۔

”برائڈ بول رہا ہوں“..... برائڈ نے کہا۔

”تم نے اس عام فون سے کیوں کال کی ہے۔ پیش فون سے

کیوں نہیں کی“..... جشن نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ فون چیک کر لیا گیا ہے۔ ہم ویگارڈ سے دار الحکومت پہنچ گئے ہیں اور ایک آدمی مسلسل ہمارے تعاقب میں ہے۔ میرے ذہن کے مطابق انہوں نے ہمارے پیش فون کا لز کا سراغ لگا لیا ہے ورنہ وہ کسی صورت ویگارڈ ہو ٹل نہ پہنچ سکتے تھے۔“..... برائڈ نے کہا۔

”ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس کا لنک ایسے خلائی سیارے سے ہے جس کے بارے میں یہاں والوں کو کسی صورت معلوم ہی نہیں ہو سکتا۔“..... جشن نے کہا۔

”بہر حال ہمارا تعاقب ہو رہا ہے۔ میں چاہتا تو اس آدمی کو راستے میں ہی کوکر لیتا لیکن میں اس انتظار میں ہوں کہ معاملات سیئیل ہو جائیں اور میں نے اس لئے تمہیں فون کیا ہے تاکہ معلوم کروں کہ معاملات اس وقت کس نجح پر پہنچ چکے ہیں۔“..... برائڈ نے کہا۔

”معاملات طے ہو چکے ہیں۔ سردار کو سیکرٹری خارجہ کے آدمی سفارت خانے سے لے گئے ہیں اور وہی آدمی ڈبل ایمس آلہ سفیر صاحب کو دے گئے ہیں۔ سفیر صاحب نے ڈبل ایمس آئے کو سفارتی بیک میں ڈال کر اپنے سینڈ سیکرٹری کو چار ٹرڈ طیارے سے ایکریمیا بھجوادیا ہے۔ اب میں یہاں اس وقت تک موجود ہوں جب تک چیف کے پاس ڈبل ایمس آلہ نہیں پہنچ جاتا۔ اس کے بعد میں نے فوری واپس جانا ہے اور جانے سے پہلے خصوصی فون سیٹ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بھی کرٹل جوڑی کو واپس کرنے ہیں اس لئے تم یہ فون سیٹ مجھے روز کلب بھجوادو،..... جشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں خود ہی روز کلب آ رہا ہوں۔ لیکن میں تمہارے کمرے میں نہیں آؤں گا کیونکہ مجھے شک ہے کہ تمہاری بھی نگرانی ہو رہی ہو گی اور میری نگرانی والا بھی تمہیں مارک کر سکتا ہے اس لئے میں فون سیٹ روز کلب کے کاؤنٹر پر تمہارے نام پر چھوڑ جاؤں گا۔ تم وہاں سے لے لینا اور اپنی نگرانی کا خصوصی طور پر رکھا اور انھے کرفون روم سے باہر آ گیا۔

”بڑی دیر لگا دی تم نے“..... جیکی نے اس وقت غصیلے لمحے میں کہا جب برائڈ سپر سٹور سے باہر آیا۔

”میں نے جشن کو فون کرنا تھا اور تمہیں اس لئے باہر چھوڑ گیا تھا تاکہ ہماری نگرانی کرنے والا اندر نہ آ سکے“..... برائڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باہر کسی پلک فون بوتھ سے فون کر لیتے“..... جیکی نے کہا۔

”میں نہیں چاہتا تھا کہ نگرانی کرنے والا ہمیں فون کرتا دیکھے“..... برائڈ نے کہا تو جیکی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب کہاں جا رہے ہو“..... جیکی نے پوچھا۔

”یہاں سے روز کلب قریب ہے۔ ہم نے وہاں جانا ہے۔ اس بار میں باہر ٹھہروں گا اور تم سپیشل فون لے کر اندر جاؤ گی اور کاؤنٹر

پر اسے جشن کو بھجوانے کا کہہ کر واپس آ جانا۔ کلب والے یہ کام کرتے رہتے ہیں اس لئے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا“..... برائڈ نے کہا۔

”تم اتنے پر اسرار کیوں بن رہے ہو۔ زندگی میں پہلی بار تو ہماری نگرانی یا تعاقب نہیں ہو رہا“..... جیکی نے جھلانے ہوئے لمحے میں کہا تو برائڈ اس کی اس جھلانہ پر بے اختیار نہیں پڑا۔

”میرا خیال ہے کہ ہماری نگرانی کرنے والا کا تعلق ملٹری انسٹیلو جنس سے ہے یا پھر سیکرٹ سروس سے اور اگر جشن ان کے ہاتھ آ گیا تو معاملات بے حد گھبیر ہو جائیں گے کیونکہ وہ انتظامی آدمی ہے۔ فیلڈ کا آدمی نہیں ہے اور سنو۔ ہم نے کوئی جا کر اس نگرانی کرنے والے کا خاتمہ کرنا ہے اور پھر نئے میک اپ کر کے وہاں سے کسی دوسری جگہ شفت ہونا ہے۔ اس کے بعد راتوں رات ہم نے ہر قیمت پر یہاں سے نکلا ہے“..... برائڈ نے کہا تو جیکی نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے برائڈ کی باتیں سن کر وہ خوفزدہ ہو گئی ہو۔ روز کلب پہنچ کر برائڈ ایک علیحدہ جگہ پر رک گیا جبکہ جیکی فون پیس لے کر کلب کے اندر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو برائڈ نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور ڈرائیور کو روشن کالوں چلنے کا کہہ کر وہ دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ پھر برائڈ نے ٹیکسی روشن کالوں کی کوئی نمبر اٹھائیں کے سامنے رکوائی اور ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دے کر اس نے رخصت کر دیا۔

”تعاقب کرنے والا یہاں تک پہنچ چکا ہے برائڈ“..... جیکی نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے"..... برائڈ نے جواب دیا اور پھر اس نے کال بیل کا بٹن پر لیس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کوٹھی کے اندر موجود تھے۔ یہاں ان کے سیکشن کے دس افراد پہلے سے موجود تھے۔

"آرٹھر۔ عالم پور سے ایک آدمی ہمارا تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچ چکا ہے۔ اس کا حلیہ، قد و قامت اور کار کے متعلق تفصیل میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ تم دوسرا تھیوں کو عقبی طرف سے ساتھ لے جاؤ اور اس آدمی کو بے ہوش کر کے یہاں لے آؤ"..... برائڈ نے اپنے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس آدمی کا حلیہ اور دیگر تفصیلات بتا دیں۔

"لیں بائیں"..... آرٹھر نے جواب دیا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس نے اس کوٹھی کے بارے میں اپنے کسی ساتھی کو بتا دیا ہو اور ہم یہاں اطمینان سے بیٹھے رہیں اور یہاں کسی ایجنسی کا ریڈ ہو جائے"..... جیکی نے کہا۔

"پھر ایسا ہے میڈم کہ ہم سامنے والی کوٹھی میں شفت ہو جاتے ہیں۔ وہ کوٹھی بھی ہم نے حاصل کر لی ہے تاکہ ایم جنسی میں اسے استعمال کیا جاسکے"..... آرٹھر نے کہا۔

"اوہ۔ گذ آرٹھر۔ ٹھیک ہے۔ پہلے ہم ادھر شفت ہو جاتے ہیں پھر تم جا کر اس آدمی کو بھی وہیں لے آنا"..... برائڈ نے کہا تو آرٹھر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جشن روز کلب میں اپنے کمرے میں موجود تھا۔ برائڈ سے اس کی عام فون پر بات ہوئی تھی اور برائڈ کی یہ بات سن کر کہ اس کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے جشن بھی بے اختیار چونک پڑا تھا۔ اس کے ذہن میں اچانک ایک کھٹک سی پیدا ہوئی اور اسے یاد آ گیا کہ کئی روز سے وہ ایک آدمی کو کلب کی لابی میں دیکھ رہا ہے۔ بظاہر وہ ایک عام سا آدمی تھا اور اس نے جشن کی طرف توجہ بھی نہ کی تھی اس لئے جشن نے بھی اسے نظر انداز کر دیا تھا کیونکہ کلب میں بے شمار لوگ آتے جاتے رہتے تھے اور لابی میں بیٹھے رہتے تھے لیکن اس آدمی کو جشن نے بڑی باقاعدگی سے لابی میں بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور پھر اس نے اسے رہائشی فلیٹس میں بھی آتے جاتے دیکھا تھا لیکن چونکہ یہ آدمی کبھی خصوصی طور پر اس کی طرف متوجہ نہ ہوا تھا اس لئے اس نے بھی اسے نظر انداز کر دیا تھا لیکن

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اب برائڈ کی کال سننے کے بعد اس کے ذہن میں اس آدمی کے بارے میں کھٹک سی پیدا ہو گئی تھی لیکن چونکہ اس کا کام مکمل ہو چکا تھا اور اب اس نے صرف فون سیٹ کر کل جوڑی کو واپس کرنے تھے اور برائڈ کو اس نے کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے والا فون سیٹ اسے روز کلب پہنچا دے اس لئے وہ اس آدمی کو شک کے باوجود چھیڑنا نہ چاہتا تھا اور بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی اس کا شک درست بھی ہے یا نہیں کہ اچانک اس کے کمرے میں موجود فون کی گھنٹی بجھنی تو جشن بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... جشن نے کہا۔

”کاؤنٹر سے بول رہی ہوں سر۔ آپ کو پہنچانے کے لئے کاؤنٹر پر ایک خصوصی ساخت کا فون سیٹ موجود ہے۔ یہ فون سیٹ ایک غیر ملکی خاتون نے کاؤنٹر پر دیا ہے۔ میں اسے آپ کے کمرے میں بھجو رہی ہوں۔ آپ برائے کرم اس کی رسید دے دیں تاکہ کاؤنٹر کے کاغذات میں موجود رہے اور اگر کسی بھی وقت وہ خاتون رسید طلب کرے تو اسے رسید دی جا سکے“..... کاؤنٹر گرل نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بھجو دیں“..... جشن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ فون سیٹ ملتے ہی وہ دونوں فون سیٹ لے کر کل جوڑی کے بتائے ہوئے کلب کے مندرجہ کو دے دے گا۔ وہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو وہ اٹھا اور اس نے ڈور فون کا بٹن آن کر دیا۔

”کون ہے“..... جشن نے سخت لہجے میں کہا۔

”ویٹر۔ کاؤنٹر سے آیا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ موڈبانہ تھا۔

”اچھا“..... جشن نے کہا اور ڈور فون آف کر کے اس نے دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک ویٹر موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔

”اندر آ جاؤ“..... جشن کے ذہن میں ویٹر کو دیکھتے ہی ایک خیال آیا تو اس نے اسے اندر بلا لیا۔

”تجھیک یو سر“..... ویٹر نے کہا اور اندر آ گیا تو جشن نے دروازہ بند کر دیا۔

”بیٹھو“..... جشن نے کہا تو ویٹر کری پر بیٹھ گیا۔ جشن نے اس کے ہاتھ سے پیکٹ لیا اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ وہ واقعی وہی فون تھا جو اس نے برائڈ اور جیکی کو دیا تھا۔ اس نے اسے دوبارہ پیکٹ میں رکھ کر جیب میں ڈال لیا۔

”یہ رسید ہے جناب۔ اس پر دستخط کر دیں“..... ویٹر نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر جشن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو جشن نے کاغذ لے کر اسے پڑھا تو وہ ایک عام سی رسید تھی۔ اس نے اس پر دستخط کر کے کاغذ ویٹر کی طرف بڑھا دیا۔

”شکریہ جناب“..... ویٹر نے کاغذ لے کر اٹھتے ہوئے کہا۔  
 ”بیٹھو۔ مجھے تم سے چند باتیں کرنی ہیں“..... جشن نے کہا۔  
 ”جی سر۔ حکم سمجھے“..... ویٹر نے واپس کری پر بیٹھتے ہوئے کہا  
 تو جشن نے کوٹ کی اندر ویٹر کی جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ  
 نکالا اور ویٹر کی طرف بڑھا دیا۔

”یہ رکھ لو“..... جشن نے کہا تو ویٹر نے نوٹ اس طرح جھپٹ  
 لیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ کہیں جشن کا ارادہ نہ بدل جائے۔

”تھینک یوس۔ حکم سر“..... ویٹر کا لہجہ انتہائی موڈبانہ ہو گیا تھا۔

”میں تمہیں ایک آدمی کا حلیہ بتاتا ہوں جو اکثر یہاں لاپی میں  
 بیٹھا رہتا ہے“..... جشن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے حلیہ  
 بتانا شروع کر دیا۔

”لیں سر۔ آپ اس کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہیں“.....  
 ویٹر نے کہا۔

”تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم اسے بہت اچھی طرح جانتے ہو۔“  
 جشن نے چونک کر کہا۔

”لیں سر۔ میں کیا کلبوں کے تمام پرانے ویٹر اسے اچھی طرح  
 جانتے ہیں“..... ویٹر نے جواب دیا۔

”تمہارا نام کیا ہے“..... جشن نے پوچھا۔

”میرا سر“..... ویٹر نے چونک کر اور قدرے حرمت بھرے لمحے  
 میں کہا۔

”ہا۔ تمہارا نام پوچھ رہا ہوں“..... جشن نے کہا۔  
 ”میرا نام حسن بخش ہے جناب“..... ویٹر نے جواب دیا۔  
 ”اچھا حسن بخش۔ اب بتاؤ کہ یہ آدمی کون ہے۔ پوری تفصیل  
 سے بتاؤ لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ مجھے جھوٹ سے نفرت ہے۔“  
 جشن نے سرد لمحے میں کہا۔

”جناب۔ میں آپ جیسے اچھے آدمی کے سامنے جھوٹ کیوں  
 بولوں گا۔ آپ نے مجھے کری پر بٹھا کر مجھ سے بات کی ہے۔  
 میرے لئے یہی عزت کافی ہے“..... ویٹر نے جذباتی لمحے میں کہا۔  
 ”اچھا بتاؤ۔ کون ہے یہ آدمی“..... جشن نے کہا۔  
 ”جناب۔ اس کا نام کوبرا بھی ہے اور ٹائیگر بھی۔ یہ زیر زمین  
 دنیا کا معروف غنڈہ اور بدمعاش ہے لیکن تمام کارروائیاں اعلیٰ  
 پیانے پر کرتا ہے اور جناب سنا ہے کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے  
 لئے کام کرنے والے آدمی جس کا نام علی عمران ہے، کا شاگرد  
 ہے۔“..... ویٹر نے جواب دیا تو جشن کا دل دھک سے رہ گیا۔

”اوہ۔ لیکن یہ یہاں کیوں ہے۔ وجہ“..... جشن نے کہا۔  
 ”جناب۔ میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں“..... ویٹر نے  
 بے چارگی سے کہا۔

”اوکے۔ تم جاؤ لیکن سنو۔ تم نے اس آدمی سے کوئی بات نہیں  
 کرنی“..... جشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ آپ بے فکر ہیں“..... ویٹر نے جواب دیا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”لیں“..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی جشن پہچان گیا کہ بولنے والا کرنل جوڑی ہی ہے۔

”جشن بول رہا ہوں روزِ کلب سے“..... جشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ لیں۔ کیا رہا آپ کے پلان کا“..... کرنل جوڑی نے چونکر پوچھا۔

”پلان کامیاب ہو گیا ہے۔ مطلب ہے کہ آلہ ڈبل ایس ایکریمین سفارت خانے پہنچ چکا ہے اور وہاں سے ایکریمیا روانہ کر دیا گیا ہے جبکہ سردار کو حکومت پاکیشیا کے حوالے کر دیا گیا ہے لیکن ہم ایک اور منصے میں پھنس گئے ہیں“..... جشن نے کہا۔

”کیا ہوا ہے“..... کرنل جوڑی نے چونکر کر کہا۔

”برائڈ اور جیکی کا بھی دارالحکومت آتے ہوئے تعاقب کیا گیا ہے۔ میں نے برائڈ کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس تعاقب کرنے والے کو پکڑ کر اس سے معلومات حاصل کرے اور وہ آسانی سے ایسا کر لے گا کیونکہ ان دونوں کے ساتھ یہاں اس کے سیکشن کے وہ افراد بھی موجود ہیں اور بارہ افراد کے لئے ایک آدمی کو پکڑنا مشکل ہے۔“..... جشن نے کہا۔

”تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے“..... کرنل جوڑی نے چونکر پوچھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اور پھر وہ جشن کو سلام کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور مڑ کر ایک بار پھر جشن کو سلام کر کے وہ کمرے سے باہر چلا گیا تو جشن نے آگے بڑھ کر دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر واپس جا کر وہ کرسی پر بیٹھا اور اس نے جیب سے وہ خصوصی فون نکال کر اس کو آن کیا لیکن پھر اچانک ایک خیال کے تحت اس نے اسے آف کر دیا اور کرسی سے اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھوئی تو اس کے اندر ایک سرخ رنگ کا فون پیس موجود تھا۔ یہ ایکریمین فون تھا اور اس کا تعلق ایک ایکریمین خلائی سیارے سے تھا۔ گواں کے نقطہ نظر سے کرنل جوڑی والا اسرائیل سینٹر سے متعلقہ فون زیادہ قابل اعتماد تھا لیکن ویژر کے منہ سے یہ سن کر کہ ٹائیگر کا تعلق سیکرت سروس کے علی عمران سے ہے تو وہ یکنخت ذہنی طور پر بے حد محاط ہو گیا تھا۔ یہ سرخ فون وہ ایکریمیا سے اپنے ساتھ لایا تھا لیکن ابھی تک اس نے استعمال نہ کیا تھا اور چونکہ وہ ٹائیگر کے بارے میں کرنل جوڑی سے بات کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے اسرائیلی فون استعمال کرنے کی بجائے اس سرخ فون کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے اس کو بھلی کے پلگ سے نسلک کیا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔ فون کے اوپر والے کنارے پر ایک سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بھجنے لگا اور جشن نے تیزی سے بٹن پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”میری بھی یہاں ایک آدمی نگرانی کر رہا ہے۔ میں نے دیڑ سے اس آدمی کے بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق اس کا نام ٹائیگر ہے اور یہ اندر ورلڈ کا معروف غنڈہ اور بدمعاش ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کا شاگرد ہے۔“..... جشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو تم مجھ سے کیا چاہتے ہو،“..... کرنل جوڈی نے پوچھا۔

”تمہارے پاس یہاں آدمی بھی ہیں اور اڑے بھی۔ اگر تم اس آدمی کو اپنے آدمیوں سے اغوا کرا کر کسی اڑے پر پہنچا دو اور پھر مجھے بھی وہاں پہنچواد تو میں اس آدمی سے ضروری پوچھ گچھ کر کے کرنل اسمتحح کو تفصیلی رپورٹ دے سکوں گا،“..... جشن نے کہا۔

”یہ تو انتہائی معمولی بات ہے جشن۔ کیا حلیہ ہے اس آدمی کا اور کہاں موجود ہے،“..... کرنل جوڈی نے کہا تو جشن نے تفصیل سے اس کا حلیہ، قد و قامت اور لباس کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”ٹھیک ہے۔ نصف گھنٹے کے اندر یہ کام ہو جائے گا اور میرا آدمی تمہارے کمرے میں بینچ جائے گا۔ تم نے ڈور فون سے اس کا نام پوچھنا ہے۔ وہ اپنا نام تھرٹی بتائے گا۔ تم اس کے ساتھ اطمینان سے چلے جانا۔ وہ تمہیں اس پاؤ نٹ پر لے جائے گا جہاں اس آدمی کو رکھا گیا ہو گا۔ جب تم اس سے پوچھ گچھ کر لو گے تو اسے گولی مار کر اس کی لاش وہیں گڑھ میں ڈال دی جائے گی،“..... کرنل

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جوڈی نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ اور میں تمہارے دیئے ہوئے دونوں فون سیٹ تمہیں فوری طور پر واپس کرنا چاہتا ہوں۔ تم نے جس کلب کے بارے میں بتایا تھا وہ تو کافی دور ہے۔ کیا میں یہ دونوں فون سیٹ تمہارے اس تھرٹی کو دے دوں؟“..... جشن نے کہا۔

”ہاں۔ میں اسے کہہ دوں گا،“..... کرنل جوڈی نے کہا۔

”اوکے۔ تھینک یو،“..... جشن نے اطمینان بھرے لمحے میں کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔

مفلر کے گروپ اے سے ہے۔ یہ ایسا گروپ تھا جسے ریڈ مفلر سینڈیکیٹ میں سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی تھی۔ انہیں عرف عام میں ماسٹرز کہا جاتا تھا اس لئے شنکر بھی ماسٹر شنکر تھا اور کافرستان میں اس کا تعلق دار الحکومت سے تھا۔ بلیک زیرو نے یہ سب کچھ ایک خاص نظریے کے تحت کیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ کرنل جوڑی لازماً اسرائیلی ایجنسٹ ہے اور جہاں وہ چھپا ہوا ہے وہاں اس نے انتہائی سخت سامنی حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں لازماً اس کے تربیت یافتہ افراد بھی ہوں گے اور اس کا کرنل جوڑی تک پہنچنا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک وہ تمام حفاظتی انتظامات ختم نہ کر دے اور اس کے سارے آدمیوں کو بھی ہلاک کرنے کے بعد ہی وہ کرنل جوڑی تک پہنچ سکتا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ یہ کارروائی بے حد طویل ثابت ہو سکتی ہے اس لئے اس نے کرنل جوڑی تک پہنچنے کے لئے شارت کٹ استعمال کیا تھا۔ ظاہر ہے کرنل جوڑی اگر اسرائیلی ایجنسٹ ہے تو اس کی ہمدردیاں کافرستان سے ہوں گی اس لئے اس کے آدمی بھی اسے فوری ہلاک کرنے کی بجائے اسے کرنل جوڑی تک پہنچا دیں گے۔ اس طرح وہ آسانی سے کرنل جوڑی تک پہنچ جائے گا اور اسے یقین تھا کہ ایک بار وہ کرنل جوڑی تک پہنچ گیا تو پھر کوئی اس کا عرف عام میں ریڈ مفلر بھی کہا جاتا تھا۔ اس کی دہشت کافرستان پر چھائی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو کی جیب میں ایسے کاغذات موجود تھے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ اس کا نام شنکر ہے اور اس کا تعلق ریڈ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے ایک کم چوڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بلیک زیرو اکیلا موجود تھا۔ اس نے جیمز کی پینٹ اور سرخ رنگ کی شرت پہنی ہوئی تھیں۔ چہرے پر گو مقامی میک اپ تھا لیکن اس مقامی میک اپ میں وہ صاف طور پر زیر زمین دنیا کا کوئی آدمی دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے گلے میں سرخ رنگ کے مفلر کو ٹائی کی طرح گانٹھ دے کر لپیٹ رکھا تھا اور اس نے دانستہ ایسا کیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مفلر کی یہ نشانی کافرستان کے ایک بڑے سینڈیکیٹ کے خاص آدمیوں کی مشہور نشانی تھی۔ اس سینڈیکیٹ کو عرف عام میں ریڈ مفلر بھی کہا جاتا تھا۔ اس کی دہشت کافرستان پر چھائی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو کی جیب میں ایسے کاغذات موجود تھے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ اس کا نام شنکر ہے اور اس کا تعلق ریڈ

سوچنے میں مصروف تھا جس کی وجہ سے اس کو کرنل جوڈی تک پہنچا دیا جائے اور پھر آہستہ آہستہ ایک کہانی کا خاکہ اس کے ذہن میں ابھر آیا۔ گواں کہانی میں اس کے نکتہ نظر سے بے شمار جھول تھے لیکن پھر بھی وہ اس سے مطمئن تھا۔ تھوڑی دریں بعد اس کی کار جعفر آباد نامی اس قصبے میں داخل ہو گئی۔ اس نے کار ایک دکان کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ بوڑھے دکاندار کی طرف بڑھ گیا۔ ”جی صاحب“..... بوڑھے دکاندار نے اس کی کار سے مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔

”جعفر آباد کاٹن فیکٹری کہاں ہے“..... بلیک زیرو نے زم لجھ میں پوچھا تو دکاندار نے اسے تفصیل سے پتہ بتانا شروع کر دیا۔ ”وہاں کون رہتا ہے“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔ ”ان دنوں تو فیکٹری بند ہے جناب۔ وہاں چوکیدار ہی رہتا ہو گا“..... دکاندار نے جواب دیا۔

”یہ کس کی ملکیت ہے“..... بلیک زیرو نے کہا تو دکاندار چونک پڑا۔

”آپ کون ہیں اور کیوں یہ سب کچھ پوچھ رہے ہیں“..... بوڑھے دکاندار نے اس بارقدرے مشکوک سے لجھ میں کہا۔

”میں کاشن فیکٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہوں۔ ان سب معلومات کی بنیاد پر حکومت مزید کاشن فیکٹریاں کھلوانے کے لئے بھاری قرضے دے گی“..... بلیک زیرو نے دیے ہی بات

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بنانے کے لئے کہہ دیا۔

”جی یہ فیکٹری یہاں کے مشہور زمیندار حاکم علی کی ہے۔ جعفر آباد کی دو تہائی زمین بھی ان ہی کی ملکیت ہے۔ ہم سب ان کی رعایا ہیں۔ وہ بہت بڑے آدمی ہیں“..... بوڑھے دکاندار نے جواب دیا۔

”کیا وہ یہیں رہتے ہیں“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔ ”نہیں جناب۔ وہ تو بڑے شہر میں رہتے ہیں۔ یہاں تو ان کا مینجر احمد خان رہتا ہے۔ فیکٹری سے ملحقة اس کا ڈیرہ ہے جناب“..... بوڑھے نے تو بلیک زیرو نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کار میں بیٹھ کر وہ اس طرف کو بڑھ گیا جہاں کے بارے میں دکاندار نے اسے بتایا تھا۔ وہ اب فیکٹری کے اندر جانے کی بجائے ڈیرے پر جا رہا تھا کیونکہ اتنی بات وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل جوڈی فیکٹری کی بجائے اسی ڈیرے میں ہی ہو گا۔ چونکہ دکاندار کے مطابق فیکٹری اور ڈیرہ ملحقة تھا اور یقیناً نقشے میں فیکٹری تو دکھائی جاسکتی ہے ڈیرہ نہیں اس لئے عمران صاحب نے جس نقشے کو چیک کیا تھا وہاں فیکٹری ہی لکھی ہوئی ہو گی جبکہ کال یقیناً اس ڈیرے سے ہی اٹھڈ کی گئی ہو گی۔ تھوڑی دریں بعد وہ فیکٹری اور اس سے ملحقة ڈیرے تک پہنچ گیا۔ ڈیرہ دیہاتی انداز کا تھا۔ بڑا سا پھانک تھا جو کھلا ہوا تھا۔ اندر ایک وسیع صحن تھا جس کے تینوں اطراف میں برآمدہ اور برآمدے کے پیچے کمرے تھے۔ صحن میں دس بارہ چھوٹی بڑی چار پائیاں پڑی

تحمیں۔ ایک طرف بیل گاڑی بھی موجود تھی جبکہ دوسری طرف ایک پرانے ماڈل کی بڑی سی جیپ بھی کھڑی تھی۔ البتہ کمرے بند تھے جبکہ صحن میں دو چار پائیوں پر چار دیہاتی آدمی بیٹھے تاش کھیلنے میں مصروف تھے۔ لیکن جیسے ہی بلیک زیرو کی گاڑی اندر داخل ہوئی وہ سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ بلیک زیرو نے گاڑی روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا تو ان چاروں میں سے ایک آدمی چارپائی سے نیچے اترا اور تیزی سے بلیک زیرو کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے دھوتی اور کرتہ پہننا ہوا تھا۔ وہ گٹھے ہوئے جسم اور درمیانے قد کا مالک تھا۔ موچھیں چھوٹی تھمیں لیکن تیروں کی طرح کھڑی تھمیں۔

”آپ کون ہیں جی اور کس سے ملنا ہے؟“..... اس آدمی نے قریب آ کر قدرے سخت لبجھے میں کہا۔

”میرا نام شنکر ہے اور میں نے مینجر سردار احمد خان سے ملنا ہے۔“..... بلیک زیرو نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیا آپ کافرستانی ہیں؟“..... اس آدمی نے پوچھا۔

”ہاں“..... بلیک زیرو نے مختصر سا جواب دیا۔

”سردار احمد خان تو شہر گیا ہوا ہے۔ آپ پہلی بار آئے ہیں۔“..... اس آدمی نے کہا۔

”ہاں۔ تمہارا کیا نام ہے؟“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”میرا نام ساجن ہے جناب اور میں مینجر سردار احمد خان کا فرشتہ ہوں۔“..... ساجن نے جواب دیا۔

”سنو۔ ادھر آؤ۔“..... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کار کی دوسری سائیڈ پر چلا گیا تو ساجن بھی اس کے پیچھے کار کی دوسری سائیڈ پر پہنچ گیا۔ اب وہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے ساتھیوں کی نظروں سے اوچھل ہو گیا تھا۔

”یہ لو۔ یہ رکھ لو۔“..... بلیک زیرو نے جیپ سے بڑے نوثوں کی ایک گڈی نکال کر ساجن کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا تو ساجن بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ کیوں۔ وجہ؟“..... ساجن نے انتہائی حیرت بھرے لبجھے میں کہا۔

”یہ رکھ لو۔ میرا تعلق کافرستان کے ریڈ مفلر سینڈ یکٹ سے ہے اور میں نے کرنل صاحب سے انتہائی ضروری ملنا ہے۔“..... بلیک زیرو نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

”کرنل۔ کون کرنل؟“..... ساجن نے حیرت بھرے لبجھے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ بلیک زیرو سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”وہ غیر ملکی ہے۔“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہاں تو کوئی غیر ملکی نہیں ہے۔“..... ساجن نے کہا تو بلیک زیرو اس بار واضح طور پر سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

”ٹھیک ہے۔ رقم واپس کرو۔ اس سے آدمی رقم کسی اور کو دے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

دوس گا تو وہ مجھے ان تک پہنچا دے گا۔..... بلیک زیرو نے یکخت سرد لبجے میں کہا۔

”آپ رچڑ صاحب سے کیوں ملنا چاہتے ہیں؟..... ساجن نے یکخت سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

”مجھے اسے ایک انتہائی ضروری پیغام پہنچانا ہے اس لئے میں دارالحکومت سے آیا ہوں،“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو آپ کو دس پندرہ منٹ انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ رچڑ صاحب سردار احمد خان صاحب کے ساتھ قربی قبے میں کسی آدمی سے ملنے گئے ہیں اور انہیں گئے ہوئے دو گھنٹوں سے اوپر ہو گئے ہیں۔ بس وہ واپس آنے والے ہی ہوں گے۔ میں کمرہ کھول دیتا ہوں۔ آپ بیٹھیں،“..... ساجن نے کہا۔

”کیا وہ دونوں اکیلے گئے ہیں؟..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ رچڑ صاحب کسی غیر ملک سے آئے ہوئے ہیں اور گزشتہ دو ماہ سے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ یہاں کی دیہاتی جڑی بوئیوں پر ریسرچ کر رہے ہیں۔ آج بھی وہ اسی مقصد کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ ویسے بھی وہ فلاسفہ سے لگتے ہیں۔ الجھے ہوئے خشک بال، چہرہ امچور کی طرح سوکھا ہوا، چھوٹی دارڑھی، آنکھوں پر ہر وقت موٹے شیشوں والی عینک چڑھائے رہتے ہیں۔ ساجن جب بولنے پر آیا تو مسلسل بولتا چلا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ان کی واپسی کا انتظار کروں گا،“..... بلیک

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

زیرو نے کہا۔

”آئیے۔“..... ساجن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ رقم وہ پہلے ہی جیب میں رکھ چکا تھا۔ پھر برآمدہ کراس کر کے بلیک زیرو، ساجن کے پیچھے چلتا ہوا ایک کمرے کے دروازے پر پہنچا جس پر تالا لگا ہوا تھا۔ ساجن نے جیب سے چابیوں کا ایک بڑا چھا نکالا جس میں مختلف سائزوں اور رنگوں کی چھوٹی بڑی بہت سی چابیاں موجود تھیں۔ ساجن نے ایک چابی منتخب کی اور پھر اس کی مدد سے اس نے تالا کھولا اور دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں قائمین بچھا ہوا تھا اور خاصا قیمتی اور جدید ساخت کا فرنیچر موجود تھا۔

”تشریف رکھیں جناب۔ میں آپ کے لئے خالص بوقت لے آتا ہوں،“..... ساجن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں صرف سادہ پانی پیوں گا،“..... بلیک زیرو نے اس کی خالص بوقت کا مطلب بخوبی سمجھتے ہوئے کہا۔

”نہیں سائیں۔ ڈیرے پر آنے والا مہمان سادہ پانی کیسے پی سکتا ہے۔ یہ تو سردار صاحب کی توہین ہے۔ چلو میں آپ کے لئے یہیں کی بوقت لے آتا ہوں،“..... ساجن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ وہ لے آؤ۔“..... بلیک زیرو نے کہا تو ساجن سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ البتہ اس نے دروازہ بند نہ کیا تھا۔ بلیک زیرو جانتا تھا کہ دیہات اور شہر کے متوسط طبقے میں دیسی ساخت

کی بولیں بے حد پسند کی جاتی تھیں۔ خاص طور پر ایسی بولیں جس میں یہوں کا ست شامل کیا جاتا تھا۔ اسے عرف عام میں یمن کی بول کہا جاتا تھا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد ساجن اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں یمن کی بول تھی جس میں سڑاڈالا گیا تھا۔

”اور کوئی خدمت ہو تو بتائیں سائیں۔ باہر کچھ ملنے والے آئے ہوئے ہیں۔ میں ان سے دو باتیں کر لوں۔ رچڈ صاحب اور سردار صاحب بھی ابھی آ جائیں گے“..... ساجن نے قدر خوشامدانہ لمحے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں یہاں ان کا انتظار کر رہا ہوں۔ تم اپنا کام کرو۔“  
بلیک زیرو نے کہا تو ساجن شکریہ ادا کر کے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ بلیک زیرو نے یمن کی بول پینا شروع کر دی۔ اسے کچھ پیاس بھی محسوس ہو رہی تھی اور پھر بول کا ذائقہ بھی بے حد اچھا تھا اس لئے وہ چند لمحوں میں پوری بول پی گیا۔ اس نے خالی بول سامنے میز پر رکھی اور سر گھما کر کمرے کا جائزہ لینے لگا لیکن پھر اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کے معدے میں اشیائیں سی ہوئی ہے خود کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی لیکن اس کا ذہن تیزی سے تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور بلیک زیرو کے ذہن میں آخری خیال یہی ابھرا کہ وہ پاکیشیا سیکرت سروس کا چیف ہونے کے باوجود ایک عام سے دیہاتی کے ہاتھوں مار کھا گیا ہے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

عمران داش منزل کے آپریشن روم میں اکیلا موجود تھا۔ بلیک زیرو کرنل جوڈی کا شکار کرنے جعفر آباد گیا ہوا تھا۔ عمران یہاں اس لئے موجود تھا کہ اس وقت سردار اور والے کیس کی پوزیشن انتہائی سیریس تھی۔ اس نے صدر کو کہہ دیا تھا کہ وہ برائڈ اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کر کے جولیا کو کال کرے اور جولیا سے اس نے کہہ دیا تھا کہ صدر کی کال آنے پر وہ اٹیشن ویگن اور دو ساتھیوں کو صدر کے پاس بھجوادے تاکہ برائڈ اور اس کے ساتھیوں کو رانا ہاؤس منتقل کیا جاسکے۔ تائیگر کو اس نے جشن کو روز کلب سے انداز کر کے رانا ہاؤس پہنچانے کا کہا تھا جبکہ بلیک زیرو نے کرنل جوڈی کو لے کر یہاں داش منزل پہنچنا تھا کیونکہ وہ بلیک زیرو کو جوانا کے سامنے نہ لے آنا چاہتا تھا۔ کرنل جوڈی سے یہیں پوچھ پچھ ہو سکتی تھی کیونکہ کرنل جوڈی کا براہ راست کوئی تعلق برائڈ

اور جشن اور اس کے مشن سے نہ تھا۔ البتہ اس نے اسرائیلی خلائی سیارے سے لکڑہ دونوں فون پیس انہیں دیئے تھے اور وہ اسی سلسلے میں اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا جبکہ کیپٹن شکلیں اپنے ساتھیوں سمیت سرداور کی نگرانی کر رہا تھا۔ تحوزی دیر بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لجھے میں کہا۔

”کیپٹن شکلیں بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے کیپٹن شکلیں کی موجودانہ آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”سرداور بخیر و عافیت اپنی لیبارٹری میں چینچ چکے ہیں“..... کیپٹن شکلیں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”راستے میں کوئی پرالبم یا کوئی خاص بات“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں سر۔ ہم بے حد محاط اور چوکنا رہے ہیں لیکن کچھ نہیں ہوا“..... کیپٹن شکلیں نے کہا۔

”اوکے“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا دیا۔ دوبارہ ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پرلس کرنے شروع کر دیئے۔

”ریڈ لیبارٹری“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ سرداور سے بات کرائیں“..... عمران نے اپنے مخصوص لجھے میں کہا۔ ”اوہ عمران صاحب آپ۔ میں ڈاکٹر مسعود بول رہا ہوں۔ سرداور ابھی یہاں پہنچے ہیں۔ ان کی ذہنی اور جسمانی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ تقریباً نیم بے ہوشی کے عالم میں ہیں اس لئے ہم نے فوری طور پر لیبارٹری کے ڈاکٹر کو کال کیا ہے۔ وہ انہیں چیک کر رہے ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ڈاکٹر کب چیک اپ سے فارغ ہو گا“..... عمران نے پوچھا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب“..... ڈاکٹر مسعود نے کہا۔

”ڈاکٹر سے میری بات کراؤ فون پر۔ فوری“..... عمران نے تیز لجھے میں کہا۔

”اوہ اچھا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ میں ڈاکٹر عرفان بول رہا ہوں“..... چند لمحوں کی خاموشی

کے بعد ایک اور سنجیدہ سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کی آواز بتا رہی تھی کہ وہ اوہیزہ عمر آدمی ہے۔

”ڈاکٹر صاحب۔ سرداور کی کیا پوزیشن ہے۔ اگر آپ کی نظر میں مناسب ہو تو انہیں پیشل ہسپتال پہنچا دیا جائے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں جناب۔ ایسی کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ انہیں ایک ایسی دوادی گئی ہے جس سے وہ نیم

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بے ہوشی کی حالت میں آگئے ہیں اور جب انہیں کوئی حکم دیا جائے تو وہ اس کی معمول کی طرح تعقیل کرتے ہیں۔ میں نے انگلشن لگا دیئے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے،..... ڈاکٹر عرفان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ پوری طرح مطمئن ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ انہیں کوئی ذہنی یا جسمانی طور پر نقصان پہنچ جائے۔ ایسا ہوا تو یہ ملک و قوم کے لئے انتہائی نقصان دہ ہو گا،..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں۔ سرداور بھی مجھ پر مکمل اعتماد کرتے ہیں،..... ڈاکٹر عرفان نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں گا،..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر میز پر پڑی ہوئی ایک کتاب اٹھا کر پڑھنے لگا کیونکہ وہ فارغ بیٹھا نہ رہ سکتا تھا۔ اسے ٹائیگر، صدر یا جوزف کی طرف سے کال کا انتظار بھی تھا۔ جعفر آباد چونکہ مضافاتی علاقہ تھا اس لئے عمران کو معلوم تھا کہ بلیک زیر و کو خاصا وقت لگ سکتا ہے۔ پھر وہاں لازماً انتہائی سخت انتظامات بھی ہوں گے لیکن عمران کو یقین تھا کہ بلیک زیر و آسانی سے ہر قسم کے حالات اور معاملات سے نمٹ سکتا ہے اس لئے اس کی طرف سے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ پھر ایسی ہی باتیں سوچتے ہوئے ایک گھنٹہ گزر گیا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”ریڈ لیبارٹری،..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایسی۔ ڈی ایسی (آکسن) بول رہا ہوں۔“

عمران نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

”لیں سر۔ میں ڈاکٹر مسعود بول رہا ہوں۔ سرداور کی حالت اب بہت بہتر ہے۔ آپ ہولڈ کریں میں فون اٹھا کر ان کے پاس لے جاتا ہوں اور آپ کی بات کراتا ہوں،..... ڈاکٹر مسعود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو،..... چند لمحوں بعد سرداور کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایسی۔ ڈی ایسی (آکسن) بول رہا ہوں سرداور،..... عمران نے چمکتے ہوئے لمحے میں کہا۔

”عمران۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ مجھے تو کچھ یاد نہیں آ رہا۔ صرف اتنا یاد ہے کہ کار روک کر چند لوگوں نے کار کا دروازہ کھول کر مجھے اور ڈرائیور کو کھینچ کر زبردستی اپنی کار میں بٹھایا اور میرے سر پر چوت لگی اور میں بے ہوش ہو گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں یہاں لیبارٹری میں ہوں۔ ڈاکٹر مسعود مجھے صرف اتنا بتا سکا ہے کہ مجھے انغو کر لیا گیا تھا اور پھر ابھی ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے سرسلطان کے آدمی مجھے نیم بے ہوشی کے عالم میں یہاں چھوڑ گئے

اور وہ مطمئن ہو گئے اور آخری بات یہ کہ اب ہم جتنی تعداد میں ہوش میں آیا ہوں۔ ڈاکٹر مسعود نے ہی مجھے بتایا ہے کہ تمہارا پہلے بھی فون آیا تھا اور اب دوبارہ آئے گا۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

”اوہ۔ پھر صحیح ہے۔ مجھے دراصل خیال نہیں رہا تھا کہ تم ماشاء اللہ موجود ہو اور تمہاری موجودگی میں مجھ سمت کسی کو بھی پاکیشیا کے مفادات کے تحفظ کے سلسلے میں فکر مند نہیں ہونا چاہئے۔“..... سرداور نے کہا۔

”یہ آپ کی مہربانی ہے سرداور۔ بہر حال اب میں مطمئن ہو گیا ہوں کہ آپ کا ذہن صحیح کام کر رہا ہے۔“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سرداور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے اور عمران نے بھی مسکراتے ہوئے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر جب ایک گھنٹہ مزید گزر گیا اور کسی طرف سے بھی کوئی اطلاع نہ آئی تو عمران نے سامنے موجود ٹرانسمیٹر پر نائیگر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اسے آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور۔“..... عمران نے پار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے کافی دیر تک کال ہی اٹھنا کی گئی تو عمران کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پر لیس کر دیئے۔

”انکوائری پلیز۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہیں اور پھر ڈاکٹر عرفان نے میرا علاج کیا ہے اور میں ذہنی طور پر مجھے تفصیل بتاؤ۔“..... سرداور نے تیز تیز لمحے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران نے انہیں مختصر طور پر وہ کچھ بتا دیا جس سے وہ کسی حد تک مطمئن ہو سکتے تھے کیونکہ عمران کے مطابق اس وقت انہیں ذہنی طور پر مطمئن کرنا ضروری تھا۔

”تو تم نے میری جان بچانے کے لئے وہ آله انہیں واپس کر دیا ہے۔ ایسا کیوں کیا ہے تم نے۔ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ آج نہیں تو کل مر جاؤں گا لیکن وہ آله تو پاکیشیا کے مستقبل میں کام آتا۔“..... سرداور نے کہا تو عمران ان کے خلوص پر بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ کی زندگی پاکیشیا کے لئے ایسے ہزاروں آلات سے بھی زیادہ قیمتی ہے اور یہ بھی سن لیں کہ آپ کے اغوا ہونے سے چند گھنٹوں بعد سے لے کر آپ کے لیبارٹری پہنچنے تک آپ ہماری نظروں میں رہے ہیں۔ جہاں تک اس آئے کا تعلق ہے تو میں نے اس کو کھول کر اس کا مکمل ڈایا گرام تیار کر لیا ہے اور پھر دوبارہ وہ آله آسمبل کر کے انہیں دیا ہے اس لئے آئے کا مکمل فارمولہ، ڈایا گرام سمتیت میرے پاس موجود ہے۔ اس طرح تین کام بیک وقت ہو گئے۔ آپ بخیر و عافیت واپس آگئے۔ انہیں وہ آله مل گیا

اسے اغوا کر کے لے جاتا تو لامحالہ یہی جواب ملتا کہ وہ کمرے میں موجود نہیں ہے جبکہ اب کہا جا رہا ہے کہ وہ باقاعدہ کمرہ چھوڑ گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے اغوانہیں کیا گیا۔

”پھر نائیگر کہاں ہے۔ وہ کال بھی انڈنہیں کر رہا“..... عمران نے بڑھاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو عمران نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھایا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لمحے میں کہا۔

”جو لیا بول رہی ہوں سر“..... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”سر۔ پاؤ جو دشید انتظار کے صدر کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی تو میں نے کیپشن شکیل اور تنور کو روشن کالونی کی کوئی نمبر اٹھائیں کو چیک کرنے کے لئے بھیجا۔ ان کی کال آئی ہے کہ کوئی خالی ہے۔ البتہ وہاں ایسے آثار موجود ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں لوگ رہتے رہے ہیں“..... جولیا نے جواب دیا تو عمران کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔

”صدر کی کار وہاں موجود ہے یا نہیں“..... عمران نے سرد لمحے میں پوچھا۔

”لیں سر۔ صدر کی کار پارکنگ میں موجود ہے“..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”روز کلب کا نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دیا اور پھر ثون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”روز کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”آپ کے کلب میں مسٹر جشن رہائش پذیر ہیں۔ ان سے بات کر ادتبھئے۔ میرا نام وکثر ہے“..... عمران نے ایکریمین لمحے میں کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائس پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو سر“..... چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

”لیں“..... عمران نے کہا۔

”سر۔ مسٹر جشن نصف گھنٹہ پہلے کمرہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کہاں گئے ہیں۔ کیا آپ معلوم کر سکتی ہیں۔ مجھے ان سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے“..... عمران نے کہا۔

”سوری سر۔ ہمیں اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں سی ابھر آئی تھیں۔ اگر نائیگر

”انہیں کہو کہ تلاش جاری رکھیں۔ ویسے صدر بے حد ذمہ دار اور ہوشیار آدمی ہے۔ وہ خود ہی گیا ہے۔ کسی وقت تم سے رابطہ کر لے گا۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن اب اس کا ذہن گھونٹے لگ گیا تھا کیونکہ ٹائیگر، جسٹن سمیت غائب ہو چکا تھا۔ صدر، برائڈ اور اس کے ساتھیوں سمیت غائب تھا جبکہ بلیک زیر نے اس سے ابھی تک رابطہ نہیں کیا تھا۔ اس نے سراخا کر دیوار پر موجود کلاک کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر بلیک زیر کی فریکونسی ایڈ جسٹ کرنا شروع کر دی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور۔“..... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن جب کافی دیر تک کال اٹنڈہ ہی نہ کی گئی تو عمران نے ایک بار پھر طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”حیرت ہے۔ بہت ہی پراسرار طور پر غائب ہو گئے ہیں یہ سب۔“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے تحت اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”راتا ہاؤس۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ ٹائیگر پہنچا ہے یہاں۔“..... عمران نے کہا۔

”نو باس۔ ابھی تک کوئی بھی نہیں پہنچا۔ میں ان کا انتظار کر رہا ہوں۔“..... جوزف نے جواب دیا۔

”جیسے ہی کوئی پہنچے مجھے تم نے فوری اطلاع دینی ہے۔“..... عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”لیں باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔“..... جوزف نے انتہائی موبدانہ لمحے میں جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اب ظاہر ہے سوائے انتظار کرنے کے وہ اور کربھی کیا سکتا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بوتحہ سے اس نے چیف کو کال کر کے ساری پجوئیشن بتا دی تو چیف نے اسے ہدایت دی کہ وہ کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے خود اندر جا کر چینگ کرے اور پھر جولیا کو کال کر کے بے ہوش ہونے والے تمام افراد کو رانا ہاؤس منتقل کرنے کا انتظام کرے۔

چنانچہ صدر نے فون بوتحہ سے باہر آ کر کار کی سائیڈ سیٹ کے نیچے بننے ہوئے خانے سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا مخصوص پسل نکala اور کار کو لاک کر کے وہ اس کوٹھی کی سائیڈ گلی کی طرف بڑھنے لگا۔ وہاں سڑک پر کافی لوگ پیدل بھی آ جا رہے تھے۔ پھر صدر جیسے ہی گلی کا موز مڑا اچانک اس کی ناک سے ایک تیز لیکن ناماؤس سی بوٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریک پڑ گیا جیسے کیمرے کا شتر بند ہوتا ہے اور اب ہوش آنے کے بعد اس نے اپنے آپ کو ایک وسیع تھہ خانے میں کری پر رسیوں سے جکڑا ہوا بیٹھا پایا تھا۔ صدر اب اتنی بات تو بہر حال سمجھ گیا تھا کہ وہ برائڈ تعاقب کرتا ہوا دارالحکومت کی مضافاتی کالونی جسے روشن کالونی کہا جاتا تھا کی کوٹھی نمبر اٹھائیں پر پہنچا تھا۔ برائڈ اور جیکی کی کار اس کوٹھی میں داخل ہو گئی تھی اور صدر جب تعاقب کرتا ہوا اس کوٹھی کے گیٹ کے سامنے سے گزرا تو اسی وقت برائڈ اور جیکی کی کار کھلے چاٹک سے اندر داخل ہو رہی تھی تو اس نے کوٹھی میں چار پانچ مسلح افراد کو بھی دیکھا تھا اس لئے اس نے کوٹھی سے کچھ فاصلے پر موجود پارکنگ میں کار روکی اور پھر قریب ہی موجود پلک فون

چنانچہ اس نے رہا ہونے کے لئے اپنے ہاتھوں کو حرکت دینا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

صدر کا شعور بیدار ہوا تو وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ وہ روشن کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیں کے باہر ہونے کی بجائے ایک بڑے سے تھہ خانے میں کری پر رسیوں سے جکڑا ہوا بیٹھا ہے۔ اس کے ذہن میں فلمی مناظر کی طرح بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات گھومتے چلے گئے۔ وہ ویگار و ہوٹل سے برائڈ اور جیکی کا تعاقب کرتا ہوا دارالحکومت کی مضافاتی کالونی جسے روشن کالونی کہا جاتا تھا کی کوٹھی نمبر اٹھائیں پر پہنچا تھا۔ برائڈ اور جیکی کی کار اس کوٹھی میں داخل ہو گئی تھی اور صدر جب تعاقب کرتا ہوا اس کوٹھی کے گیٹ کے سامنے سے گزرا تو اسی وقت برائڈ اور جیکی کی کار کھلے چاٹک سے اندر داخل ہو رہی تھی تو اس نے کوٹھی میں چار پانچ مسلح افراد کو بھی دیکھا تھا اس لئے اس نے کوٹھی سے کچھ فاصلے

شروع کر دی اور اس کی انگلیوں نے گانٹھ کو کھولنے کی کوشش شروع کر دی لیکن کافی دیر تک کوشش کے باوجود اسے کوئی کامیابی نہ ہوئی تو اس نے کرسی کو جھکولے دے کر نیچے گرا کر توڑنے اور اس طرح رسیاں ڈھیلی کرنے کے بارے میں سوچا ہی تھا کہ اس تہہ خانے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور تین افراد تین کرسیاں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے صدر سے کچھ فاصلے پر تینوں کرسیاں ایک قطار میں رکھیں اور پھر تیزی سے ہٹ کر وہ دروازے کے قریب دیواروں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنے کاندھوں سے لٹکنے والی مشین گنیں اتار کر اپنے ہاتھوں میں لے لی تھیں۔ ان تینوں کے چہرے سخت اور سپاٹ تھے اور وہ ایسی نظر وہ صدر کو دیکھ رہے تھے جیسے صدر انسان ہونے کی بجائے کوئی اور مخلوق ہو۔

اب صدر سوچ رہا تھا کہ اسے کس طرح ان رسیوں سے نجات مل سکتی ہے لیکن کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ ان لوگوں نے اسے باندھا ہی اس انداز میں تھا کہ اس کے لئے معمولی سی حرکت کرنا بھی بظاہر ناممکن ہو گیا تھا۔ صدر کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آزاد تھیں۔ اس نے ان آزاد انگلیوں کی مدد سے کوئی گانٹھ تلاش کرنے اور اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن باندھنے والے نے شاید دانتہ اسے اس انداز میں باندھا تھا کہ اس کی انگلیاں کسی گانٹھ تک نہ پہنچ سکیں۔ چند لمحوں بعد خود بخود بند ہو جانے والا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دو مرد اور ایک عورت اندر داخل ہوئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ان کے عقب میں دروازہ ایک بار پھر خود بخود بند ہو گیا۔ صدر انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ ان میں سے ایک مرد براہم تھا جبکہ عورت جیکی تھی مگر دوسرا مرد صدر کے لئے اجنبی تھا۔ وہ تینوں آ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ درمیان والی کرسی پر عورت جبکہ اس کے دونوں اطراف میں دونوں مرد بیٹھ گئے تھے۔ لیکن صدر نے دوسرے اجنبی مرد کے بیٹھنے کے انداز سے ہی معلوم کر لیا تھا کہ وہ براہم اور جیکی کا ماتحت ہے کیونکہ وہ اس وقت تک کھڑا رہا تھا جب تک کہ یہ دونوں کرسیوں پر بیٹھنے کے تھے۔

”سنو۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور تم دیگارو ہوٹ سے ہمارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے اور یہ بھی سن لو کہ چاہے تم نے اپنے ساتھیوں کو ہماری کوٹھی کی نشاندہی فون یا ٹرانسمیٹر پر کر دی ہو تب بھی وہ یہاں تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ہم نے تمہیں اغوا کرتے ہی وہ کوٹھی فوری طور پر چھوڑ دی تھی اور اب ہم ایک مختلف کالوںی اور مختلف کوٹھی میں ہیں اس لئے اگر تم کسی کی آمد کے انتظار میں ہو تو یہ انتظار ترک کر دو۔“ براہم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ذہن میں بٹھا لو کہ میرا کوئی تعلق کسی سروس سے نہیں ہے۔ میرا تعلق پیش پولیس سے ہے اور یقیناً اگر تم نے میری تلاشی لی ہو گی تو میری جیب سے تمہیں پیش پولیس کا سرکاری کارڈ مل گیا ہو گا۔ دوسری بات یہ بھی ذہن نشین کر لو کہ میرا

”برائڈ۔ یہ آدمی بے حد تربیت یافتہ ہے۔ جب تک تم اس کی کھال نہ اتنا روگے یہ کچھ نہیں بتائے گا۔“..... اچانک ساتھ پیٹھی ہوئی عورت نے منہ بگاڑ کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے جیکی۔ لیکن پہلے چند ابتدائی باتیں ہو جائیں۔ یہ چاہے جتنا بھی تربیت یافتہ ہو بہر حال رسیبوں کی گرفت سے آزاد نہیں ہو سکتا اور ہو بھی جائے تب بھی اپنی ہڈیاں تزویے گا۔“..... برائڈ نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو۔“..... جیکی نے کہا۔

”تمہارا نام کیا ہے۔“..... برائڈ نے صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”صدر سعید۔“..... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس کا ذہن ساتھ ساتھ مسلسل یہاں سے رہائی اور برائڈ اور جیکی کو بے ہوش کر کے رانا ہاؤس منتقل کرنے کے بارے میں تجویزیں سوچ رہا تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ کوئی ایک تجویز بھی اس کے ذہن میں نہ آ رہی تھی۔

”تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اپنے چیف اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں تفصیل خود ہی بتا دو۔ ہم نے اپنا ملکیتی آں تو پاکیشیا سے واپس حاصل کر لیا لیکن ایک اہم فارمولہ تمہارے بناتے ہوئے کہا۔“..... برائڈ نے کہا۔

”جس طرح تم نے آں واپس حاصل کیا تھا اس کے ساتھ ہی کہا۔“

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

مقصد تمہیں یا تمہارے ساتھیوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچانا نہیں تھا ورنہ اگر ایسا ہوتا تو ویگار و ہوٹل سے دارالحکومت کے درمیان طویل فاصلے کے دوران تم دونوں کو آسانی سے پکڑا جا سکتا تھا اور جس طرح تم نے مجھے یہاں باندھ کر بٹھا رکھا ہے اس طرح تم دونوں کو بھی پیش پولیس ہیڈ کوارٹر لے جایا جاتا اور وہاں جا کر تم دونوں بڑی آسانی سے اپنے ساتھیوں اور ان کی رہائش گاہ کے بارے میں منہ کھول دیتے لیکن حکومت صرف اتنی بات چاہتی تھی کہ حکومت نے جو ذیل کی ہے اس میں کوئی گڑبڑ کسی بھی سطح پر نہ ہو سکے۔

جب تم پاکیشیا سے چلے جاتے تو ہماری ڈیوٹی بھی ختم ہو جاتی۔“..... صدر نے بڑے اعتماد بھرے لمحے میں برائڈ کی طرح مسلسل بولتے ہوئے جواب دیا۔

”ایسے کارڈ تو ہر ایجنٹی کے افراد کے پاس ہوتے ہیں۔ البتہ تمہاری جیب سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے کپسول فائر کرنے والا پسل بھی برآمد ہوا ہے اور تم جس جگہ سے اخوا کئے گئے ہو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم یہ گیس کوئی میں فائر کرنا چاہتے تھے اور پیش پولیس والے ایسے کام نہیں کیا کرتے۔“..... برائڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہاری اپنی مرضی ہے کہ تم جو چاہو سوچتے رہو۔ جو حقیقت تھی وہ میں نے بتا دی ہے۔“..... صدر نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

پر آمادہ ہو گیا ہوں کہ تم بہر حال کسی سرکاری ایجنسی کے آدمی ہو۔  
کسی مجرم تنظیم سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔..... صدر نے جواب  
دیتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ جو میں نے کہہ دیا ہے وہ فائل ہے اور اب مجھے جیکی  
کی بات پر یقین آ گیا ہے کہ تم صرف وقت گزاری کے لئے یہ  
سب باشیں کر رہے ہو یا دوسرے لفظوں میں تم ہمیں احمد بنانے پر  
تلے ہوئے ہو اس لئے میں تمہیں صرف ایک منٹ دیتا ہوں۔ اگر تم  
نے ایک منٹ کے اندر سب کچھ بتا دیا تو ٹھیک ورنہ میرا آدمی  
آرٹھر تمہارے پورے جسم پر خبر سے زخم ڈال کر ان پر سرخ مرچیں  
چھڑک دے گا۔ بولو۔..... برائذ نے انتہائی فاخرانہ لمحے میں کہا۔

”میں نے کارسوما کی تربیت لی ہوئی ہے مسٹر برائذ اس لئے  
تمہارے کسی تشدد کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ زیادہ سے زیادہ تم  
مجھے ہلاک کر دو گے۔ کر دو۔ میں نے صرف تمہیں سرکاری ایجنسی کا  
آدمی سمجھتے ہوئے سب کچھ بتانے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ تم نہیں  
ماتنتے تو جو تمہاری مرضی آئے کر لو۔ تم میری زبان نہیں کھلوا سکو  
گے۔..... صدر نے سرد لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر بہتر ہے کہ تمہیں ختم کر دیا جائے۔..... برائذ نے کہا اور  
اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسل نکال کر اس کا رخ  
صدر کی طرف کر دیا۔

”مجھے ہلاک کرنے سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا۔..... صدر نے اسی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

فارمولے کی ڈیماند بھی کر دیتے تھے۔..... صدر نے جواب دیا اور اس  
کے ساتھ ہی جس طرح کمرے کی فلیش گھپ اندھیرے میں چمکتی  
ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی رسیوں سے رہائی کے لئے  
ایک تجویز آ گئی تھی۔

”یہ ہمارے چیف کا کام ہے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیا سوچتا  
ہے۔ جو میں نے پوچھا ہے تم وہ بتاؤ۔..... برائذ کا لہجہ سرد ہو گیا۔

”میں سب کچھ ایک شرط پر بتا سکتا ہوں۔..... صدر نے کہا تو  
برائذ کے ساتھ ساتھ جیکی اور اس کے ساتھ بیٹھا ہوا دوسرا آدمی بھی  
بے اختیار چونک پڑا۔

”کیسی شرط۔..... برائذ نے چونک کر پوچھا۔

”تمہارے اور تمہاری بیوی کے علاوہ باقی افراد کو کمرے سے  
باہر بھجوادو اور دروازہ اندر سے لاک کر دو۔..... صدر نے انتہائی  
سبزیدہ لمحے میں کہا۔

”سوری۔ یہ سب میرے سیکشن کے افراد ہیں اور ہمیں ان پر  
مکمل بھروسہ ہے۔..... برائذ نے قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ میں رسیوں میں جکڑا ہوا ہوں۔ تم بے  
شک رسیاں چیک کرالو۔ ظاہر ہے میں سوائے زبان کو حرکت دینے  
کے اور کوئی حرکت نہیں کر سکتا۔ دوسری بات یہ کہ جو کچھ تم پوچھنا  
چاہتے ہو یہ ایسا سیکرٹ ہے جس کے پچھے پوری دنیا پاگل ہو رہی  
ہے اور آج تک کامیاب نہیں ہو سکی اور میں تمہیں اس لئے بتانے

طرح اعتماد بھرے لجھے میں کہا۔  
”اگر تم نہیں بتاؤ گے تو پھر آخری حل تو یہی ہے کہ تمہارا خاتمہ  
کر دیا جائے“..... برائذ نے کہا۔

”میں تو بتانے کے لئے تیار ہوں لیکن تمہارے ماتھوں کے  
سامنے نہیں“..... صدر نے جواب دیا تو برائذ نے بے اختیار ایک  
طویل سانس لیا اور مشین پسلل واپس جیب میں رکھ کر وہ جیکی کے  
ساتھ بیٹھے ہوئے آرٹھر سے مخاطب ہوا۔

”آرٹھر“..... برائذ نے کہا۔

”لیں باس“..... آرٹھر نے چونک کر کہا۔

”اس آدمی کی رسیاں چیک کرو“..... برائذ نے کہا تو آرٹھر ایک  
جھٹکے سے اٹھا اور صدر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے واقعی بڑے محتاط  
انداز میں رسیاں چیک کیں اور پھر واپس برائذ اور جیکی کی طرف  
بڑھ گیا۔

”آل ازا کے باس“..... آرٹھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم اپنے آدمیوں کو لے کر باہر چلے جاؤ“۔  
برائذ نے کہا۔

”لیں باس“..... آرٹھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے  
دروازے کے قریب موجود تینوں مسلح افراد کو بھی باہر جانے کا اشارہ  
کر دیا۔ آرٹھر کے بعد وہ تینوں بھی تہہ خانے سے باہر جا چکے تھے۔  
”جیکی۔ تم دروازے کو اندر سے لاک کر دو“..... برائذ نے

ساتھ بیٹھی ہوئی جیکی سے کہا۔

”یہ سب کیا ہو رہا ہے برائذ۔ مجھے لگتا ہے کہ ہمیں بے دوقوف  
بنایا جا رہا ہے“..... جیکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں ہو گا۔ تم فکر مت کرو“..... برائذ نے مسکراتے ہوئے  
کہا تو جیکی اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی اور پھر اس نے  
دروازے کو اندر سے لاک کر دیا اور پھر واپس آ کر برائذ کے ساتھ  
والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

”اب تو تمہاری شرط پوری ہو گئی ہے۔ اب بولو“..... برائذ نے  
کہا۔

”مجھے تھوڑا سا پانی پلا دو۔ سخت پیاس کی وجہ سے میرے حلق  
میں کانٹے سے پڑ رہے ہیں۔ مجھ سے درست طور پر بولا بھی نہیں  
جا رہا“..... صدر نے کہا۔

”یہ آخر تم کیا کر رہے ہو۔ کیا تم پاگل ہو۔ کیا تمہارا خیال ہے  
کہ تم ان رسیوں سے آزاد ہو جاؤ گے اور کیا تمہارا خیال ہے کہ اگر  
تم کسی طرح آزاد بھی ہو جاؤ تو تم میرا اور جیکی کا مقابلہ کر سکو گے۔  
ہم دونوں نے مارشل آرٹ میں بلیک بیٹ لی ہوئی ہے“..... برائذ  
نے اس بار غصیلے لجھے میں قدرے چیختے ہوئے کہا۔

”میں نے صرف پانی ہی مانگا ہے۔ یہ تو نہیں کہا کہ تم میری  
رسیاں کھول دو۔ آخر تمہیں غصہ کس بات پر آ رہا ہے“..... صدر  
نے بڑے حصوم سے لجھے میں کہا تو برائذ ایک جھٹکے سے اٹھا اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ایک سائیڈ پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھوئی تو اس کے سب سے نچلے خانے میں پانی کی بھری ہوئی بوتلیں موجود تھیں۔ جیکی ہونٹ پہنچنے کری پر خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر الجھن نمایاں تھی۔ یقیناً اسے بھی صدر کی فرمائیں سمجھ میں نہ آ رہی تھیں۔ برائڈ نے صدر کے قریب آ کر بوتل کا ڈھلن کھول کر ایک طرف پھینکا اور بوتل صدر کے منہ سے لگا دی۔ صدر نے اس طرح پانی پینا شروع کر دیا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے کہ اچانک صدر نے اپنے پیروں پر زور دے کر لکڑی کی اس کری کو زور دار جھٹکے سے پچھے کی طرف جھکولا دیا۔ اس کے اچانک اس طرح کرنے سے بوتل صدر کے منہ سے نکل گئی اور اس میں سے پانی نیچے گرنے لگا جسے روکنے کے لئے برائڈ نے ہاتھ اوپھا کیا ہی تھا کہ اچانک وہ چیختا ہوا فضا میں اٹھا اور گھوم کر عقبی دیوار سے ایک دھماکے سے جاٹکرایا اور پھر چیختا ہوا عین اس وقت نیچے فرش پر گرا جب صدر کری سمیت پہلے ہی فرش پر گر چکا تھا۔ صرف دو چار لمبوں کا ہی فرق پڑا تھا۔ صدر پہلے نیچے گرا اور پھر برائڈ چیختا ہوا اس کے سینے پر آ گرا تھا۔ نیچے گرتے ہی برائڈ نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے صدر کی دونوں ٹانگیں اس کی طرف مڑیں اور اس کے سینے پر پڑے ہوئے برائڈ کی پشت پر اس کے دونوں بوٹوں کی ٹوٹ پوری قوت سے پڑیں اور کمرہ برائڈ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا جبکہ جیکی اس دوران چیختی ہوئی کری

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سے اٹھی اور دوڑتی ہوئی ان کی طرف بڑھی لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے صدر برائڈ کی پشت پر ضربات لگا چکا تھا اور برائڈ چیختا ہوا پلٹ کر سائیڈ میں فرش پر جا گرا تھا۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا تمہیں۔ کیا ہوا ہے“..... جیکی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں چیخ کر فرش پر پڑے پھر کتے ہوئے برائڈ کی طرف لپکتے ہوئے کہا لیکن جیسے ہی وہ قریب پہنچی صدر کا بندھا ہوا جسم یلکھت کری سمیت اچھلا اور جیکی چیختی ہوئی اچھل کر سائیڈ پر جا گری جبکہ صدر دوبارہ ایک دھماکے سے فرش پر کری سمیت جا گرا۔ جیکی نیچے گر کر یلکھت ہی بھلی کی سی تیزی سے اٹھی اور کسی خونخوار بیل کی طرح غراتی ہوئی فرش پر ساکت پڑے ہوئے برائڈ کو چلانگتی ہوئی فرش پر کری سمیت پڑے ہوئے صدر پر جھپٹی ہی تھی کہ صدر کی دونوں ٹانگیں بھلی کی سی تیزی سے اوپر کو اٹھیں اور کمرہ جیکی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا لیکن چیخ آخر میں اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی تھی اور وہ ایک دھماکے سے فرش پر گری اور ساکت ہو گئی۔ صدر نے ٹانگیں اٹھا کر اس کی گردن میں قیچی کی طرح ڈال کر اپنے جسم کو کری سمیت مخصوص انداز میں گھما دیا تھا جس کے نتیجے میں جیکی کی گردن ٹوٹنے سے تو نیچے گئی البتہ زور دار جھٹکے کی وجہ سے اس کا دم گھٹ گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر گئی جبکہ دونوں بوٹوں کی ٹوٹ پوری قوت سے پڑیں اور کمرہ برائڈ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا جبکہ جیکی اس دوران چیختی ہوئی کری

صدر کی کری ٹوٹ چکی تھی اور رسیاں خاصی ڈھیلی پڑ گئی تھیں

اس لئے اب صدر نے ان رسیوں سے نجات حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ ان رسیوں سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے ٹوٹی ہوئی کرسی سے رسیاں علیحدہ کیں اور پھر ان رسیوں کی مدد سے اس نے برائڈ اور جیکی دونوں کو اٹھا کر ان کے ہاتھ اور پنڈلیاں باندھیں اور پھر اس نے برائڈ کی جیب سے مشین پسل نکال لیا۔ اس کا چمپیر چیک کر کے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر اس نے باہر جhana کا۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے اختتام پر سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے اختتام پر دروازہ تھا جو آدھے سے زیادہ کھلا ہوا تھا اور اس میں سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ سب آوازیں مردانہ تھیں۔

صدر بیکی طرح دبے پاؤں سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ اس نے آدھے بند دروازے کی اوٹ لی تو اسے احساس ہوا کہ آنے والی آوازیں اس کمرے سے نہیں بلکہ اس کمرے کی دوسری طرف برآمدے سے آ رہی ہیں۔ اس نے ایک نظر کمرے میں ڈالی۔ کمرہ واقعی خالی تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا اور پھر کمرے کے دوسرے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب آوازیں خاصی بلند ہو گئی تھیں اور بولنے والے صدر کے بارے میں ہی کہنس کر رہے تھے۔ اب صدر کو معلوم ہو گیا تھا کہ برآمدے کی دوسری طرف ایک

اور کمرہ تھا اور یہ آوازیں اس کمرے سے آ رہی تھیں۔ اس نے سر باہر نکلا تو چونکہ پڑا کیونکہ اس نے چار مسلح افراد کو باائیں طرف کچھ فاصلے پر برآمدے میں کھڑے دیکھا لیکن یہ برآمدے کا اختتام تھا۔ اس کے سامنے صحن تھا اور ان چاروں کا رخ صحن کی طرف تھا جبکہ کمرے میں سے آنے والی آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والوں کی تعداد تین ہے۔ صدر نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر تیزی سے مشین پسل نکال کر اس نے اس کا رخ کھلے برآمدے میں کھڑے چاروں مسلح افراد کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چاروں چیختے ہوئے نیچے گرے تو صدر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر باہر نکلا اور سامنے والے کمرے کے دروازے کی سائیڈ میں جا کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا“..... اسی لمحے چیختی ہوئی آوازیں کمرے میں سنائی دے رہی تھیں۔ سب آوازیں مردانہ تھیں۔ صدر بیکی طرح دبے پاؤں سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ آئے۔ ان کا رخ اسی طرف تھا جدھران کے ساتھی برآمدے کے فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے اور صدر نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور دوڑ کر آگے بڑھتے ہوئے وہ تینوں افراد بھی چیختے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ صدر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے پوری کوٹھی کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ اسے ان افراد کی طرف سے کوئی فکر نہ تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جس طرح اس نے ان پر فائز کیا ہے گولیاں بہر حال ان کے دلوں تک لازماً پہنچ گئی ہوں گی اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”ہمارے پاس اشیش ویگن ہے۔ تنویر تم ویگن اندر لے آو۔ تھی کہ گولیوں کی آوازیں سن کر ارد گرد کے ہمایے پولیس کو اطلاع نہ کر دیں لیکن جب کوئی اور آدمی اسے کوئی میں نہ ملا تو وہ دوڑتا ہوا واپس اس جگہ گیا جہاں چار آدمی کھڑے تھے جن پر صدر نے پہلے فائز کھولا تھا۔ وہ انہیں وہاں سے ہٹا کر اوٹ میں کرنا چاہتا تھا تاکہ باہر سے وہ کسی کو نظر نہ آ سکیں۔

”آؤ میرے ساتھ۔ ہم انہیں تھہ خانے سے باہر اٹھا لائیں۔“ صدر نے کہا اور پھر وہ کیپشن شکیل کو ساتھ لے کر تھہ خانے میں پہنچا تو وہاں برائڈ اور جیکی دونوں ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ”لگتا ہے بڑی خوفناک جدوجہد ہوئی ہے۔ کیا ہوا تھا؟“ کیپشن شکیل نے ماحول کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”راستے میں بات ہو گی۔ ابھی یہاں سے نکلو۔“ صدر نے کہا تو کیپشن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر صدر نے آگے بڑھ کر برائڈ کے ہاتھوں اور ٹانگوں سے بندھی ہوئی رسی کھول دی۔ اسے معلوم تھا کہ اس نے ضربات لگا کر برائڈ کی ریڑھ کی ہڈی کا وہ مہرہ اپنی جگہ سے کھسکا دیا ہے جس کی وجہ سے اب برائڈ اس وقت تک حرکت نہ کر سکتا تھا جب تک وہ مہرہ دوبارہ اپنی جگہ پر نہ کر دیا جائے۔ البتہ اس نے اس وقت اسے رسی یہی سوچ کر باندھی تھی کہ وہ اس وقت تک کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا جب تک اس کوئی میں موجود باقی مسلح افراد کا خاتمہ نہ ہو جائے۔ جیکی ابھی تک بے ہوش تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں برائڈ اور جیکی کو اٹھائے باہر آئے تو تنویر اشیش ویگن کوئی کے اندر لے آیا تھا۔ صدر اور کیپشن شکیل نے برائڈ اور جیکی کو دیگن میں ڈال دیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ان کے نجع جانے کا ایک فیصلہ سکوپ بھی نہ رہا تھا۔ البتہ اسے یہ فکر تھی کہ گولیوں کی آوازیں سن کر ارد گرد کے ہمایے پولیس کو اطلاع نہ کر دیں لیکن جب کوئی اور آدمی اسے کوئی میں نہ ملا تو وہ دوڑتا ہوا واپس اس جگہ گیا جہاں چار آدمی کھڑے تھے جن پر صدر نے پہلے فائز کھولا تھا۔ وہ انہیں وہاں سے ہٹا کر اوٹ میں کرنا چاہتا تھا تاکہ باہر سے وہ کسی کو نظر نہ آ سکیں۔

”ارے۔ یہ تو صدر ہے۔“ اچانک اسے تنویر کی آواز دور سے سنائی دی تو اس نے چونک کر دیکھا اور پھر اسے پھانک کے قریب موجود درخت پر سے تنویر نیچے اترتا ہوا دکھائی دیا۔ دوسرے لمبے تنویر نے باہر جانے کی بجائے اندر چھلانگ لگا دی۔

”tnovir تم۔ تم یہاں۔“ صدر نے حیرت بھرے لمبے میں کہا اور دوڑ کر اس کی طرف بڑھ گیا۔

”کیپشن شکیل باہر موجود ہے۔“ تنویر نے کہا اور دوڑ کر اس نے چھوٹا پھانک کھول دیا۔ دوسرے لمبے کیپشن شکیل بھی اندر آ گیا۔

”یہ کون سی جگہ ہے۔“ صدر نے پوچھا۔

”یہ روشن کالونی ہی ہے لیکن یہ کوئی نمبر اٹھائیں نہیں ہے بلکہ اس سے دو کوٹھیاں چھوڑ کر تیسرا کوٹھی ہے۔“ تنویر نے جواب دیا۔

”اندر برائڈ اور جیکی بے ہوش پڑے ہیں۔ تم کار اندر لے آو۔“

ہم نے فوراً ان دونوں کو یہاں سے اٹھا کر رانا ہاؤس پہنچانا ہے۔ جلدی کرو۔ کسی بھی لمبے پولیس یہاں آ سکتی ہے۔“ صدر نے کہا۔

”میری کار تو باہر موجود ہو گی“..... صدر نے کہا۔

”ہاں۔ ہم نے دیکھی ہے۔ وہ پارکنگ میں موجود ہے۔“ کیپشن شکل نے کہا۔

”تم دونوں انہیں لے کر راتا ہاؤس پہنچو میں اپنی کار میں آ رہا ہوں“..... صدر نے کیپشن شکل سے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا ویگن میں سوار ہو گیا۔ صدر نے آگے بڑھ کر پھانک کھول دیا جسے شاید تنور نے ویگن اندر لے آنے کے بعد دوبارہ بند کر دیا تھا تاکہ باہر سے انہیں کوئی چیک نہ کر سکے۔ جب ویگن باہر جا کر سائیڈ پر مڑ گئی تو صدر نے پھانک بند کیا اور پھر دوڑتا ہوا واپس کوٹھی میں آ گیا۔ اسے اب اپنے سامان کی تلاش تھی جس میں مشین پسل، گیس پسل اور اس کا پیش پولیس کا رد تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک الماری سے اسے یہ ساری چیزیں مل گئیں تو اس نے انہیں اٹھا کر جیب میں ڈالا اور چند لمحوں بعد وہ چھوٹے پھانک کو باہر سے بند کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس طرف کو بڑھا چلا جا رہا تھا جہاں پارکنگ میں اس کی کار موجود تھی۔ پولیس ابھی تک نہ پہنچی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ پولیس تک فارنگ کی اطلاع نہیں پہنچ سکی اور ایسا ہونا کوئی تعجب خیز بات نہ تھی کیونکہ ایسی کالوینیوں کے رہائشی کسی مسئلے میں الجھنا ہی نہیں چاہتے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
P  
L  
•  
C  
O  
M

ٹائیگر روز کلب کی لابی میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب وہ جشن کو اس بھرے پرے کلب میں سے کس طرح انداز کر کے لے جائے۔ اس نے دانستہ عمران سے کہا تھا کہ وہ اکیلا ہی جشن کو لے آئے گا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران نے جوانا کو بھیج دینا ہے اور یہاں خاصی بڑی قتل و غارت ہو جانی ہے اور چونکہ وہ اصل شکل میں تھا اس لئے سب لوگ پہچان جائیں گے کہ اس قتل و غارت کا ذمہ دار ٹائیگر ہے لیکن اب وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ اچانک دو لمبے قد اور بھاری جسموں کے افراد تیز تیز قدم اٹھاتے لابی میں داخل ہوئے اور پھر وہ دونوں ٹائیگر کی سائیڈوں پر کھڑے ہو گئے۔

”خبردار۔ ایک لمحے میں اڑا دیں گے۔ اٹھ کر باہر چلو“۔ ایک آدمی نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم مارٹن کے کتے۔ تم نائیگر کو کہہ رہے ہو۔"..... نائیگر نے یکنخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے ایک آدمی کا ہاتھ لہرا�ا اور اس کے ساتھ ہی نائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دم گھٹ گیا ہو اور اس کے ذہن پر یکنخت تاریک چادری پھیلتی چلی گئی۔ پھر جب اس کے تاریک ذہن پر روشنی نمودار ہوئی اور اس کی آنکھیں کھلیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں دیوار کے ساتھ زنجروں سے جکڑا ہوا تھا۔ اس کے سامنے کرسیوں پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور انہیں دیکھتے ہی نائیگر پہچان گیا کیونکہ ان میں سے ایک جشن تھا جبکہ دوسرा مارٹن تھا۔ مارٹن کلب کا مالک اور جزل منیر۔ جو نائیگر کا دوست بھی تھا اور نائیگر کو معلوم تھا کہ وہ اسلحہ کی غیر قانونی اسمگلنگ میں ملوث ہے لیکن یہ عامیں سی بات تھی اس لئے نائیگر نے کبھی اس کے خلاف کارروائی نہ کی تھی جبکہ ان دونوں کے پیچھے تھوڑے سے فاصلے پر مشین گنوں سے مسلح دو آدمی کھڑے تھے جبکہ ایک لمبے قد بھاری جسم اور مکمل طور پر گنجائی آدمی ہاتھ میں کوڑا اٹھائے جلا دوں کے انداز میں کھڑا تھا۔

نائیگر نے ایک لمحے میں ساری صورت حال چیک کر لی اور وہ فوراً سمجھ گیا کہ اسے جشن نے مارٹن کے ذریعے روز کلب سے انغو کرایا ہے اور اس طرح مارٹن کے سامنے آنے کے بعد ظاہر ہے اتنی بات تو وہ بھی سمجھتا تھا کہ اب مارٹن اسے یہاں سے زندہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

واپس نہ جانے دے گا۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی کلائیوں پر موجود فولادی کڑوں پر اپنی انگلیاں پھیرنا شروع کر دیں تاکہ بُن تلاش کر کے وہ انہیں بروقت کھول سکے اور چند لمحوں بعد وہ بُن تلاش کر چکا تھا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ جس وقت چاہے گا وہ ان زنجروں سے آزادی حاصل کر لے گا۔

"تمہارا نام نائیگر ہے اور تم علی عمران کے شاگرد ہو۔ وہ علی عمران جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔"..... جشن نے تیز لمحے میں نائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اور تمہارا نام جشن ہے اور تم نے مارٹن کو کہہ کر مجھے روز کلب سے انغو کرایا ہے۔ اگر مجھے ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ مارٹن یہ کام کرے گا تو پھر نہ مارٹن کہیں نظر آتا اور نہ ہی اس کے آدمی اور اب بھی ایسا ہی ہو گا۔"..... نائیگر نے انتہائی سخت لمحے میں کہا۔

"تم یہاں سے زندہ باہر جاؤ گے تو کچھ کرو گے۔ ویسے اگر تم میرے آدمیوں کو نہ پہچانتے تو شاید میں سامنے ہی نہ آتا۔" مارٹن نے منہ بنا کر ظفریہ لمحے میں کہا۔

"سنو۔ اگر تم بتا دو کہ تم میری نگرانی کب سے اور کیوں کر رہے ہو تو شاید میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں۔"..... جشن نے کہا۔

"زندگی اور موت تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے اس لئے یہ بات چھوڑو۔ باقی رہی تمہاری نگرانی کرنے والی بات تو ظاہر ہے تم جو

کھیل یہاں کھیل رہے ہو وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ میں نے تمہارے فون بھی ٹیپ کر کے عمران تک پہنچائے ہیں۔..... ٹائیگر نے جواب دیا تو جشن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکخت کھچاو سا پیدا ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔

”کون سے فون“..... جشن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔  
”وہی جن کا تعلق اسرائیلی خلائی سیارے سے ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیا تو جشن کا چہرہ حیرت سے بگڑ سا گیا۔

”تمہیں کیسے یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کا تعلق اسرائیلی خلائی سیارے سے ہے“..... جشن نے یقین نہ آنے والے لمحے میں پوچھا۔

”یہ کام میرے استاد علی عمران کا ہے“..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ پھر تو تمہارے اس استاد کا بھی فوری خاتمہ کرنا ہو گا“..... جشن نے کہا۔

”تم اپنی جان بچانے کی فکر کرو جشن“..... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے ظریہ لجھے میں کہا۔

”تمہیں اب فوری طور پر بتانا ہو گا کہ تمہارا استاد اس وقت کہاں ہے کیونکہ اس کے فلیٹ پر تالا لگا ہوا ہے“..... جشن نے یکخت تیز لجھے میں کہا۔

”تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں اس سے ملوا دیتا ہوں“۔ ٹائیگر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مارٹن۔ اس سے الگوا سب کچھ“..... جشن نے ساتھ بیٹھے ہوئے مارٹن سے کہا۔

”میں نے تو آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ انتہائی سخت جان آدمی ہے۔ یہ آسانی سے کچھ نہیں بتائے گا لیکن مورثی اب اس کی روح سے سب کچھ الگوائے گا“..... مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس کوڑا بردار سے مخاطب ہو گیا۔

”مورثی۔ اس کی کھال او ہیز دو۔ ہڈیاں توڑ دو۔ اس کی روح سے سب کچھ الگواو“..... مارٹن نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں باس“..... اس گنجے کوڑا بردار نے جواب دیا اور پھر وہ کوڑے کو ہوا میں جھنکتے ہوئے ٹائیگر کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے اپنی کلائیوں کے گرد موجود فولادی کڑوں کے ہنونوں کو پرلیں کرنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ محسوس کر کے اس کا ذہن بھک سے اڑ گیا کہ ان ہنونوں کو باقاعدہ کسی ہتھوڑے سے کوٹ کر ان کے سرے پھیلا دیئے گئے تھے اور اب وہ ہنون کی صورت دب نہ سکتے تھے۔

”رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ“..... ٹائیگر نے یکخت چیختے ہوئے کہا۔

”رک جاؤ مورثی لیکن وہیں کھڑے رہو“..... مارٹن نے بڑے

فاخرانہ لجھے میں کہا تو مورٹی وہیں ایک سائیڈ پر ہو کر کھڑا ہو گیا۔  
ٹائیگر کو معلوم تھا یہ رکاوٹ عارضی ہے۔ اس نے یہ سب اس لئے  
کیا تھا کہ وہ بازوں کو آزاد کرنے کا کوئی اور طریقہ اس دوران  
سونچ سکے۔ اس نے دونوں بازوں کو آگے کی طرف جھکتا تاکہ وہ  
دیوار میں موجود باکس کو باہر نکال سکے لیکن اس کی یہ کوشش بھی بے  
سود رہی۔ البتہ ایک امید جاگ اٹھی تھی۔ اس کے ہاتھوں کو آگے کی  
طرف جھکتا دینے سے اس کے دونوں ہاتھ ان کڑوں سے کچھ نیچے  
کھک آئے تھے۔ شاید مسلسل بازو اونچے رہنے کی وجہ سے دباؤ  
پڑا تھا اور اس دباؤ کی وجہ سے کلائیوں میں ہلکا سا پسینہ آ گیا تھا  
اور یقیناً اس پسینے کی وجہ ہی تھی کہ اس کی کلائی فولادی کڑے میں  
کسی حد تک باہر آ گئی تھی۔ ٹائیگر نے فوراً ہی اپنی مٹھیاں اس  
انداز میں بند کر لیں جیسے عورتیں چوڑیاں پہننے کے لئے ہاتھ کو بند  
کرتی ہیں۔

”ہا۔ پولو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔“  
ٹائیگر نے جشن سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے  
اپنے دونوں ہاتھوں کو اور آگے کی طرف کر کے مزید دباؤ ڈالنا  
شروع کر دیا۔

”تمہارا استاد علی عمران کہاں ہے اس وقت۔ اور سنو۔ کوئی غلط  
بات بتانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہیں اپنی بات کنفرم بھی کرانا  
ہوگی۔“..... جشن نے تیز اور درشت لجھے میں کہا۔

”مجھے فون کر کے معلوم کرنا پڑے گا۔ اب مجھے الہام تو نہیں  
ہوتا کہ میں تمہیں بتا سکوں۔“..... ٹائیگر نے کہا۔ اس کے دونوں  
ہاتھ آہستہ آہستہ باہر کو کھک رہے تھے۔

”مورٹی۔ شروع ہو جاؤ۔“..... یکنخت مارٹن نے کہا اور ٹائیگر  
کے پاس کھڑے مورٹی کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا  
اور ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے ایسے محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں  
آگ کی لہر اوپر سے نیچے تک دوڑتی چلی گئی ہو۔ کوڑے کی خوفناک  
ضرب نہ صرف اس کے کوٹ اور قمیض کو پھاڑ ڈالا تھا بلکہ اس  
کی کھال تک کوڑخی کر دیا تھا۔ اس مورٹی کے جسم میں واقعی جنگلی  
بھنسنے جیسی طاقت تھی۔ اس کا بازو دوبارہ گھوما لیکن پہلی ضرب کی  
وجہ سے جوزوردار جھنکا ٹائیگر کے جسم کو لگا تھا اس جھنکے کی وجہ سے  
اس کے دونوں ہاتھ کڑوں سے خاصے باہر کو کھک آئے تھے۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔“..... ٹائیگر نے  
یکنخت ہڈیانی انداز میں چھنتے ہوئے کہا تو مارٹن نے ہاتھ اٹھا کر  
مورٹی کو دوسری ضرب لگانے سے روک دیا اور مورٹی نے بڑی  
مشکل سے اپنا گھومتا ہوا ہاتھ روکا تھا۔

”اب آخری بار کہہ رہا ہوں۔ سچ بتا دو۔“..... اس بار مارٹن نے  
سخت لجھے میں کہا لیکن دوسرے لمحے چھنکوں کی آوازوں کے  
ساتھ ہی دونوں فولادی کڑے مع زنجیروں کے عقبی دیوار سے جا  
نکل رئے اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس پچھوئیش کو سمجھتا کوڑا بردار

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

گنجائختا ہوا اچھل کر پشت کے مل نیچے جا گرا اور اس کے ساتھ ہی فضا میں شرداپ کی آواز گنجی اور کرہ جشن کے منہ سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ کوڑے کی ری اس کے سر کے گرد پٹ گئی تھی اور اس کی گردن پر نمایاں زخم پڑ گیا تھا۔ اسی لمحے تر تر اہٹ کی آواز گنجی اور ٹائیگر چختا ہوا اچھل کر ایک طرف جا گرا۔ اس کے پہلو میں گولیاں لگی تھیں۔ یہ فارنگ مارٹن نے کی تھی جس نے اچانک پسل نکال لیا تھا لیکن ٹائیگر نیچے گرتے ہی اچھل کر پوری قوت سے اس طرح مارٹن سے جا نکلا�ا جیسے کیرم بورڈ پر سڑا ٹائیگر پوری قوت سے گوٹ سے جا نکلاتا ہے اور مارٹن چختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ ٹائیگر اس سے بھی زیادہ تیزی سے سائیڈ سے اچھلا اور اس طرح اچانک اچھلنے کی وجہ سے وہ عقبی طرف کھڑے تین مشین گن برداروں میں سے ایک کی چلانی ہوئی گولیوں سے نہ صرف نیچ نکلا بلکہ اس طرح اچانک اچھل کر اس نے ایک مشین گن بردار کو نکلر مار کرنہ صرف نیچے گرایا بلکہ اس کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹتا ہوا وہ الٹی قلا بازی کھا کر ان کے عقب میں دیوار کی جڑ میں اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس نے یہ ساری اچھل کو اس انداز میں یہاں بیٹھنے کے لئے کی ہو۔ یہ سب کچھ صرف پلک جھسکنے میں ہو گیا تھا۔

ٹائیگر کے پہلو سے خون مسلسل نکل رہا تھا اور بار بار اس کے ذہن پراندھیرے شب خون مار رہے تھے لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ ایسے لمحات اس کے لئے زندگی اور موت کے لمحات ہیں اس لئے وہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اپنے آپ کو سنجا لے مسلسل حرکت میں تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ تینوں اس کی طرف ہڑتے کمرہ مشین گن کی ریٹ ریٹ اور انسانی چینوں سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر اس وقت تک گولیاں چلاتا رہا جب تک کمرے میں موجود تمام افراد ساکت نہیں ہو گئے۔ انسانی چینوں میں جشن کی چیخ بھی شامل تھی جو اچانک اٹھنے کی وجہ سے مارٹن سے نکلا کر نیچے گرا تھا اور پھر تیزی سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ٹائیگر کی مشین گن کی زد میں آ گیا لیکن ٹائیگر کو معلوم تھا کہ عمران نے اسے جشن کو رانا ہاؤس پہنچانے کا حکم دیا تھا تاکہ اس سے پوچھ گچھ کر سکے اور جشن کو بہر حال اس نے زندہ رانا ہاؤس پہنچانا تھا اس لئے اس نازک ترین صورت حال کے باوجود اس نے اس کی ٹانگوں اور کوئی پر ہی فائز کھولا تھا لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اس جشن کے زخمیوں سے اس طرح خون بہتا رہا تو پھر اس کا زندہ رانا ہاؤس پہنچنا بھی ناممکن ہو گا اور خود اس کی اپنی بھی یہی حالت تھی کہ اس کا خون بھی مسلسل بہہ رہا تھا۔

جب سب افراد ساکت ہو گئے تو ٹائیگر نے اٹھنے کی کوشش کی۔ ایک بار وہ لڑکھڑایا لیکن پھر اس کے قدم جم گئے اور وہ ہڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی جس میں صرف تین کمرے اور ایک برا آمدہ اور صحن تھا اور پھر عمارت بھی کسی کھلی جگہ پر اکیلی تھی کیونکہ اردو گرد درخت ہی درخت نظر آ رہے تھے۔ ایک کمرے میں اسے جدید ساخت کا بڑا سا میڈیکل باکس

مل گیا تو اس نے سب سے پہلے اپنے زخموں کی بینڈنگ کی اور تقریباً تین انجکشن اس نے خود ہی اپنے بازو میں لگائے۔ جب اس کا خون بہنا بند ہو گیا اور طبیعت کچھ ناصل ہو گئی تو اس نے آگے بڑھ کر جشن کے زخموں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اس نے اس انداز میں فارنگ کی تھی کہ گولیاں اندر نہ رک جائیں۔ چنانچہ وہی ہوا تھا جس طرح گولیاں اس کے پہلو کو زخمی کرتی ہوئی نکل گئی تھیں اسی طرح جشن کے زخموں میں بھی گولیاں موجود نہ تھیں۔

ٹائیگر نے جشن کے زخموں کو دھو کر ان کی بینڈنگ کر دی اور پھر اسے بھی اس نے تین مختلف انجکشن باری باری لگائے۔ اس کی نبض دیکھ کر جب اسے اطمینان ہو گیا کہ جشن اب زیادہ خون بہہ جانے سے موت کا شکار نہیں ہو جائے گا تو وہ اٹھ کر آہستہ آہستہ باہر آیا۔ صحن کے ساتھ پورچ میں دو بڑی بڑی کاریں موجود تھیں اور دونوں کاروں کی اگنیش میں چاپیاں موجود تھیں۔ ایک کار کا پڑول نینک مکمل طور پر فل تھا جبکہ دوسرا کار میں پڑول نینک بھرا تھا اس لئے ٹائیگر نے اس کار کا انتخاب کیا جس کا پڑول نینک بھرا ہوا تھا۔ وہ ڈرائیور سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار شارت کر کے اسے برآمدے کے قریب لا کر روکا اور پھر نیچے اتر کر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں جشن پڑا ہوا تھا۔

چونکہ ٹائیگر خود خاصاً زخمی تھا اور صرف اپنی قوت ارادی کے بل پر وہ یہ سارے کام کر رہا تھا اس لئے ظاہر ہے وہ جشن کو اٹھا کر

کار تک نہ لاسکتا تھا اس لئے وہ جشن کا بازو پکڑ کر اسے فرش پر گھینٹتا ہوا باہر برآمدے میں لے آیا۔ یہ اس کے لئے بہتر ثابت ہوا تھا کہ راستے میں کوئی سیرھیاں نہ تھیں ورنہ ظاہر ہے اسے خاصی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا۔ تھوڑی دری بعد وہ پوری کوشش کے بعد بے ہوش اور زخمی جشن کو عقبی سیٹوں کے درمیان ڈالنے میں کامیاب ہو گیا لیکن اس کو اندازہ نہ تھا کہ جہاں وہ موجود ہے وہاں سے رانا ہاؤس کتنے فاصلے پر ہے اور اگر درمیان میں جشن کو ہوش آ گیا تو وہ پر ابلم بن سکتا تھا اس لئے وہ دوبارہ اندر گیا اور پھر وہ ایک کمرے کی الماری سے رسی کا بندل تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے رسی کی مدد سے جشن کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کر کے باندھ دیئے۔

گواں کی ٹانگیں خاصی شدید زخمی تھیں لیکن ٹائیگر نے ازراہ احتیاط اس کی دونوں ٹانگیں بھی باندھ دیں اور پھر جیب سے رومال نکال کر اس نے ایک ہاتھ سے اس کے جڑے بھینچے اور دوسرے ہاتھ سے رومال کا گولا بنا کر اس نے اس کے منہ میں ٹھوں دیا۔ اب وہ کم از کم جشن کی حد تک تو مطمئن ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے کار شارت کی اور اسے موڑ کر پھانک کے پاس لے آیا۔ پھر کار روک کر وہ نیچے اترنا اور اس نے پھانک کو کھولا اور کار کو باہر نکال کر اس نے اسے روکا اور پھر نیچے اتر کر اس نے پھانک بند کر دیا تاکہ اگر کوئی ادھر سے گزرے تو کھلے پھانک کی وجہ سے وہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

چونک نہ پڑے۔ اڈے کے متعلق اسے یقین تھا کہ یہ مارٹن کا مخصوص اڈا ہے۔ تھوڑی دیر بعد کارتیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ سائیڈ روڈ تھا جو دس کلومیٹر کے بعد دارالحکومت جانے والی مین روڈ سے جا ملتا تھا۔

ٹائیگر میں روڈ پر پہنچ کر اس جگہ کو پہچان گیا۔ چنانچہ اس نے کار شہر کی طرف موزی اور پھر اطمینان سے ڈرائیو کرتا ہوا شہر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لیکن ابھی وہ شہر میں داخل نہ ہوا تھا کہ اچانک اسے اپنے عقب میں پولیس کار کا تیز سارن سنائی دیا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے بیک مر میں دیکھا تو ایک پولیس کار تیزی سے اس کے تعاقب میں تھی اور وہ لائٹوں کو جلا بجھا کر اسے رکنے کا مخصوص کاشن دے رہی تھی۔ ٹائیگر کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ پولیس کار اس کے پیچھے کیوں لگی ہے اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر وہ رک گیا تو پھر عقبی سیٹوں کے درمیان موجود جسم پولیس کی نظروں میں آ جائے گا اور اس کے بعد ظاہر ہے معاملات اس کے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور مشین پسل نکال کر اس نے ہاتھ دروازے سے باہر نکال کر مشین پسل کا رخ عقب کی طرف کر کے سائیڈ شیشے سے دیکھتے ہوئے یکخت ٹریگر دبای۔ پہلی ہی گولی درست نشانے پر لگی اور عقب میں آنے والی پولیس کار تیزی سے گھومی اور سڑک سے نیچے اترتی چلی گئی۔ اس کا فرنٹ ٹائیگر نے واقعی اس انداز میں درست نشانہ

لگا کر اپنی حرمت انگیز صلاحیت کا مظاہرہ کیا تھا لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ پولیس کار میں موجود وائرلیس ٹرانسپریٹ کے ذریعے شہر میں موجود تمام پولیس کاروں کو الٹ کر دیا جائے گا اور اس کی کار کے بارے میں تفصیل پوری طرح تمام کاروں تک پہنچا دی جائے گی۔ اس طرح اسے لامحالہ کسی بھی جگہ پر گھیر کر گرفتار کر لیا جائے گا اس لئے وہ سوچ رہا تھا کہ اب اس کار سے چھٹکارہ کیسے حاصل کرے کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور پھر تھوڑا سا آگے جا کر اس نے کار کو تیزی سے ایک سائیڈ پر موز دیا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ اس سائیڈ روڈ پر کافی آگے جا کر اس کے ایک دوست رافشن نے ایک ٹوائے فیکٹری بنائی ہوئی ہے لیکن یہ فیکٹری صرف آڑ کے طور پر استعمال ہوتی ہے جبکہ اس فیکٹری کے نیچے بنے ہوئے تھے خانوں میں شراب اور دوسری منشیات کا شاک کیا جاتا ہے اور پھر اسے دارالحکومت سے باہر پورے پاکیشیا میں سپلانی کر دیا جاتا ہے۔

رافشن کا ایک کلب بھی تھا لیکن وہ خود اس کلب میں بہت کم بیٹھتا تھا۔ اس کا مندرجہ کلب چلاتا تھا جبکہ رافشن خود اس فیکٹری میں ہی زیادہ وقت گزارتا تھا اور صرف شام اور رات کے اوقات میں وہ شہر آتا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اس وقت رافشن فیکٹری میں ہی ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار فیکٹری کے گیٹ کے سامنے پہنچ گئی۔ اس نے ہارن بجا یا تو فیکٹری کا چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک مسلح

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

دربان باہر آ گیا۔

”لیں سر“..... دربان نے جھک کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”رافشن سے کہو کہ اس کا دوست ٹائیگر آیا ہے“..... ٹائیگر نے تیز لمحے میں کہا۔

”لیں سر“..... دربان نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر واپس

پھائک کے اندر چلا گیا۔ البتہ پھائک اس نے دوبارہ بند کر دیا تھا۔

تحوڑی دیر بعد پھائک کھلا اور سچم شجیم رافشن خود باہر آ گیا۔ دربان

اس کے پیچے تھا اور اس کے چہرے پر حیرت کے شدید تاثرات

”ٹائیگر تم اور یہاں۔ اس وقت۔ خیر بیت“..... رافشن نے انتہائی حیرت چہرے لمحے میں کہا۔

”پھائک کھولو۔ میں نے کار اندر لے جانی ہے۔ اس کے پیچے پولیس ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

طرف نظر ڈالی تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کار کے عقبی دروازے کی درز سے خون بہہ کر نیچے تک پہنچ چکا تھا اور ٹائیگر فوراً ہی سمجھ گیا کہ اس خون کی وجہ سے پولیس کار اس کے پیچے گئی تھی۔

”ارے کیا ہوا۔ تم زخمی ہو“..... رافشن نے قریب آ کر حیرت

چہرے لمحے میں کہا۔

”ہاں۔ ایک اور زخمی عقبی سیٹوں کے درمیان پڑا ہے“..... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے پولیس کار اس کے پیچے لگنے اور پھر اس کا

ٹائر برست کرنے سے لے کر یہاں تک پہنچنے کی تفصیل بتا دی۔

”تم فکر مت کرو۔ اب یہ کار ہمیشہ کے لئے اپنی شناخت کھو دے گی۔ اس کا رنگ، نمبر اور نجانے کیا کیا کچھ بدلت جائے گا۔ لیکن تمہیں ہسپتال پہنچانا ہو گا“..... رافشن نے کہا۔

”نہیں۔ تم مجھے ایک کار دے دو۔ میں نے اس آدمی کو ہر صورت میں ایک جگہ پہنچانا ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”یہ آدمی خاصاً زخمی ہے اور جھکلے لگنے سے اس کے زخموں سے خون بھی رس رہا ہے۔ یہ راستے میں ہی مر جائے گا“..... رافشن نے کہا۔

”بحث مت کرو۔ ملک دشمن اگر مرتے ہیں تو مرتے رہیں۔ ویسے یہ لوگ آسانی سے نہیں مرا کرتے۔ تم مجھے ایک کار دو“..... ٹائیگر نے کہا۔

”میں کار مع ڈرائیور دے دیتا ہوں“..... رافشن نے کہا اور پھر

”لیں سر“..... دربان نے جھک کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”رافشن سے کہو کہ اس کا دوست ٹائیگر آیا ہے“..... ٹائیگر نے تیز لمحے میں کہا۔

”لیں سر“..... دربان نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر واپس

پھائک کے اندر چلا گیا۔ البتہ پھائک اس نے دوبارہ بند کر دیا تھا۔

تحوڑی دیر بعد پھائک کھلا اور سچم شجیم رافشن خود باہر آ گیا۔ دربان

اس کے پیچے تھا اور اس کے چہرے پر حیرت کے شدید تاثرات

”ٹائیگر تم اور یہاں۔ اس وقت۔ خیر بیت“..... رافشن نے انتہائی حیرت چہرے لمحے میں کہا۔

”پھائک کھولو۔ میں نے کار اندر لے جانی ہے۔ اس کے پیچے پولیس ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ پھائک کھولو جی“..... رافشن نے چیخ کر اپنے پیچے کھڑے دربان سے کہا تو دربان دوڑتا ہوا چھوٹے پھائک سے

اندر چلا گیا اور چند لمحوں بعد بڑا پھائک کھل گیا تو ٹائیگر کار اندر لے گیا۔ اس کے عقب میں پھائک بند کر دیا گیا۔ وہاں ایک

طرف دو کاریں اور دو جیپیں موجود تھیں۔ ٹائیگر نے کار ان کے قریب لے جا کر روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے جیسے ہی عقبی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ڈرائیور کو تین بار ہارن دینے کے لئے کہا تو ڈرائیور نے تین بار ہارن بجایا تو جہازی سائز کے پھانک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور جوزف باہر آگیا۔

”جوزف۔ میں ٹائیگر ہوں۔ پھانک کھولو۔“..... ٹائیگر نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر کہا۔

”اوکے۔“..... جوزف نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھانک کھلا تو ٹائیگر کے کہنے پر ڈرائیور کار اندر لے گیا۔ پھر وسیع و عریض پورچ میں اس نے کار روکی تو ٹائیگر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

”ہیلو ٹائیگر۔“..... اسی لمحے برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر جوانا نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”جوانا۔ عقیبی سیٹوں کے درمیان ایک آدمی موجود ہے۔ اسے باہر نکالو۔ میں زخمی ہوں ورنہ میں خود اسے باہر نکال لیتا۔“..... ٹائیگر نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا ہوا ہے تمہیں۔“..... جوانا نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں۔ گولیاں لگی تھیں۔“..... ٹائیگر نے ایسے لمحے میں کہا جیسے گولیوں کی بجائے اسے پھول مارے گئے ہوں۔

”کیا ہوا ہے ٹائیگر۔ یہ کار کس کی ہے اور ڈرائیور کون ہے۔“..... جوزف نے کار سے اتر کر ساتھ کھڑے ڈرائیور کی طرف دیکھتے گزرنے کے بعد اس نے کار رانہ ہاؤس کے پھانک پر روکائی اور

اس نے اپنے آدمیوں کو احکامات دینے شروع کر دیئے۔

”میرا خیال ہے کہ تم یہاں میرے پاس آرام کرو۔ میرا ڈرائیور اس آدمی کو جہاں بھی تم کہو گے پہنچا آئے گا۔“..... رافش نے کہا۔

”نہیں۔ میرا ساتھ جانا بہت ضروری ہے۔ تمہاری مہربانی۔“..... ٹائیگر نے کہا تو رافشن بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس میں کیا مہربانی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ زخمی نجانے کس قدر خوفناک لڑائی کے بعد تمہارے قابو آیا ہو گا کیونکہ تم نے اسے ملک دشمن کہا ہے اور ملک دشمن بے حد تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔“

رافشن نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جشن کو ایک اور کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان لٹا دیا گیا جبکہ ٹائیگر نے خیال رکھا کہ اب اس کے زخموں سے رسنے والا خون کسی صورت بھی باہر نہ جا سکے اور خود وہ عقبی سیٹ پر اس لئے بیٹھ گیا تھا کہ پولیس کار میں موجود پولیس آفیسر صرف اس کی سائیڈ ہی دیکھ سکا تھا لیکن پھر بھی وہ اس لئے عقبی سیٹ پر بیٹھا تھا کہ اس طرح اس کا چہرہ اوٹ میں ہو جاتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار شہر میں داخل ہوئی اور ٹائیگر کو شہر کے ہر چوک پر پولیس کاروں کو الٹ کھڑے دیکھ کر کوئی حیرت نہ ہوئی تھی۔ اگر اسے رافشن کا خیال نہ آ جاتا تو ظاہر ہے اس کے لئے خاصی مشکل ہو جاتی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اس نے کار رانہ ہاؤس کے پھانک پر روکائی اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہوئے کہا جس کے چہرے پر خوف اور مروعیت کے تاثرات واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ ظاہر ہے اس قدر عظیم الشان بلڈنگ اور جوزف اور جوانا جیسے دیوؤں کو دیکھ کر اس نے خوفزدہ ہی ہونا تھا اور مروعب بھی۔

”یہ کار لے کر واپس جائے گا۔ باقی باتیں بعد میں“.....ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوانا اس دوران جشن کو اٹھائے عمارت کی اندر ونی سائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

”تم کار واپس لے جاؤ اور رافلن کو میرا سلام کہہ دینا“۔ ٹائیگر نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کیا اور پھر جلدی سے کار میں بیٹھ گیا جبکہ جوزف ایک بار پھر گیٹ کی طرف بڑھ گیا تاکہ گیٹ کھول کر کار کو پاہر بھجوایا جسکے جبکہ ٹائیگر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا عمارت کی سائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر پوری طرح اطمینان کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جوانا اور جوزف مل کر پہلے جشن کی درست طور پر بینڈ ٹچ کریں گے اور پھر اسے بلیک روم میں راڑز میں جکڑ دیا جائے گا۔ وہ بہر حال خوش تھا کہ اس نے عمران کے حکم کی تعقیل کر دی ہے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بلیک زیرو کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا جسم حرکت نہ کر سکا اور وہ صرف کسما کر رہ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک خاصے بڑے ہال نما کمرے کی عقبی دیوار کے ساتھ کری پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے جسم کو کری کے ساتھ رہی سے جکڑ دیا گیا ہے۔ اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر یکخت گھوم گئے کہ وہ کافرستانی شنکر کے روپ میں سردار احمد خان کے ڈیرے پر گیا تھا جہاں اس کے نائب غشی ساجن نے اسے ایک کمرے میں بٹھایا تھا اور پھر یمن کی بوقلم پینے کے لئے دی تھی جسے پیتے ہی وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور اب اسے ہوش آیا تھا اور وہ اس تباہ خانے نما کمرے میں کری پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ کمرہ خالی تھا۔ البتہ اس کے سامنے کچھ فاصلے پر دو کریاں موجود تھیں جن کی پشت اوپنچی تھی۔

”یہ کون سی جگہ ہو سکتی ہے“..... بلیک زیرو نے بڑھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کے گرد بندھی ہوئی رہی کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اس کے دونوں پاؤں بازو عقب میں کر کے رہی سے باندھ دیئے گئے تھے۔ پھر اس کے پورے جسم کو رہی سے باندھا دیا گیا تھا۔ اس نے رہی کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ گو ساتھ ساتھ اس کی انگلیاں کسی گانٹھ کی تلاش میں آکٹوپس کے پیروں کی طرح حرکت کر رہی تھیں لیکن کوئی گانٹھ اس کی انگلیوں کی گرفت میں نہ آ رہی تھی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال آیا وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کی نظریں رہی کے ایک بل پر پڑیں جو کھلا ہوا تھا۔ شاید یہاں سے رہی کی بھی کسی وجہ سے خاصے کمزور صرف کھل گئی تھی بلکہ اس کے دھاگے بھی کسی وجہ سے خاصے کمزور ہو گئے تھے۔ جس جگہ ایسا تھا وہ اس کی رانوں کے اوپر تھی اس لئے وہ آسانی سے ٹانگ کو زور دے کر یہاں سے رہی کو توڑ سکتا تھا اور ظاہر ہے ایک جگہ سے رہی ٹوٹنے کے بعد نہ صرف اس کے پورے جسم کے گرد موجود رہی ڈھیلی پڑ جاتی بلکہ بازوؤں کو تیز حرکت دے کر وہ اسے کھول بھی سکتا تھا۔ وہ چونکہ اس وقت اکیلا تھا اس لئے اس نے موقع غنیمت سمجھا اور اس نے اپنی اس ٹانگ کو جھٹکے دینے شروع کر دیئے جہاں کھلے ہوئے بل والی رہی موجود تھی اور تھوڑی سی کوشش کے بعد اچانک رہی کے دھاگے ٹوٹ گئے اور اس کے ساتھ ہی رہی ڈھیلی پڑ گئی جبکہ اس کی ٹانگوں کے گرد بندھی ہوئی رہی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کھل کر نیچے فرش پر جا گری تھی۔ رہی کے بل ڈھیلے پڑتے ہی اس نے کری پر بیٹھے بیٹھے اپنے دونوں کانڈھوں کو اور زیادہ تیزی سے حرکت دینا شروع کر دی۔ تھوڑی سی مزید کوشش کے بعد وہ رہی کھول لینے میں کامیاب ہو گیا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب صرف اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے جبکہ رہی کا ایک سرا ابھی تک رہی کے بازو سے اٹکا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے اس رہی کو زور سے جھکا دیا تو رہی اس کی کلائیوں میں گھومی گئی۔ گوایا کرتے وقت اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کی کلائیوں پر کسی نے زخم ڈال کر اس میں سرخ مرچیں بھر دی ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسے محسوس ہوا کہ گانٹھ اس کی انگلیوں سے نکلا رہی ہے تو وہ اپنی تکلیف بھول گیا۔ اس کی انگلیوں نے تیزی سے حرکت کرنا شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ گانٹھ کھول لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے بازو بھی آزاد ہو گئے تو اس نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور پھر اس نے سب سے پہلے اپنی جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی لیکن اس کی جیبوں خالی تھیں۔

بلیک زیرو تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یہ سمجھنہ آ رہی تھی کہ اسے اس طرح بے ہوش کر کے وہ لوگ کیوں واپس نہیں آئے۔ دروازہ بظاہر بند نظر آ رہا تھا لیکن بلیک زیرو نے جیسے ہی دروازے کو کھینچا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ باہر ایک

راہداری تھی جس کے آخر میں سیرھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ بلیک زیرو تیزی سے سیرھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ اس نے پہلے کمرے کے دروازے کے ساتھ لگ کر باقاعدہ چینگ کی اور جب اسے اندازہ ہو گیا کہ کمرہ خالی ہے تو وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرہ واقعی خالی تھا۔ البتہ درمیان میں ایک گول میز اور اس کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ایک سائیڈ پر الماری تھی۔ کمرے کا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا لیکن اس طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔

اسے اسلیے کی فوری ضرورت تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ لوگ اسے بے ہوشی میں بندھا ہوا چھوڑ کر مطمئن ہوں گے لیکن کسی بھی وقت ان سے نکراوہ ہو سکتا تھا اور اس کے بعد ظاہر ہے بغیر اسلیے کے وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ بلیک زیرو الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری آہستہ سے کھوی لیکن یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر قدرے مایوسی کے تاثرات ابھر آئے کہ الماری کے تین خانے تھے اور تینوں خانوں میں شراب کی بوئیں بھری ہوئی تھیں۔ بلیک زیرو الماری بند کرنے لگا کہ اچانک اس کے کافیوں میں قدموں کی آواز پڑی تو وہ بجلی کی سی تیزی سے اس کمرے کے دوسرے کھلے دروازے کے کھلے پٹ کی اوٹ میں ہو گیا۔ قدموں کی آواز دوسرے دروازے کے دامیں طرف سے آ رہی تھی۔ آنے والا ایک ہی آدمی تھا اور اس کے قدموں کی دھمک بتا رہی تھی کہ وہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بڑے اطمینان سے آ رہا ہے۔  
آواز دروازے کے سامنے پہنچ کر رکی اور پھر ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ جیسے ہی وہ دروازے کے پٹ سے آگے بڑھا اچانک بلیک زیرو نے کسی چیتے کی طرح اس پر جھپٹا مارا دار دوسرے لمبے دھماکے کے آدمی بلیک زیرو کے سینے سے لگا ہوا تھا۔ بلیک زیرو کا ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد اور دوسرا اس کی گردن کے گرد گھوم کر اس کے منہ پر جھما ہوا تھا۔ آنے والا اس اچانک افتاد سے چند لمحوں تک اعصابی طور پر منجد سارہا اور پھر جیسے ہی اس نے حرکت کرنے کی کوشش کی بلیک زیرو نے گردن کے گرد اپنے پازو اور اس کے منہ پر رکھے ہوئے ہاتھ کو پوری قوت سے مخصوص انداز میں مختلف سمتوں میں جھٹکا دیا تو ہلکی سی کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کا جسم یکخت ڈھیلا پڑ گیا۔

بلیک زیرو نے اسے دہیں دروازے کی اوٹ میں لٹا دیا اور پھر تیزی سے اس کی جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ دوسرے لمبے اس کی آنکھوں میں چمک سی آگئی کیونکہ ایک جیب سے اسے مشین پسل مل گیا تھا۔ یہ مقامی آدمی ہی تھا۔ بلیک زیرو نے دوسری طرف سر باہر نکال کر جھانکا تو یہ ایک بند راہداری تھی جو آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔ اس راہداری میں کوئی آدمی موجود نہ تھا اس لئے بلیک زیرو تیزی سے باہر نکلا اور آگے بڑھتا چلا گیا لیکن ابھی وہ موڑ تک پہنچا ہی تھا کہ اچانک سائیڈ پر موجود ایک دروازہ والا ایک ہی آدمی تھا اور اس کے اچانک سائیڈ پر موجود ایک دروازہ

کھلا اور دوسرے لمحے ایک آدمی باہر راہداری میں آیا تو بلیک زیرو اس سے نکراتے نکراتے بجا۔ یہ بھی مقامی آدمی تھا اور ایک مشین گن اس کے کانڈھوں سے لٹکی ہوئی تھی۔

وہ شخص اچانک اپنے سامنے بلیک زیرو کو دیکھ کر حیرت سے بتا بن گیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو کا بازو یکخت بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی کھڑی ہتھیلی کا وار پوری قوت سے اس آدمی کی گردن پر پڑا اور وہ آدمی اوغ کی آواز نکالتا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور چند لمحے ترپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ بلیک زیرو کی بھرپور اور جھی تلی کھڑی ہتھیلی کی ایک ہی ضرب نے اس کی گردن توڑ دی۔ اس آدمی کے نیچے گرتے ہی بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور گھسیتا ہوا واپس اسی کمرے میں لے گیا جہاں سے وہ نکلا تھا لیکن جیسے ہی وہ اندر پہنچا اچانک اس کے سر پر عقب سے زور دار ضرب پڑی اور وہ اچھل کر منہ کے بل نیچے فرش پر جا گرا لیکن نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سائیڈ پر ہوا تو کمرہ ایک دھماکے اور جخ سے گونج اٹھا۔

جس آدمی نے اس کے سر پر ضرب لگائی تھی اس نے دوسری ضرب پہلے سے بھی زیادہ زور دار انداز میں لگانے کی کوشش کی تھی۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن کی نال تھی لیکن بلیک زیرو کے اچانک اور پھر تی سے ہٹ جانے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور مشین گن کا دستہ ایک دھماکے سے فرش سے نکرا یا اور اس کے ہاتھوں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

میں پکڑی ہوئی نال اس کے سینے میں گھستی چلی گئی اور وہ جخ مار کر پہلو کے بل فرش پر گرا اور بری طرح ترپنے لگا۔ بلیک زیرو تیزی سے اٹھا اور اس نے اس کے سینے سے مشین گن کی نال باہر کھینچ لی اور اس آدمی کا پھر کتا ہوا جسم یکخت ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ نال کا آدھے سے زیادہ سراخون آلو دھو گیا تھا۔

بلیک زیرو نے خون آلو مشین گن کو ایک طرف پھینکا اور اس آدمی کے کانڈھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار لی جسے اس نے باہر راہداری میں کھڑی ہتھیلی کے ایک ہی وار سے ہلاک کیا تھا اور اسے گھسیٹ کر اندر لا یا تھا۔ مشین گن اٹھا کر وہ جیسے ہی سیدھا ہوا میز تھی۔ اس آدمی کے نیچے گرتے ہی بلیک زیرو نے ایک لمحے کے لئے اسے نظر انداز کیا اور باہر دروازے کی طرف بڑھا لیکن دوسری بار گھنٹی بجتے ہی وہ تیزی سے مڑا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“..... بلیک زیرو نے بھاری سے لبھے میں کہا۔

”قیدی کو ڈیرے پر پہنچا دو“..... دوسری طرف سے انتہائی سخت لبھے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ بولنے والا کوئی مقامی آدمی تھا اور بلیک زیرو فوراً سمجھ گیا تھا کہ اس کے بارے میں ہدایات دی جا رہی ہیں۔ کمرے کا دوسرا کوئی دروازہ نہ تھا اور وہ حیران تھا کہ دوسرا آدمی اچانک کہاں سے نازل ہو گیا۔ اچانک ہلکی سی سر کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کمرے کی سامنے والی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہو

گئی تھی۔ اب وہاں ایک دروازہ تھا۔ دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دے رہی تھی جیسے کوئی تیزی سے سیڑھیاں چڑھ رہا ہو۔ بلیک زیرِ تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس کے سامنے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی نمودار ہوا ہی تھا کہ بلیک زیرِ تیزی اچھل کر اس کے سینے پر زور دار ہاتھ مارا تو وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر سیڑھیوں پر سے لٹھلتا ہوا ایک دھماکے سے نیچے ایک ہال نما کمرے میں جا گرا۔ یہ خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں اسلخ کی پیٹیاں بھری ہوئی تھیں۔ ایک طرف خالی جگہ پر ایک میز اور دو کرسیاں موجود تھیں۔ میز پر فون اور ایک رجسٹر پڑا تھا۔ نیچے گرنے والا آدمی تیزی سے اٹھنے لگا لیکن پھر ایک جھٹکے سے گرا اور ساکت ہو گیا۔

بلیک زیرِ تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا تھا اور جیسے ہی وہ آخری سیڑھی پر پہنچا اسے عقب میں سرسرابہث کی آواز سنائی دی اور اس نے تیزی سے مژکر دیکھا تو اس کے عقب میں دیوار برابر ہو چکی تھی۔ فرش پر پڑا ہوا آدمی بے ہوش ہو چکا تھا۔ بلیک زیرِ تیزی نے جھک کر اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھایا اور گھستیتا ہوا میز اور کرسیوں کے قریب لے گیا۔ دوسرے لمحے اس نے اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا خالی ہاتھ مشین کی سی تیزی سے چلنے لگا اور کمرہ زور دار تھپڑوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر اس آدمی نے چینختے

ہوئے آنکھیں کھول دیں تو بلیک زیرِ تیز نے مشین گن کی نال کا سرا اس کی گردن پر رکھ کر اسے زور سے دبایا۔

”چچ بنا دو دوسرے لمحے مت کے گھاث اتر جاؤ گے۔ کیا نام ہے تمہارا؟“..... بلیک زیرِ تیز نے انتہائی سرد لمحے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مراد خان۔ مراد خان“..... اس آدمی نے انتہائی بوکھلانے ہوئے لمحے میں جواب دیا اور اس کے جواب دینے کے ساتھ ہی بلیک زیرِ تیز سمجھ گیا کہ یہ آدمی فیلڈ کا نہیں ہے بلکہ یہاں بیٹھ کر ڈیوٹی دیتا ہو گا۔ اس کا لمحہ مزید سرد ہوتا چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے اس آدمی سے تمام ضروری باتیں معلوم کر لیں۔

مراد خان نے بتایا کہ وہ اس وقت فیکٹری کے نیچے بنے ہوئے شور میں ہے۔ یہاں اسلخ کے بڑے بڑے شاک موجود ہیں جو سردارِ احمد خان پورے پاکیشیا میں سپلائی کرتا ہے اور اس کی پشت پر ایک غیر ملکی ہے جس کا نام کرٹل جوڑی ہے۔ کرٹل جوڑی دارِ حکومت میں رہتا ہے لیکن ان دونوں یہاں آیا ہوا ہے۔ اس مراد خان نے ہی اسے بتایا کہ سردارِ احمد خان اور غیر ملکی کرٹل جوڑی دونوں کافرستان کی اسمگلر سے ملنے گئے ہوئے تھے۔ ان کی واپسی ایک روز بعد ہوئی تھی اس لئے ڈیرے پر موجود سردارِ احمد خان کے ملشی ساجن نے اسے مشکوک سمجھ کر لیمن کی بوتل میں مخصوص پاؤ ڈر ڈال کر اسے پلا دیا تھا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور اسے یہاں فیکٹری کے نیچے تھہ خانے میں لا کر باندھ دیا گیا تھا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

تاکہ جب سردار احمد خان اور کرنل جوڈی واپس آ جائیں تو تب اسے ڈیرے پر لے جایا جائے گا۔

اس فیکٹری کے نچلے حصے کے بارے میں بھی تمام تفصیل بلیک زیرو کو اس آدمی سے معلوم ہو گئی تو وہ پچھے ہٹا اور تیزی سے مرکر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سب سے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا ہی تھا کہ اوپر دیوار سرراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی پھٹ گئی۔ اس دوران مراد خان کری سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھ رہا تھا کہ بلیک زیرو نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور مراد خان چیختا ہوا پشت کے بل میز پر جا گرا اور پھر پلت کر پہلو کے بل نیچے فرش پر جا گرا جبکہ بلیک زیرو اچھل کر دیوار کی دوسری طرف کمرے میں پہنچ گیا جہاں دو لاشیں پڑی تھیں۔ ایک کے سینے میں مشین گن کی ہال جتنا سوراخ تھا اور دوسرے کی گردن توڑی گئی تھی۔

بلیک زیرو نے دانستہ مراد خان پر اس وقت فائزہ کھولا تھا جب وہ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ جس انگل پر وہ بیٹھا ہوا تھا اس انگل پر فائزہ سے گولیاں اسلحے سے بھری ہوئی پیٹھیوں پر پڑتیں اور اگر اسلحہ پھٹ جاتا تو بلیک زیرو کو بھاگنے کی مہلت بھی نہ مل سکتی تھی اس لئے اس نے اس وقت مراد خان پر فائزہ کھولا تھا جب اسے یقین ہو گیا تھا کہ فائزہ سے صرف مراد خان ہی ہلاک ہو گا اور اسلحہ تباہ نہیں ہو گا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے فیکٹری کے نچلے تباہ خانوں کے پیروںی راستے پر موجود مسلح افراد کو بھی اچانک فائزہ کر

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

کے ختم کر دیا۔

ان کے بارے میں بھی وہ مراد خان سے معلوم کر چکا تھا۔ فیکٹری سے نکل کر وہ باہر آیا اور مشین گن پکڑے سردار احمد خان کے ڈیرے کی طرف بڑھتا چلا گیا لیکن اس کا رخ ڈیرے کی عقبی سمت تھا۔ عقبی طرف ایک دروازہ تھا جو تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے دروازے کو آہستہ سے دبا کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک وسیع و عریض صحن تھا جس کے باہم طرف ایک راستہ ڈیرے کے سامنے کے حصے کی طرف جا رہا تھا۔ بلیک زیرو اس طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے مراد خان سے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ ڈیرے میں تباہ خانے موجود نہیں ہیں اس لئے لازماً کرنل جوڈی، سردار احمد خان اور اس کے آدمی اور دوسرے کمروں اور برآمدوں میں ہی ہوں گے۔ وہ خود فون سن چکا تھا جس میں قیدی کو ڈیرے پر لانے کا حکم دیا گیا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ کرنل جوڈی واپس آ چکا ہو گا لیکن ابھی وہ فرنٹ والے راستے پر بڑھ رہا تھا کہ اچانک اوپر سے کسی نے اس پر چھلانگ لگا دی اور بلیک زیرو جس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس راستے کے اوپر بھی کوئی آدمی موجود ہو سکتا ہے، اچھل کر نیچے گرا اور نیچے گرتے ہی وہ بھل کی سی تیزی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ اس کے سر پر جیسے ایتم بم کا دھماکہ ہوا اور وہ ایک بار پھر نیچے گرا ہی تھا کہ دوسرا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریک چادر سی پھیلتی چلی گئی اور جب دوبارہ اس کی آنکھیں

کھلیں۔  
اس کے ذہن میں اجھرنے والا پہلا تاثر یہی تھا کہ اس کا سر پکے ہوئے چھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دماغ مکڑوں میں تبدیل کر دیا گیا ہو۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ایک بار پھر اسے رسی سے جکڑ دیا گیا تھا لیکن اس کرے کو دیکھتے ہی وہ پہچان گیا کہ یہ وہی کمرہ ہے جہاں ساجن نے اسے یمن کی بوتل پلا کر بے ہوش کیا تھا۔ سامنے کریمیوں پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے جن میں سے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا چوڑے چہرے والا غیر ملکی تھا۔ اس کا آدھا سر گنجنا تھا اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ اس نے گرے گلر کا سوت پہنا ہوا تھا جبکہ اس کے ساتھ پر بیٹھا ہوا دوسرا آدمی مقامی تھا اور اس نے مقامی لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کی موچھیں سائیڈوں سے اٹھی ہوئی تھیں اور موچھوں کی نوکیں اوپر کو باقاعدہ کوشش کر کے اٹھائی گئی تھیں۔ اس آدمی کے چہرے پر سفا کی اور درستی نمایاں تھی جبکہ ان دونوں کے پیچھے وہی ساجن کھڑا تھا جس نے بلیک زیرو کو یمن کی بوتل پلا کر بے ہوش کیا تھا۔ اس کے چہرے پر ظفر اور شرارت کے ملے جملے تاثرات نمایاں تھے۔

”تم نے فیکٹری میں ہمارے تمام آدمی ہلاک کر دیئے ہیں۔ اس کے باوجود ہم نے تمہیں زندہ رکھا ہوا ہے اس لئے کہ تم ہمیں

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اپنے بارے میں تفصیل بتا سکو۔ یہ بھی سن لو کہ اگر تم واقعی سب کچھ تفصیل سے بتا دو تو ہم اپنے آدمیوں کی ہلاکت بھول جائیں گے اور تمہیں زندہ واپس بھجوادیں گے۔..... اس غیر ملکی نے خاصے کرخت لجھے میں کہا۔

”تم کرنل جوڑی ہو۔..... بلیک زیرو نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا اس سے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

”ہا۔ میں کرنل جوڑی ہوں۔..... اس آدمی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس انداز میں جواب دیا جیسے مجبوراً ایسا کر رہا ہو۔

”اور یہ سردار احمد خان ہے۔..... بلیک زیرو نے ساتھ بیٹھے ہوئے نوکدار موچھوں والے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہا۔ یہ سردار احمد خان ہے لیکن تم نے اپنے بارے میں کچھ بتانے کی بجائے ہمارا ہی انتزدیو شروع کر دیا ہے۔ میں تمہیں آخری وارنگ دے رہا ہوں۔..... کرنل جوڑی کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا تھا۔

”تمہارے اس آدمی ساجن کو میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میرا نام شنگر ہے اور میرا تعلق کافرستان سے ہے۔ میں یہاں کرنل جوڑی سے ملنے آیا تھا لیکن اس بد طینت آدمی نے کہا کہ کرنل جوڑی کی بجائے غیر ملکی رچڑ یہاں ہوتا ہے اور پھر اس نے میری مہمان نوازی کرتے ہوئے مجھے مشروب پلایا جس سے میں بے ہوش ہو

گے اور ان کی تصدیق بھی کرائی ہو گی۔ اس کے باوجود تم مجھ سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ ظاہر ہے میں نے اپنی جان بچانے کے لئے آزاد ہونے کی کوشش کرنی تھی۔ رسی ایک جگہ سے کمزور اور ٹوٹی پڑ گئیں اور میں آزاد ہو گیا۔ پھر ایک آدمی نے اچانک مجھ پر حملہ کر دیا تو میں نے اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر دیا اور اس کا مشین پسل اس کی جیب سے نکلا اور پھر میں نے باقی افراد کا بھی خاتمه کر دیا۔ جب میں وہاں سے نکلا تب مجھے پتہ چلا کہ میں ذیرے کے قریب ہوں۔ میں اس ساجن سے بدلہ لینے کے لئے عقبی طرف سے اندر داخل ہوا تو اچانک مجھ پر کوئی سایہ اوپر سے گرا اور پھر میرے سر پر چوت لگا کر مجھے بے ہوش کر دیا گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں اس حالت میں ہوں اور تم میرے سامنے بیٹھے مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے بتاؤ کہ میرا قصور کیا ہے۔ تم سے ملنا کوئی ایسا جرم ہے کہ جس کی سزا موت ہے۔“ بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ اس کی انگلیاں گانٹھ تلاش کرنے کی مسلسل کوشش بھی کر رہی تھیں۔

”تمہارا تعلق پاکیشی سیکرٹ سروس سے ہے یا کسی اور ایجنسی سے۔“..... کرنل جوڈی نے اسی طرح سرد لبجے میں کہا۔

”میں نے بتایا تو ہے کہ میں کافرستانی ہوں پاکیشیائی نہیں ہوں۔ تم نے میری جیب میں موجود کاغذات لازماً چیک کئے ہوں۔“

گیا۔ پھر جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک تہہ خانے میں رسیوں سے کوشش کرنی تھی۔ رسی ایک جگہ سے کمزور اور ٹوٹی پڑ گئیں اور میں آزاد ہو گیا۔ پھر ایک آدمی نے اچانک مجھ پر حملہ کر دیا تو میں نے اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر دیا اور اس کا مشین پسل اس کی جیب سے نکلا اور پھر میں نے باقی افراد کا بھی خاتمه کر دیا۔ جب میں وہاں سے نکلا تب مجھے پتہ چلا کہ میں ذیرے کے قریب ہوں۔ میں اس ساجن سے بدلہ لینے کے لئے عقبی طرف سے اندر داخل ہوا تو اچانک مجھ پر کوئی سایہ اوپر سے گرا اور پھر میرے سر پر چوت لگا کر مجھے بے ہوش کر دیا گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے تو میں اس حالت میں ہوں اور تم میرے سامنے بیٹھے مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے بتاؤ کہ میرا قصور کیا ہے۔ تم سے ملنا کوئی ایسا جرم ہے کہ جس کی سزا موت ہے۔“ بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ساتھ ساتھ اس کی انگلیاں گانٹھ تلاش کرنے کی مسلسل کوشش بھی کر رہی تھیں۔

”تمہارا تعلق پاکیشی سیکرٹ سروس سے ہے یا کسی اور ایجنسی سے۔“..... کرنل جوڈی نے اسی طرح سرد لبجے میں کہا۔

”میں نے بتایا تو ہے کہ میں کافرستانی ہوں پاکیشیائی نہیں ہوں۔ تم نے میری جیب میں موجود کاغذات لازماً چیک کئے ہوں۔“

”ہا۔ ہم نے تصدیق کرائی ہے اور اسی لئے تمہیں زندہ رہنے کا موقع حاصل ہو گیا تھا لیکن ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمہارے کاغذات جعلی ہیں۔“..... کرنل جوڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسل نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پسل کا رخ بلیک زیرو کی طرف کرتا بلیک زیرو کی ایک ٹانگ حرکت میں آئی اور دوسرے لمحے اس کے پیروں میں موجود جوتا کسی تیز رفتار پرندے کی طرح اڑتا ہوا سیدھا کرنل جوڈی کے منہ پر پوری قوت سے پڑا اور کرنل جوڈی چیختا ہوا ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا تو اس کی کرسی کے پایوں نے جگہ چھوڑ دی اور وہ ایک دھماکے سے پشت کے بل پیچے جا گرا۔

اسی لمحے بلیک زیرو کی دوسری ٹانگ بھی مخصوص انداز میں حرکت میں آئی اور اس کا دوسرا جوتا پہلے سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے ساتھ پیٹھے ہوئے سردار خان کے سینے پر پڑا اور وہ بھی جھٹکا کھا کر پیچھے کی طرف ہوا ہی تھا کہ اس کے عقب میں کھڑے ساجن نے یکخت چیختے ہوئے بلیک زیرو کی طرف دوڑ لگا دی۔ وہ اس انداز میں چیختا ہوا دوڑ رہا تھا جیسے بلیک زیرو کو کرسی سمیت اٹھا لے جائے گا لیکن جیسے ہی وہ قریب پہنچا بلیک زیرو نے یکخت دونوں ٹانگیں اٹھا کر اس کے پیٹ پر ماریں اور جھکولا کھانے کی وجہ سے بلیک زیرو کی کرسی ایک دھماکے سے عقبی دیوار سے ٹکرائی اور پھر اچھل کر وہ منہ کے بل کرسی سمیت نیچے گرا ہی تھا کہ یکخت اس میں دوسرے اہم ممالک کے متعلق تازہ ترین معلومات کے حصول

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

کے لئے ڈیک قائم کئے جاتے ہیں۔

”تم مسلسل جھوٹ بول کر ہمارا وقت ضائع کر رہے ہو اس لئے اب تم چھٹی کرو۔“..... کرنل جوڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسل نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پسل کا رخ بلیک زیرو کی طرف کرتا بلیک زیرو کی ایک ٹانگ حرکت میں آئی اور دوسرے لمحے اس کے پیروں میں موجود جوتا کسی تیز رفتار پرندے کی طرح اڑتا ہوا سیدھا کرنل جوڈی کے منہ پر پوری قوت سے پڑا اور کرنل جوڈی چیختا ہوا ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا تو اس کی کرسی کے پایوں نے جگہ چھوڑ دی اور وہ ایک دھماکے سے پشت

”تمہارا تعلق کس سے ہے اور کس نے تمہیں یہاں بھیجا ہے اور میرا نام تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے۔“..... کرنل جوڈی نے سخت لمحے میں کہا۔

”میرا تعلق کافرستان کے اسرائیلی ڈیک سے ہے اور مجھے یہاں بھجنے والا کرنل جوگندر سنگھ ہے جو اسرائیلی ڈیک کا انچارج ہے اور اس نے کہا ہے کہ پاکیشا ملٹری انسٹی ٹیشن کے پاس تمہارا ایک سیپلائز فون پہنچ گیا ہے اور کسی بھی لمحے تمہیں اور تمہاری تنظیم کو ٹریس کیا جاسکتا ہے۔“..... بلیک زیرو نے اپنے طور پر ایک کہانی بناتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر کسی تنظیم کا نام لینے کی بجائے ڈیک کا لفظ استعمال کیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ہر ملک میں دوسرے اہم ممالک کے متعلق تازہ ترین معلومات کے حصول

نے اسی حالت میں اٹھی قلا بازی کھائی اور اس کا جسم کری سمیت فضا میں قلا بازی کھا کر اٹھتے ہوئے کرنل جوڈی اور سردار احمد خان سے ایک دھماکے سے جا نکرا�ا اور کمرہ انسانی چینوں سے گونج اٹھا۔

گانٹھ چونکہ پہلے ہی کھل چکی تھی اور اس طرح جھکولے کھانے اور پھر قلا بازی کھا کر گرنے سے بلیک زیرو کے نچلے حصے پر خوفناک ضرب لگانے کی تمام رسیاں اس قدر ڈھیلی پڑ گئیں کہ بلیک زیرو کسی مچھلی کی طرح کری اور رسیوں کی گرفت سے باہر آ گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنجھتا ساجن کسی توپ کے گولے کی طرح اس سے نکرا�ا اور بلیک زیرو اس سے نکرا کر پشت کے بل نیچے گرا تھا لیکن دوسرے لمحے ساجن اس کے پیروں میں اٹھتا ہوا اچھل کر ایک زور دار دھماکے سے ایک بار پھر فرش سے اٹھتے ہوئے کرنل جوڈی اور سردار احمد خان سے جا نکرا�ا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ تینوں سنجھل کر اٹھتے بلیک زیرو نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا بلکہ اس کے ہاتھ میں وہ اچھل کر کھڑا ہوا اور نہ صرف کھڑا ہوا بلکہ وہ دائیں طرف کو جھکائی دے کر یکخت بائیں طرف کو گھوم گیا اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو فضا میں کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا کمرے کی عقبی دیوار سے ساتھ سردار احمد خان اور ساجن دونوں کی بھیاں کنک چینوں سے گونج اٹھا جبکہ کرنل جوڈی مشین پسل کی پرواہ کئے بغیر اس طرح اچھل کر بلیک زیرو سے آ نکرا�ا جیسے بند پر گنگ اچاک کھلتا ہے۔ بلیک

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

زیرو کے ہاتھ سے نہ صرف مشین پسل نکل کر دور جا گرا بلکہ وہ بھی پشت کے بل نیچے فرش پر جا گرا۔ کرنل جوڈی بھی اس کے ساتھ ہی نیچے گرا تھا لیکن اس کے انداز میں بے پناہ پھرتی تھی۔ وہ نیچے گرتے ہی گھنٹوں کے بل یکخت کسی بڑے مینڈک کی طرح فضا میں اچھلا اور اس نے اپنے طور پر دونوں گھنٹے جوڑ کر پوری قوت سے بلیک زیرو کے پیٹ کے نچلے حصے پر خوفناک ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ اس کے گھنٹے بلیک زیرو کے نچلے حصے پر پڑتے بلیک زیرو بھلی کی سی تیزی سے نہ صرف کروٹ بدل گیا بلکہ کروٹ بدلتے ہی اس کا نچلا جسم کسی قوس کی طرح گھومتا ہوا کروٹ بدل جانے کی وجہ سے کرنل جوڈی کے فرش پر گرنے والے جسم سے پوری قوت سے نکرا�ا اور کرنل جوڈی پہلو کے بل فرش پر گر کر کچھ دور تک لڑھکتا چلا گیا۔

اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو بھلی کی سی تیزی سے اٹھا لیکن کرنل جوڈی بھی واقعی لڑنا بھڑنا جانتا تھا۔ وہ بھی بھلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہوا اور نہ صرف کھڑا ہوا بلکہ وہ دائیں طرف کو جھکائی دے کر یکخت بائیں طرف کو گھوم گیا اور اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو فضا میں کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا کمرے کی عقبی دیوار سے ساتھ سردار احمد خان اور ساجن دونوں کی بھیاں کنک چینوں سے گونج اٹھا جبکہ کرنل جوڈی مشین پسل کی پرواہ کئے بغیر اس طرح اچھل کر بلیک زیرو اڑتا ہوا دیوار سے پوری قوت سے جا نکرا�ا اور چھت سے

گرنے والی چھپکلی کی طرح ایک دھماکے سے فرش پر آ گرا۔ اس کے سر کا عقبی حصہ دیوار سے پوری قوت سے ٹکرایا تھا اور بلیک زیرو کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کا دماغ سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا ہو لیکن اس نے فوری طور پر اپنے آپ کو سنبھالا جبکہ کرnel جوڈی بھی سمجھا تھا کہ بلیک زیرو دیوار سے ٹکرنا کر نیچے فرش پر گر کر بے ہوش ہو چکا ہے اس لئے وہ بلیک زیرو کی طرف آنے کی بجائے اس طرف کو دوڑ پڑا جہاں مشین پسل پڑا ہوا تھا اور یہیں وہ مار کھا گیا ورنہ اگر وہ فوری طور پر بلیک زیرو پر حملہ کر دیتا تو بلیک زیرو یقیناً اپنا دفاع بھی نہ کر سکتا تھا لیکن اس کے مشین پسل کی طرف دوڑنے کی وجہ سے بلیک زیرو کو چند لمحے مل گئے اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

کرnel جوڈی کی اس کی طرف پشت تھی اور وہ جھک کر فرش پر گرا ہوا مشین پسل اٹھا رہا تھا کہ بلیک زیرو نے یکنہت اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ مشین پسل اٹھا کر اور مڑ کر اٹھتے ہوئے کرnel جوڈی سے پوری قوت سے ٹکرایا اور کرnel جوڈی چھتنا ہوانہ صرف منہ اور سینے کے بل فرش سے جا ٹکرایا بلکہ زور دار دھکے کی وجہ سے وہ منہ اور سینے کے بل فرش پر آگے کی طرف گھستتا چلا گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا بلیک زیرو نے اس کی پشت پر بالکل اس طرح چھلانگ لگا دی جس طرح کرnel جوڈی نے اس کے پیٹ کے نچلے حصے پر گھٹنے مارنے کے لئے چھلانگ لگائی تھی۔ اس وقت چونکہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بلیک زیرو پشت کے بل فرش پر تھا اس لئے اس نے اسے آتے دیکھ کر کروٹ بدل لی لیکن کرnel جوڈی اس وقت سینے کے بل فرش پر پڑا تھا اس لئے وہ نہ بلیک زیرو کو دیکھ سکا اور نہ ہی اپنے آپ کو بچا سکا اور بلیک زیرو کے دونوں جڑے ہوئے گھٹنے اس کی پشت کے عین درمیان میں ریڑھ کی ہڈی پر پڑے اور اس کے ساتھ ہی کمرہ کرnel جوڈی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ بلیک زیرو اچھل کر سائیڈ پر گرا اور پھر کر اٹھ کر کھڑا ہوا۔ کرnel جوڈی نے بھی پلٹ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کے نچلے جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا اور وہ اس خارش زدہ کتے کی طرح فرش پر لوٹنے لگا جو اپنی دم منہ میں دبا کر زمین پر لوٹتا ہے۔ بلیک زیرو سمجھ گیا کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ یا تو ٹوٹ گیا ہے یا اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے اس لئے اس نے بے اختیار اطمینان بھرے لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

کرnel جوڈی واقعی لڑنے بھڑنے میں کسی طرح کم نہ تھا۔ بس یہ بلیک زیرو کی خوش قسمتی تھی کہ عین اس لمحے جب بلیک زیرو دیوار سے ٹکرایا کر نیچے گرا تھا کرnel جوڈی بجائے بلیک زیرو کو ختم کرنے کے مشین پسل کی طرف دوڑ پڑا تھا ورنہ اس وقت یقیناً یہاں بلیک زیرو کی لاش پڑی دکھائی دیتی۔ کرnel جوڈی چند لمحوں بعد یکنہت سے پہلے کہ وہ سنبھلتا بلیک زیرو نے اس کی پشت پر بالکل اس طرح چھلانگ لگا دی جس طرح کرnel جوڈی نے اس کے پیٹ کے نچلے ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ تکلیف کی شدت سے وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو تیزی سے مڑا اور اس نے کرسی کے ساتھ فرش پر

پڑی ہوئی رسی کھنچنگی اور پھر رسی کی مدد سے اس نے کرنل جوڈی کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھ دیئے جبکہ باقی رسی سے اس کی دونوں ٹانگیں بھی باندھ دیں۔

گواہ سے معلوم تھا کہ ریڈھ کی ہڈی پر ضرب لگنے سے کرنل جوڈی کا نچلا جسم مفلوج ہو چکا ہے لیکن وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ یہ مفلوج پن کسی بھی وقت اچانک ختم بھی ہو سکتا تھا۔ رسی سے ٹانگیں باندھنے کے بعد بلیک زیر و مشین پسل اٹھائے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے سر میں اس وقت بھی شدید درد ہو رہا تھا اور چلتے ہوئے اسے چکر سے آ رہے تھے لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر وہ یہاں گر گیا تو پھر اسے قیامت کے دن ہی ہوش آ سکتا ہے اس لئے اس نے اپنے آپ کو سنبھالے رکھا اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ لیکن پورا ڈیرہ خالی پڑا تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ڈیرے کا بڑا سا لکڑی کا چھانک بھی بند تھا اور اس کی کار کے ساتھ سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی جیپ بھی کھڑی تھی۔

بلیک زیر نے برآمدے اور اس کے اطراف کا جائزہ لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس پر تشدد کرنے کا چونکہ وہ ارادہ رکھتے تھے اس لئے انہوں نے خصوصی طور پر ڈیرہ خالی کر کر اس کا چھانک بند کر دیا تھا۔ بلیک زیر و اپس مڑا اور اندر آ کر اس نے جھک کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے کرنل جوڈی کو اٹھا کر کا ندھے پر لا دا اور پھر

وہ اسے لئے کمرے سے نکل کر تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایسے موقعوں پر چونکہ وہ کار کی چابی ہمیشہ اکنیشن میں ہی چھوڑ دیا کرتا تھا اس لئے چابی اب بھی اکنیشن میں موجود تھی۔ اس نے کرنل جوڈی کو عقبی سیٹوں کے درمیان ڈال کر دونوں اطراف کے دروازوں کو لاک کیا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے چھانک کھولا اور واپس آ کر کار میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کرنل ٹانگیں باندھنے کے بعد بلیک زیر و مشین پسل اٹھائے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے سر میں اس وقت بھی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
J  
L  
•  
C  
O  
M

”بیٹھو۔۔۔ سر عبدالرحمٰن نے سراٹھا کر اس کی طرف دیکھے بغیر اپنے مخصوص لجھے میں کہا۔

”تھینک یوسر۔۔۔ سو پر فیاض نے موڈبانہ لجھے میں کہا اور پھر میز کی سائیڈ پر موجود کرسی پر بڑے موڈبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ سر عبدالرحمٰن مسلسل فائل پڑھتے رہے جبکہ سو پر فیاض خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ پھر آخری صفحہ پڑھ کر سر عبدالرحمٰن نے فائل بند کی اور ایک طویل سانس لیا۔

”تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے سو پر فیاض۔ مجھے خوشی ہے کہ ہمارا محکمہ اس قدر بڑی بڑی تنظیموں کو نہ صرف ٹریں کر لیتا ہے بلکہ ان کی بیخ کنی بھی کر دیتا ہے۔۔۔ سر عبدالرحمٰن نے سراٹھا کر سو پر فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تھینک یوسر۔ یہ سب کچھ آپ کی سرپرستی کی وجہ سے ہوا ہے سر۔۔۔ سو پر فیاض نے مسرت بھرے لیکن قدرے بوکھلائے ہوئے لجھے میں کہا۔

”تم نے بروقت جس طرح پورے پاکیشیا میں کارروائی کی ہے انتہائی خطرناک اسلحے کے بڑے بڑے ڈھیر پکڑے ہیں اور اس قدر بڑی تنظیم کے افراد کو گرفتار کیا ہے وہ واقعی قابل تحسین ہے۔۔۔ سر عبدالرحمٰن نے کہا تو سو پر فیاض اس بار خاموش بیٹھا رہا۔

”یہ فائل تمہاری رپورٹ پر مبنی ہے۔ آج کے اخبارات بھی موڈبانہ انداز میں سلام کیا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

سر عبدالرحمٰن اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل پڑھنے میں معروف تھے۔ ان کے چہرے پر قدرے حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ انہوں نے فائل پڑھتے پڑھتے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پر لیں کر دیا۔

”لیں سر۔۔۔ دوسری طرف سے ان کے پرنسل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”سپرنٹنڈنٹ فیاض کو آفس بھجواؤ۔۔۔ سر عبدالرحمٰن نے کہا اور رسیور رکھ دیا لیکن ان کی نظریں مسلسل فائل پر ہی جمی ہوئی تھیں اور تعجب کے تاثرات ابھرتے چلے آ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد دروازے کا پردہ ہٹا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے موڈبانہ انداز میں سلام کیا۔

تمہاری کارکردگی سے بھرے ہوئے ہیں لیکن تم نے اس رپورٹ میں یہ نہیں بتایا کہ تمہیں جعفر آباد میں کائن فیکٹری کے نیچے بنے ہوئے اسلیے کے گوداموں کا علم کیسے اور کیونکر ہوا جبکہ جعفر آباد یہاں سے کافی فاصلے پر ہے اور سڑک سے بھی کافی ہٹ کر ایک عام ساقبہ ہے۔.....سر عبد الرحمن نے کہا۔

”جناب۔ میں نے رپورٹ میں تفصیل سے درج کیا ہے کہ ہمارے ایک مخبر نے یہاں دارالحکومت کے روز کلب کی لابی میں دو افراد کو اسلیے کی ڈیل کرتے ہوئے سنا تو اس نے فون پر مجھے اطلاع دی۔ میں نے ان دونوں آدمیوں کی نگرانی دو انسپکٹروں سے کرائی۔ ان میں سے ایک آدمی مشی ساجن جعفر آباد کے سردار احمد خان کا مینبر ہے۔ اس نے کائن فیکٹری کے قریب ہی ڈیرہ بنارکھا ہے۔ ہم نے وہاں چھاپہ مارا تو وہاں ہمارا مقابلہ کیا گیا لیکن پھر ہم نے ان پر قابو پالیا اور اس کے بعد اسلیے کا بہت بڑا ذخیرہ سامنے آ گیا۔ پھر ہم نے مزید کام کیا اور اس طرح پورے پاکیشیا میں پھیلی ہوئی اس تنظیم کے اڈے سامنے آ گئے۔.....سوپر فیاض نے پوری تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

”یہ سب میں نے پڑھ لیا ہے لیکن تمہاری رپورٹ کے مطابق سردار احمد خان اور اس کا نائب مشی ساجن ڈیرے پر چھاپے کے دوران ہلاک ہو گئے تھے۔ پھر فیکٹری کے نیچے بنے ہوئے تھے

خانوں تک تمہاری رہنمائی کس نے کی؟.....سر عبد الرحمن نے کہا تو سوپر فیاض کے چہرے پر یکخت گھبراہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔ ”جناب۔ اس سردار احمد خان نے پوچھ گچھ کے دوران بتایا تھا جناب۔.....سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لجھے میں کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ تم نے اس سردار احمد خان کو پوچھ گچھ کے دوران گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ کیوں؟.....سر عبد الرحمن کا لہجہ یکخت بدلتا ہوا اور سوپر فیاض کے چہرے کارنگ اڑ گیا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب کہ ہم کسی آدمی کو چاہے وہ مجرم ہی کیوں نہ ہو گولی مار دیں؟.....سوپر فیاض نے فوراً ہی بات کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ طویل عرصے سے سر عبد الرحمن کے ساتھ کام کرتا چلا آ رہا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ سر عبد الرحمن جس طرح ضابطوں اور اصولوں کے پابند ہیں وہ ابھی اس کی گرفتاری کا نہ صرف حکم دے دیں گے بلکہ اس کے خلاف قتل کا مقدمہ بھی درج کر دیں گے اور پھر اسے اپنی گردن بچانا مشکل ہو جائے گی۔

”تو پھر کیا ہوا۔ سچ بتاؤ؟.....سر عبد الرحمن نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

”سر۔ سر۔ واقعی یہی سچ ہے کہ ہم نے اس سے پوچھ گچھ کی۔ پھر اس نے فرار ہونے کی کوشش کی اور اس کوشش میں وہ مارا گیا۔.....سوپر فیاض نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”کون کون موجود تھا اس وقت“..... سر عبدالرحمٰن نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

”سر۔ پوچھ گجھ میں نے اکیلے ہی کی تھی“..... سوپر فیاض نے رو دینے والے لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اپنے دفتر جاؤ اور اچھی طرح سوچ سمجھ کر کل مجھے تحریری رپورٹ پیش کرو۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس بارے میں باقاعدہ تحقیقات کرائی جائیں کیونکہ مجرموں کو پکڑنے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ تمہیں لوگوں کو مارنے کا لائننس دے دیا گیا ہے۔ جاؤ اور سنو۔ اگر تم نے اپنی رپورٹ میں جھوٹ لکھنے کی کوشش کی تو تمہارا انعام انتہائی عبرتاک بھی ہو سکتا ہے۔ جاؤ“..... سر عبدالرحمٰن نے قدرے غصیلے لمحے میں کہا تو سوپر فیاض ایک جھلکے سے اٹھا۔ اس نے سلام کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر چلا گیا۔

”ناسنس۔ ایسا کام کر کے سمجھ لیتے ہیں کہ ان پر قانون لاگو ہی نہیں ہوتا“..... سر عبدالرحمٰن نے فال اٹھا کر میز کی دراز میں رکھ کر بڑبراتے ہوئے کہا اور پھر دوسرا فال اٹھا کر انہوں نے اپنے سامنے رکھی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی انہوں نے دو تین صفحات ہی پڑھے تھے کہ آفس کا دروازہ کھلنے کی آوازن کر سر عبدالرحمٰن نے سر اٹھایا تو عمران کو اندر آتے دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ”یہ کیا طریقہ ہے۔ تمہیں اجازت لے کر اندر آنا چاہئے تھا۔“

سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”میں نے اجازت لے لی ہے۔ آپ بے فکر ہیں“..... عمران نے اطمینان بھرے لمحے میں جواب دیا اور آگے بڑھ کر کری پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس آفس کا انچارج وہی ہو اور سر عبدالرحمٰن بطور مہماں آئے ہوئے ہوں۔

”کس سے اجازت لی ہے تم نے۔ اب جھوٹ بھی بولنے لگ گئے ہو“..... سر عبدالرحمٰن نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ ان کا چہرہ غصے سے قندھاری انار کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے عمران نے ان کے منہ پر جھوٹ بولا تھا۔

”میں کیوں جھوٹ بولوں گا ڈیڈی۔ اماں بی کہتی ہیں کہ جھوٹ بولنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے فرشتے کوڑے ماریں گے“..... عمران نے معصوم سے لمحے میں کہا۔

”پھر وہی بکواس۔ کیوں آئے ہو“..... سر عبدالرحمٰن مزید غصے میں آگئے۔

”ڈیڈی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اماں بی کو ایک فون کر لوں“..... عمران نے یکخت سہمے ہوئے لمحے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ چلو انھوں اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں ہے“..... سر عبدالرحمٰن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ڈیڈی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آفس سے باہر ایک بزرگ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہوئے جواب دیا تو سر عبدالرحمٰن بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ظاہر ہے ایکسٹو جو کسی کی تعریف نہ کرتا تھا وہ اس معمولی سے کام پر اس طرح ان کی تعریفیں کیوں کرنے لگا تھا۔ وہ یہی سمجھے تھے کہ عمران اپنے طور پر یہ ساری باتیں کر رہا ہے۔

”تم نے پھر جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہے“.....سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

”آپ سرسلطان کو فون کریں۔ انہیں ایکسٹو کا نمبر معلوم ہے۔ انہیں کہیں کہ وہ ایکسٹو کو فون کر کے ان سے پوچھیں کہ انہوں نے مجھے اپنا نمائندہ خصوصی بنا کر یہاں کس لئے بھیجا ہے اور پر نہ نہ نہ کرتے تھے۔“

فیاض نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کی کیا اہمیت ہے؟“۔ عمران نے چیلنج کرنے والے لمحے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ تم اس کے نمائندہ خصوصی ہو اور تمہیں اس کا نمبر بھی معلوم نہیں ہے“.....سر عبدالرحمٰن نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”وہ مجھے خود فون کرتے ہیں۔ میں نے رپورٹ دینی ہو تو سرسلطان کو دیتا ہوں۔ وہ آگے کہتے ہیں اور ایکسٹو مجھے فون کر کے مجھ سے رپورٹ لیتا ہے“.....عمران نے کہا تو سر عبدالرحمٰن بے اختیار مسکرا دیے۔

”ٹھیک کرتے ہیں وہ۔ تم ہو ہی اس قابل کہ تم پر اعتماد نہ کیا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

صورت صاحب کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا میں اندر جا سکتا ہوں تو اس نے مجھے انتہائی خوشی سے اجازت دے دی۔ اس طرح میں اجازت لے کر اندر آیا ہوں۔ میں نے جھوٹ نہیں بولا۔“.....عمران نے اس بار یکخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”بابا کرم دین ضرورت سے زیادہ ہی تم پر مہربانی کر جاتے ہیں۔ اب کیا کہوں۔ ریٹائر ہونے والے ہیں“.....سر عبدالرحمٰن نے ایسے لمحے میں کہا جیسے بوڑھے چپڑاں کی وجہ سے بے بس ہو کر رہ گئے ہوں۔ بابا کرم دین واقعی ان کے پرانے چپڑاں تھے اور اب چند ماہ بعد ریٹائر ہونے والے تھے اس لئے سر عبدالرحمٰن ان کی قدر کرتے تھے۔

”اور دوسری بات یہ ہے ڈیڈی کہ میں تو آپ اور آپ کے ملکے کو خراج تحسین پیش کرنے آیا ہوں“.....عمران نے کہا۔

”کوئی ضرورت نہیں ہے تمہیں ایسی فضول باتیں کرنے کی۔ یہ ڈیوٹی ہے اور ڈیوٹی تو بہر حال دینی ہے اور دی جاتی رہتی ہے“۔ سر عبدالرحمٰن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں جا کر چیف کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ خواہ مخواہ آپ کے کارنامے پر اس طرح پھولا بیٹھا ہے جیسے یہ کارنامہ آپ نے نہیں بلکہ اس نے خود سرانجام دیا ہو۔ ایک گھنٹے تک تو اس نے میرے کان کھائے اور تعریفیں سن سن کر میرے کان پک گئے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ڈیوٹی از ڈیوٹی“.....عمران نے منہ بناتے

”سردار احمد خان کا غیر ملکیوں کے ساتھ بے حد رابطہ تھا۔ چیف کو چند ایسی اطلاعات ملی تھیں کہ یہ غیر ملکی پاکیشیا کے خلاف کسی کام میں مصروف ہیں لیکن یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ یہ غیر ملکی اکثر سردار احمد خان سے ملنے جعفر آباد آتے جاتے رہتے تھے اور چیف کے آدمی جعفر آباد میں بھی ان کی گمراہی کر رہے تھے اور دارالحکومت میں بھی۔ جس اڈے پر سوپر فیاض نے سردار احمد خان پر کسی مخبر کی رپورٹ پر چھاپہ مارا تو چیف کے آدمیوں نے اسے رپورٹ دی ہوئی تھی کہ ایک غیر ملکی اس سے ملنے آیا ہوا ہے لیکن وہ سوپر فیاض کے ہاتھ نہ آیا اور سوپر فیاض نے اس سے اور مینجر سے پوچھ گئے کہ بعد جب فیکٹری کے نیچے بننے ہوئے گوادموں میں موجود اسلجے کے شاکس پر چھاپے مارے تو سردار احمد خان نے فرار ہونے کی کوشش کی لیکن اس کوشش میں وہ ہلاک ہو گیا۔ چنانچہ چیف نے اپنے آدمیوں کو اس غیر ملکی کوڑلیں کر کے پکڑنے کا حکم دے دیا اور چیف کے آدمیوں نے اس سردار احمد خان کے ذیرے کے نیچے ایک خفیہ تہہ خانے سے پکڑ لیا اور اسے دارالحکومت پہنچا دیا جہاں اس سے معلومات ملیں کہ وہ اسرائیلی ہے اور اس کا اصل نام کریل جوڑی ہے اور اس کی یہاں پاکیشیا میں پوری تنظیم ہے جو کئی سالوں سے یہاں کام کر رہی ہے۔ ان کا مشن یہ تھا کہ وہ بڑے بڑے سائز دانوں، اعلیٰ حکام اور جرنیلوں کو کسی نہ کسی انداز میں بلیک میل کر کے ان کے خلاف سچا

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

جائے۔“..... سر عبدالرحمٰن نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

”بہر حال اب آپ مجھے بتائیں کہ میں کیا جواب دوں چیف کو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میری طرف سے ان کا شکریہ ادا کر دینا۔ ویسے یہ ایک عام سامشن تھا۔ اس میں ایسی کوئی خصوصیت نہ تھی کہ جس پر تعریف کی خصوصی طور پر ضرورت ہو۔“..... سر عبدالرحمٰن نے منه بناتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ بھی عمران کے ڈیڈی تھے اس لئے وہ کسی کا احسان چاہے وہ صرف تعریفی ہی کیوں نہ ہو اٹھانے کے قائل نہ تھے۔

”اس کا مطلب ہے ڈیڈی کہ آپ کو اصل بات کا علم ہی نہیں ہے۔“..... عمران نے کہا تو سر عبدالرحمٰن بے اختیار چونک پڑے۔

”اصل بات۔ کیا مطلب؟“..... سر عبدالرحمٰن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اصل بات یہ ہے ڈیڈی کہ سوپر فیاض کے اس کارنامے کی وجہ سے پاکیشیا کے خلاف انتہائی خوفناک اسرائیلی سازشیں ناکام ہو گئی ہیں۔“..... عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا تو سر عبدالرحمٰن کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیا کوئی نیا مذاق ہے۔“..... سر عبدالرحمٰن نے غصیلے لمحے میں کہا۔

جوہا بیک میلنگ سٹف تیار کرتے رہتے تھے۔ اس طرح یہ اعلیٰ حکام بیک میل ہو کر انہیں اپنے سرکاری آفس کے انتہائی خفیہ راز تک پہنچا دیتے تھے۔ کرنل جوڈی کے قابو میں آجائے کی وجہ سے اس کی پوری تنظیم قابو میں آگئی اور ان کے تمام اڑے بھی اور ان کا بہت تک بنایا ہوا تمام بیک میلنگ سٹف بھی اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا ہے کہ سوپر فیاض نے سردار احمد خان پر ہاتھ ڈال دیا تھا اور چیف کو مجبوراً کرنل جوڈی کو گرفتار کرنے کا حکم دینا پڑا ورنہ وہ اسے ڈیل دے رہا تھا کیونکہ اس کے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ تھا اور آپ کی طرح وہ بھی باصول ہے کہ بغیر ثبوت کسی کو گرفتار نہیں کرتا۔..... عمران نے کہا۔

”لیکن اب تو اسے بغیر کسی ثبوت کے گرفتار کیا گیا ہے۔..... سر عبدالرحمٰن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ سوپر فیاض کے چھاپے کے بعد جب غیر ملکی اسلحے کا شاک پکڑا گیا تو چیف نے اس لئے غیر ملکی کو گرفتار کرا لیا کہ اس کا خیال تھا کہ غیر ملکی ہی اس اسلحے کی ڈیل میں شامل ہو گا لیکن وہاں تو معاملہ ہی دوسرا تھا۔ اس طرح سوپر فیاض کی وجہ سے پاکیشیا کے خلاف اسرائیلی سازش ناکام ہو گئی اور چیف نے اس لئے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کو مبارک باد دوں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں تمہارے چیف کا مشکور ہوں۔..... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

”وہ۔ وہ چیف مٹھائی کھانے کا بہت شوقین ہے اس لئے کچھ رقم دے دیں تاکہ میں آپ کی طرف سے انہیں مٹھائی کے دو چار ٹرک بھجوادوں۔..... عمران نے بڑے معصوم سے لجھے میں کہا۔

”دو چار ٹرک۔ یہ تمہارا چیف دو چار ٹرک کھاتا ہے مٹھائی کے چلو اٹھو ورنہ۔..... سر عبدالرحمٰن نے تیز لجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز کی دراز کھینچی۔

”آپ کی بجائے میں سوپر فیاض سے وصول کر لیتا ہوں۔ آپ کا شکریہ۔ آپ نے اجازت تو دے دی ہے۔..... عمران نے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا تو سر عبدالرحمٰن بے اختیار مسکرا دیئے۔ گو انہوں نے عمران کے سامنے اپنی مسرت کا اظہار نہیں کیا تھا لیکن یہ حقیقت تھی کہ چیف کی طرف سے تعریف و تحسین نے ان کا سر فخر سے بلند کر دیا تھا۔ انہیں حقیقتاً بے حد مسrt ہو رہی تھی اور انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اس کارنے سے پر سوپر فیاض کو خصوصی انعام دیئے جانے کی سفارش ضرور کریں گے۔ انہوں نے یہ سوچ کرفون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی سخنی نہیں اٹھی۔

”لیں۔..... سر عبدالرحمٰن نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”سرسلطان کی کال ہے جناب۔..... دوسری طرف سے ان کے

پی اے کی مودبانتہ آواز سنائی دی۔

”کراو بات“..... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”عبدالرحمٰن بول رہا ہوں۔ کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات“۔  
سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

”ہا۔ تمہارے محلے نے اسلحے کے اسمگلروں کے خلاف جو کارروائی کی ہے وہ واقعی انتہائی شامدار ہے۔ صدر صاحب بھی اس کی تعریف کر رہے تھے“..... سرسلطان نے کہا تو سر عبدالرحمٰن کا چہرہ بے اختیار گلاب کے پھول کی طرح کھل اخھا۔

”دشکریہ سرسلطان۔ انہی تھوڑی دیر پہلے عمران یہاں موجود تھا۔ وہ ایکستو کی نمائندگی کرتے ہوئے خصوصی مبارک باد دینے آیا تھا لیکن ایک بات آپ چیف کو سمجھانہیں سکتے کہ وہ اپنا نمائندہ خصوصی اس احمد اور نکھلو کو بنانے کی بجائے کسی سنجیدہ آدمی کو بنائے۔

نجانے انہیں اس احمد میں کیا نظر آتا ہے“..... سر عبدالرحمٰن نے کہا تو دوسری طرف سے سرسلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ وہ اب سر عبدالرحمٰن کو کیا بتاتے کہ اصل بات کیا ہے۔

”آپ ہنس رہے ہیں۔ اس احمد کی فضول باتوں کی وجہ سے میرا بلڈ پریشر ہائی ہو گیا ہے اور سوائے فضول باتوں اور احتمانہ حرکتوں کے اسے اور آتا ہی کیا ہے“..... سر عبدالرحمٰن نے منہ

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

بناتے ہوئے کہا۔

”چیف کو اس میں کچھ نظر آتا ہی ہو گا ورنہ وہ اسے اپنا نمائندہ خصوصی نہ بناتے لیکن یہ بتاؤ کہ یہ تو اسلحہ کی اسمگلنگ کا ایک عام واقعہ ہے۔ چیف کا اس سے کیا تعلق بن گیا ہے“۔ سرسلطان نے حیرت بھرے لمحے میں کہا تو سر عبدالرحمٰن نے انہیں عمران کی بتائی ہوئی تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی تمہارے محلے نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ویری گذ۔ اب میری طرف سے بھی خصوصی مبارک باد قبول کرو“..... سرسلطان نے بڑے خلوص بھرے لمحے میں کہا تو سر عبدالرحمٰن نے خوش ہوئان کا شکریہ ادا کیا اور پھر ادھر ادھر کی چند باتیں کر کے انہوں نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا لیکن اب ان کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی دلی طور پر بے حد سرست محسوس کر رہے ہیں۔

عمران داش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔  
”بیٹھو“..... عمران نے سلام دعا کے بعد کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔  
”آپ سر عبدالرحمٰن کے آفس گئے تھے انہیں مبارک باد دینے کے لئے“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔  
”تمہیں کس نے اطلاع دی ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
”سرسلطان نے“..... بلیک زیرو نے جواب دیا۔  
”تو ڈیڈی نے سرسلطان کوشکایت کی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”شکایت نہیں کی۔ آپ نے سردار احمد خان کی اسلحے کی بہت

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

بڑی کھیپ ٹریس کر کے سوپر فیاض کو اطلاع دے دی۔ سوپر فیاض نے پورے پاکیشیا میں چھاپے مار کر انتہائی حساس اسلحے کے شاکس پکڑے اور پوری تنظیم کو جڑ سے الکھاڑ پھینکا۔ اخبارات نے اسے بہت نمایاں کیا اور اُنہیں دی جیتنلز نے بھی اسے بہت زیادہ اہمیت دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صدر صاحب نے بھی سنٹرل انٹلی جنس کی کارکردگی کی تعریف سرسلطان سے کی اور سرسلطان نے آپ کے ڈیڈی کو فون کیا تاکہ صدر مملکت کے جذبات ان تک پہنچا سکیں۔ انہوں نے بتایا کہ آپ وہاں چیف کا نمائندہ خصوصی بن کر پہنچے اور چیف کی طرف سے آپ نے انہیں مبارک باد دی۔ البتہ آپ کے ڈیڈی کو اس بات پر غصہ تھا کہ چیف آخر آپ جیسے احمق اور نکھنوں کیوں اپنا نمائندہ خصوصی بناتا ہے۔ ..... بلیک زیرو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں دراصل سوپر فیاض سے کچھ جیب خرچ وصول کرنے اس کے آفس گیا تو وہ بیٹھا اپنے مقدر کو رو رہا تھا کیونکہ وہ ڈیڈی سے کہہ بیٹھا تھا کہ سردار احمد خان زندہ اس کے ہاتھ لگ گیا تھا اور اس سے ساری پوچھ گچھے کے بعد ہی سارے شاکس اور تنظیم کا پتہ چلا۔ پھر اس نے فرار ہونے کی کوشش کی تو وہ ہلاک ہو گیا۔ ڈیڈی نے اس رپورٹ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہوں نے سوپر فیاض کو دھمکی دی کہ کل تک تحریری وضاحت مع گواہوں کے رپورٹ پیش کرے ورنہ ڈیڈی اس کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کر دیں گے

اور سوپر فیاض کو یہ معلوم تھا اور مجھے بھی کہ ڈیڈی ایسا کر بھی گزرتے کیونکہ ظاہر ہے گواہ کہاں سے آتے۔ سردار احمد خان کی تو لاش سوپر فیاض کے حوالے کی گئی تھی۔ جس پر مجھے اپنے فانسر کو بچانے کے لئے ڈیڈی کے آفس کا رخ کرنا پڑا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈیڈی نے سوپر فیاض کے اس شاندار کارنامے پر اسے خصوصی انعام دینے جانے کی اعلیٰ حکام سے سفارش کر دی ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس دیا۔

”پھر آپ کو کیا وصول ہوا؟“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جھٹکیاں،“..... عمران نے بڑےطمینان بھرے لبجھ میں کہا۔

”جھٹکیاں۔ کیا مطلب۔ کیوں؟“..... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”میں جب سوپر فیاض کے پاس پہنچا تو وہ قتل کے مقدمے کے اندر اراج کے انتظار میں بیٹھا تھا اس لئے ظاہر ہے مجھے سوائے جھٹکیوں کے اور کیا ملنا تھا۔ پھر جب ڈیڈی کو سلام کر کے واپس گیا تو سوپر فیاض نے میری بات کو سرے سے تسلیم کرنے سے ہی انکار کر دیا۔ مجبوراً مجھے بے نیل و مرام واپس فلیٹ پر آنا پڑا جہاں ظاہر ہے خالی ہاتھ جانے کی وجہ سے آغا سلیمان پاشا سے بھی جھٹکیاں ہی ملنا تھیں،“..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو اب آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ سر عبد الرحمن نے سوپر فیاض کو

خصوصی انعام دینے کی سفارش کی ہے،“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ابھی یہاں آنے سے پہلے سوپر فیاض کا فون آیا تھا۔ اس نے بتایا ہے اور پھر وہ بڑی مشکل سے رات کو کھانے کی دعوت پر آمادہ ہوا ہے،“..... عمران نے کہا۔

”یہ تو زیادتی ہے سوپر فیاض کی۔ آپ نے اسے پکا پکایا حلوہ دے دیا اور وہ صرف ایک دعوت پر آپ کو ٹرخارہا ہے،“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”دعوت پر آمادہ ہو گیا ہے بھی کافی ہے۔ باقی میں خود اس سے وصولیاں کر لوں گا،“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب آپ نے اس ڈی ایجنٹسی کے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے،“..... بلیک زیرو نے اچانک سنجیدہ لبجھ میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا فیصلہ؟“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”ڈی ایجنٹسی نے یہاں سے فارمولہ چدا یا تھا جسے کوریئر سروس کی ڈیلیوری کے درمیان واپس حاصل کر لیا گیا۔ برائڈ اور جیکی نے یہاں کا کاش علاقے میں واقع پاکیشیانی لیبارٹری تباہ کر دی۔ سامنس دانوں کو ہلاک کر دیا اور پھر سرداور کو انغو کرایا۔ یہ تو صدر نے اپنی جان پر کھیل کر برائڈ اور جیکی کو کور کیا اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ اس نے واقعی خوفناک جنگ لڑی ہے ورنہ صدر اگر ذرا سا بھی حوصلہ ہار دیتا تو اس کا خاتمہ یقینی تھا۔ نائیگر کو انغو کیا گیا۔ اس نے بھی بے حد ہمت اور دلیری سے کام لیتے ہوئے خوفناک لڑائی

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

مسلسل اس فارمولے کے حصول کے لئے ایجنسی بھیجتے رہیں گے۔..... بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”لیکن یہ تو سرکاری ایجنسی ہے اور ایکریمیا کے پاس ایجنسیوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے چیف کرنل اسمتح کا خاتمه ضروری ہے۔ نیا چیف اس کی طرح احمد نہیں ہو گا۔..... بلیک زیرو اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا بلیک زیرو۔ فارمولہ ہم نے واپس حاصل کر لیا ہے اور ہماری تحولی میں ہے اس لئے اب سرکاری ایجنسی کے خلاف کارروائی سوائے حماقت کے اور کچھ نہیں ہو گی۔ میں خود کرنل اسمتح سے بات کرتا ہوں۔..... عمران نے کہا۔

”آپ کو اس کا فون نمبر معلوم ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ برائڈ اور جشن سے میں نے معلوم کر لیا تھا۔..... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔..... رابطہ ہونے پر ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کرنل اسمتح چیف آف ڈی ایجنسی۔ میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔..... عمران نے اپنے مخصوص شگفتہ لمحے میں کہا۔

”تم۔ تم نے مجھے فون کیا ہے۔ کہاں سے نمبر لیا ہے تم نے۔ دوسری طرف سے غصے اور حیرت کے ملے جلے لمحے میں کہا گیا۔

”تمہاری ڈی ایجنسی کے سیکشن چیف برائڈ اور اس کی بیوی اور

کر کے اس کے ساتھی جشن کو کور کیا اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ کیسا فیصلہ۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اور تم نے اپنی بات نہیں کی جس کی وجہ سے نہ صرف کرنل جوڈی ہاتھ آیا بلکہ اس کی پوری تنظیم بھی سامنے آ گئی ورنہ ہم تو بلیک اسکائی کے یہاں وجود اور اس کی کارروائیوں سے یکسر ناواقف تھے۔ اگر کرنل جوڈی، جشن اور برائڈ کو اسرائیلی خلائی سیارے سے لنکڑ خصوصی فون نہ دیتا تو ہمیں کرنل جوڈی کے بارے میں کبھی کچھ معلوم نہ ہوتا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میری بات چھوڑیں۔ میں نے تو ہر صورت میں آپ کے اعتماد پر پورا اترنا تھا۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں بلیک زیرو۔ تم نے واقعی ہمت کی ہے۔ جو کچھ تم نے بتایا ہے اسے سن کر مجھے احساس ہو گیا ہے کہ تم نے واقعی دونوں بار بے بس ہو جانے کے باوجود انتہائی شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ مجھے تم پر فخر ہے۔..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح محل اٹھا۔

”شکریہ عمران صاحب۔ آپ کی یہ تعریف ہمارے لئے سب سے بڑا اعزاز ہے۔..... بلیک زیرو نے سرت بھرے لمحے میں کہا۔

”تو اب تم کیا چاہتے ہو کہ ہم اس ڈی ایجنسی کے خلاف کام کریں۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ضروری ہے ورنہ یہ لوگ بازنہیں آئیں گے اور

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

ہنس پڑا اور بلیک زیرو الی نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین ہو کہ عمران کا ذہنی توازن درست نہیں ہے۔ عمران اس کی نظریں پہچان کر بے اختیار دوبارہ ہنس پڑا۔

”تم۔ تم مجھے وہ فائزٹر بُل سمجھتے ہو جسے سرخ کپڑا دکھایا جائے تو وہ شوں شوں کرتا ہوا کپڑا دکھانے والے پر حملہ کر دیتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بات نہیں ہے عمران صاحب۔ جس انداز میں کرنل اسمتحہ نے بات کی ہے اس انداز پر آپ کو غصہ تو آنا چاہئے لیکن آپ غصہ کھانے کی بجائے اٹا ہنس رہے ہیں۔“..... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران اس کے اس انداز پر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”کامیاب وہ لوگ ہوتے ہیں بلیک زیرو جو اپنے ذہن کو ہر موقع پر قابو میں رکھتے ہیں۔ اگر کرنل اسمتحہ نے گھٹیا انداز میں باتیں کی ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں بھی اپنے آپ کو اس کی سطح پر لے جاؤں۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کا ہی دل گردہ ہے عمران صاحب۔ نجانے آپ کس مٹی کے بننے ہوئے ہیں۔“..... بلیک زیرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یہی بات ممبران تمہارے بارے میں کہتے ہیں کہ نجانے تم کس مٹی کے بننے ہوئے ہو۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

اس کی نائب جیکی اور اس کے ساتھ ساتھ تمہارے خصوصی ایجنت جشن سے تمہارا نمبر حاصل کیا تھا۔ تمہیں اطلاع تو مل گئی ہو گی کہ یہ تینوں اپنے تمام ساتھیوں سمیت قبروں میں اتار دیئے گئے ہیں اور یہ بھی سن لو کہ اب اگر تم نے فارمولے کے حصول کے لئے پھر کوئی ایجنت بھیجے تو پھر نہ تمہاری ڈی ایجنسی رہے گی اور نہ ہی تم۔“..... عمران نے انتہائی سرد لبجے میں دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم مجھے دھمکیاں دو۔ مجھے۔ ایکریما کی سب سے طاقتور ڈی ایجنسی کے چیف کو۔ میں تمہیں اور تمہاری پاکیشیا سیکرٹ سروں سمیت پورے پاکیشیا کو تباہ و بر باد کر دینے کی طاقت رکھتا ہوں ناںنس،“..... دوسری طرف سے کرنل اسمتحہ نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے لبجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اصل فساد کی جڑ تم ہو۔ تم چھوٹے آدمی ہو کر ایک بڑی سیٹ پر آگئے ہو۔ اب تمہیں اس سیٹ سے ہٹانا پڑے گا۔“..... عمران نے بغیر کسی غصے کے انتہائی سرد لبجے میں کہا۔

”کس میں جرأت ہے کہ مجھے سیٹ سے ہٹائے۔ تم اب دیکھنا کہ میں تم سب کا کیا حشر کرتا ہوں۔“..... دوسری طرف سے پہلے کی طرح چیختے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”اب بھی آپ سوچیں گے عمران صاحب۔“..... بلیک زیرو کے لبجے میں غصے کی لہر موجود تھی اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار

یکنخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔  
”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تم مجھے کہہ رہے ہو۔ کیوں؟“ - لارڈ  
مارٹن نے یکنخت کاٹ کھانے والے لبجے میں کہا۔

”آپ سے یہ بات براہ راست تو ابھی نہیں کر سکتا ورنہ آپ  
نے مجھے ظاہر ہے اپنے دارثوں کی لست سے کاٹ دینا ہے۔ میں تو  
دوسری سیٹوں کے بارے میں کہہ رہا ہوں،“..... عمران نے کہا۔  
”تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو۔ میرے پاس تمہاری  
فضولیات سننے کا بالکل وقت نہیں ہے،“..... لارڈ مارٹن نے غصیلے  
لبجے میں کہا۔

”ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی ہے جسے ڈی ایجنسی کہا جاتا  
ہے۔ یہ ایکریمیا کی انتہائی اہم سرکاری ایجنسی سمجھی جاتی ہے جس کا  
چیف کرنل اسم تھا ہے،“..... عمران نے کہا۔

”ہاں ہے۔ کیوں۔ کیا کیا ہے اس نے،“..... لارڈ مارٹن کے  
لبجے میں حیرت تھی۔

”اس نے اپنا ایک سیکیشن جس کا انچارج برائڈ نامی ایجنسٹ ہے  
پاکیشیا بھیجا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی اور نائب جیکی نام کی  
عورت اور آٹھ دس مزید ایجنسٹ تھے۔ انہوں نے خاموشی سے  
پاکیشیا کی ایک انتہائی اہم لیبارٹری سے کاموس توانائی کا فارمولہ  
اڑایا۔ اس لیبارٹری میں انتہائی جدید ترین سائنسی حفاظتی انتظامات  
تھے اس لئے یہ لوگ ایکریمیا کا ایک انتہائی اہم آلہ ڈبل ایس

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
L  
•  
C  
O  
M

”پی اے ٹو چیف سیکرٹری،“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک خاتون  
کی متrenom ایکریمیا آواز سنائی دی تو بلیک زیر و سمجھ گیا کہ عمران  
ایکریمیا کے انتہائی با اثر چیف سیکرٹری لارڈ مارٹن کو کال کر رہا ہے۔  
”پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول  
رہا ہوں۔ لارڈ مارٹن میرے انگل ہیں۔ میں نے ان سے پوچھنا  
ہے کہ کیا انہوں نے میری درخواست پر اپنے وصیت نامہ میں میرا  
نام بطور ورات درج کیا ہے یا اب بھی مجھے گگ آنٹی کی خدمات  
حاصل کرنا ہوں گی،“..... عمران کی زبان روای ہو گئی۔

”آپ کے لئے میرے پاس خصوصی ہدایات ہیں عمران صاحب  
اس لئے میں بات کرتی ہوں،“..... دوسری طرف سے ہستے ہوئے کہا گیا۔  
”لیں،“..... چند لمحوں بعد لارڈ مارٹن کی بھاری اور رعب دار  
آواز سنائی دی۔

”ایک بار لیں کہنے سے کچھ نہیں ہوتا انگل۔ تین بار کہنا پڑتا ہے۔“  
عمران نے جواب دیا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیر و بے اختیار مسکرا  
دیا۔ یہ واقعی عمران کی ہی شخصیت تھی جو دنیا کے اس طاقتور ترین  
انسان کے ساتھ اس انداز میں بات کر لیتا تھا۔

”وہ میں ایک بار کہہ چکا ہوں اور وہی کافی ہے۔ تم بولو۔ کیوں  
فون کیا ہے،“..... دوسری طرف سے لارڈ مارٹن نے جواب دیا۔

”کیا ایکریمیا میں اب عقل مندوں کا فقدان ہو گیا ہے جو  
انتہائی اہم ترین سیٹوں پر احمقوں کو بٹھا دیا جاتا ہے،“..... عمران نے

ساتھ لائے تھے۔ بہر حال ڈبل ایس کی مدد سے یہ لیبارٹری میں داخل ہوئے۔ انہوں نے وہاں موجود تمام سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا۔ تمام مشینزی تباہ کر دی اور فارمولائے اڑے اور اپنا ڈبل ایس آله بھی ساتھ ہی واپس لے گئے اور چارڑہ طیارے سے کافرستان پہنچ گئے۔ وہاں سے انہوں نے ڈبل ایس آله اور فارمولاء دونوں انٹریشل کوریئر سروس کے ذریعے ایکریمیا میں کرنل اسمتحہ کو بھجوائے دیئے اور خود وہ گریٹ لینڈ چلے گئے تاکہ وہاں سے ایکریمیا پہنچ جائیں۔ جب یہ کافرستان پہنچے تو چیف ایکسٹو کو اس بارے میں اطلاع ملی جس پر چیف حرکت میں آ گیا اور اس کے حکم پر ایکریمیا میں انٹریشل کوریئر سروس سے دونوں پیکش اڑا لئے گئے اور یہ دونوں پیکش واپس پاکیشیا پہنچا دیئے گئے جو چیف ایکسٹو کی تحويل میں آ گئے لیکن چیف نے مزید معاملات کو نظر انداز کر دیا مگر کرنل اسمتحہ نے برائڈ اور جیکی اور اس کے آٹھ ایجنٹوں کے ساتھ ایک سپر ایجنت جشن کو پاکیشیا بھجوادیا۔ انہوں نے یہاں ایک خفیہ اسرائیلی تنظیم کے ساتھ مل کر پاکیشیا کے سب سے بڑے اور بزرگ سائنس دان سرداور کواغوا کرایا اور چیف سے ڈبل ایس آله واپس طلب کیا۔ چونکہ یہ آله ایکریمیا کی ملکیت تھی اور یہ لوگ خود ہی اسے یہاں لائے تھے اس لئے چیف نے یہ آله انہیں واپس کر دیا اور سرداور کو واپس حاصل کر لیا حالانکہ برائڈ اور جیکی اس کے ساتھی اس جشن سمیت وہ اسرائیلی گروپ جس نے سرداور کواغوا کیا تھا۔

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

چیف کے ایجنٹوں کے گھیرے میں تھا۔ بہر حال چیف نے آله واپس کر دیا اور پھر یہ سب لوگ باقاعدہ فائلنگ کرتے ہوئے ہلاک ہو گئے اور اسرائیلی گروپ کو بھی ٹریس کر کے ان سب کا خاتمه کر دیا گیا۔ اب دو صورتیں ہو سکتی تھیں کہ اس ڈی ایچنی کا مکمل خاتمه کر دیا جائے یا اس چیف کرنل اسمتحہ کو ختم کر دیا جائے۔ میں نے کرنل اسمتحہ کو فون کیا اور اسے کہا کہ وہ آئندہ کوئی مش پاکیشیا نہ بھجوائے ورنہ ایکریمیا میں بھی بے شمار سائنس دان موجود ہیں اور انہتائی اہم ترین دفاعی تنصیبات کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ بے شمار اہم فارمولے بھی لیبارٹریوں میں تخلیق ہوتے رہتے ہیں لیکن ہم نے کبھی کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا اس لئے کہ ہم اسے ڈیکھتی سمجھتے ہیں۔ البتہ ڈیپنس کرنا ہر ملک کا حق ہوتا ہے جس پر کرنل اسمتحہ نے پاکیشیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو قبروں میں دفن کرنے کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ میرے پاس ان کی ریکارڈنگ موجود ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو سنوا سکتا ہوں۔ میں نے ابھی تک یہ ریکارڈنگ چیف تک نہیں پہنچائی اور آپ کو ہی فون کر کے اس لئے میں نے یہ بات پوچھی تھی کہ کیا ایکریمیا کی اہم سرکاری سیٹوں پر کرنل اسمتحہ جیسے احمد ہی بٹھانے کے لئے آپ کو ملے ہوئے ہیں۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ریکارڈنگ سنوانے کی ضرورت نہیں۔ مجھے تم پر اپنے سے زیادہ اعتماد ہے۔ میں تمہاری بات کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ تمہاری اس جشن سمیت وہ اسرائیلی گروپ جس نے سرداور کواغوا کیا تھا۔

بس یہاں آپریشن روم میں بیٹھے رہے۔ برائڈ، جیکی اور اس کے آٹھ ساتھیوں کے ساتھ اکٹلے صدر نے لڑائی لڑی اور اپنی جان پر کھیل کر اس نے برائڈ اور جیکی کو رانا ہاؤس پہنچایا۔ ٹائیگر کو انغو اک لیا گیا لیکن ٹائیگر نے بھی انتہائی ذہانت، جوانمردی اور حوصلے سے کام لیتے ہوئے ان سے جنگ لڑی اور وہ زخمی ہو جانے کے باوجود جشن کو لے آنے میں کامیاب ہو گیا۔ کرنل جوڈی کو میں لے آیا۔ آپ نے کیا کیا جو آپ چیک مانگ رہے ہیں۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو ٹائیگر تو میرا شاگرد ہے اس لئے ایک چیک تو تمہیں دینا ہی پڑے گا۔۔۔ عمران نے بے بس سے لجھے میں کہا۔“  
”اس کو یہ کام آپ نے دیا تھا۔ میں نے نہیں اس لئے اصولاً میں اسے چیک دے ہی نہیں سکتا۔۔۔ بلیک زیرو نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔ اس کے چہرے پر بے بسی کے تاثرات نمایاں تھے۔ ایکریمیا کے چیف سیکرٹری کو دھمکی دینے والا عمران دونوں ہاتھوں میں سر پکڑے منہ لٹکائے بیٹھا ہوا تھا اور بلیک زیرو اس کے اس انداز پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

ختم شد

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

مہربانی ہے کہ تم نے اپنے چیف کو ریکارڈنگ سنوانے کی بجائے مجھے براہ راست فون کر دیا ہے۔ اب کوئی احمد اس اہم سیٹ پر نہیں رہے گا اور نہ ہی کوئی ڈیکٹی ہو گی۔۔۔۔۔ لارڈ مارٹن نے انتہائی سنجیدہ لجھے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اتنی سی بات تھی جس کے لئے تم اتنے پریشان ہو رہے تھے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”اتنی سی بات آپ کے لئے تھی ہمارے لئے نہیں۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم اللہ کا نام لے کر چند بڑی مالیت کے چیک لکھ کر دو تاکہ آغا سلیمان پاشا بھی تھہاری طرح مطمئن ہو جائے۔۔۔ عمران نے کہا۔

”چند چیک کس بات کے۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔“  
”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس بات کے۔ کمال ہے۔ ڈی ایجنٹسی کے مشن کا خاتمہ ہو گیا۔ اسرائیلی گروپ ٹریلیں ہو کر ختم ہو گیا۔ ڈی ایجنٹسی کے چیف کو سیٹ سے ہٹا دیا گیا اور اب فارمولہ بھی محفوظ ہو گیا۔ اس طرح یہ ملٹی مشن مکمل ہو گیا۔ مطلب ہے ایک مشن کے اندر کئی مشن اور تم کہہ رہے ہو کہ کس بات کے چیک۔۔۔ عمران نے اس بار غصیلے لجھے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ واقعی ملٹی مشن تھا لیکن آپ نے کیا کیا ہے۔

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار کہانی

مکمل ناول

# ونگ پاری

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

بلیک راڑ = ایک ریسیا کی ایک ایجنسی جس کا ریکارڈ شاندار تھا۔

جیمز اور ماریا = بلیک راڑ کے سپر ایجنس، جنہوں نے پاکیشیا کے پہاڑی علاقے میں خفیہ لیبارٹری کو تباہ کرنا تھا۔ مگر — ؟

جیمز اور ماریا = جنہوں نے صرف خفیہ لیبارٹری کو ٹریس کر لیا بلکہ اسے تباہ کرنے کے اقدامات بھی کرتے رہے لیکن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سب کچھ جاننے کے باوجود حرکت میں نہ آئے۔ کیوں — ؟

وہ لمحہ = جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی جگہ نائیگر، جوزف اور جوانا میدان میں اترے اور پھر ایکریمین ایجنس نے نائیگر کو ما فوق الفطرت قرار دے دیا۔ کیوں — ؟

وہ لمحہ = جب جوزف اور جوانا نے اپنی جان پر کھیل کر لیبارٹری کو بچالیا لیکن وہ پھر بھی ناکام قرار دیئے گئے۔ کیوں — ؟

= غیر ملکی ایجنس جو پاکیشیا میں مشن مکمل کرنے کے بعد ونگ پارٹی قرار دے دیئے گئے حالانکہ؟ ❖❖❖ انہائی دلچسپ، یادگار اور منفرد انداز کی کہانی ❖❖❖

R  
A  
F  
R  
E  
X  
O  
@  
H  
O  
T  
M  
A  
I  
L  
•  
C  
O  
M

مکمل ناول

# لو ان ون

مصنف  
مظہر کلیم ایم اے

لو ان ون = ایک ایسا مشن جس میں اسرائیل کے خلاف دو مشنر پر ہیک وقت کام کرنا پڑا۔ کیوں — ؟

= ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھی ٹارگٹ کے پیچھے صرف بھاگتے ہی رہ گئے۔

= ایک ایسا مشن کہ عین آخری لمحات میں عمران اور اس کے ساتھی اس لئے ناکام رہ گئے کہ ٹارگٹ اسرائیل پہنچ چکا تھا۔

وہ لمحہ = جب مشن مکمل کرنے کے لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فوری طور پر اسرائیل میں داخل ہونا پڑا جبکہ اسرائیلی ایجنسیاں پہلے سے ان کی تاک میں تھیں۔

وہ لمحہ = جب عمران کے ساتھیوں نے جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو ہر صورت میں ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن — ؟

وہ لمحہ = جب اسرائیلی صدر نے کرنل ڈیوڈ کے کورٹ مارشل کا حکم دے دیا۔ کیوں؟

وہ لمحہ = جب عمران نے اسرائیل کے صدر کو فون کر کے کرنل ڈیوڈ کو ایک بار پھر کورٹ مارشل سے بچانے کی کوشش کی۔ انہائی دلچسپ، تیز رفتار اور انوکھا ایڈ و نچر

**ناشران**  
**خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان**